﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۹ | جمعۃ المبارک ۲۶؍ جولائی و ۲؍ اگست ۲۰۰۲ء | شمارہ ۳۰، ۳۱

۱۵؍ جمادی الاوّل ۱۴۲۳ ہجری قمری ۔ ۲۶؍ وفا ۱۳۸۱ ہجری شمسی

مخلوق میں سے بہترین فرد

حضرت ثابت بن قیسؓ نے رسول اللہ کی اجازت سے بنو تمیم کے جھوٹے فخریہ کلمات کے جواب میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بہترین فرد کو رسول بنایا جو نسب کے لحاظ سے سب سے بزرگ اور گفتار کے لحاظ سے سب سے سچا اور کردار کے لحاظ سے سب سے افضل ہے۔ پھر اللہ نے اس پر اپنی کتاب اتاری اور اپنی مخلوق پر امین بنایا اور وہ تمام عالمین میں سے خدا کا چنیدہ ہے۔ تب اس نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا۔ اس عاجز اور اس کے محبوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی ظل اور حمایت میں رکھ۔

"اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ، پر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور الرحیم ہے۔ اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق و مغرب کی دُوری ڈال۔ اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر۔ اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ۔ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں مجھے اٹھا۔

اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا۔ اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجۃ الاسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر۔ اور اس عاجز اور اس کے محبّوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی ظل اور حمایت میں رکھ۔ دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل بن اور سب کو دار الرضاء میں پہنچا اور اپنے رسول مقبولؐ اور اس کے آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین ثم آمین"۔ (الفضل ۱۱؍اکتوبر ۱۹۴۲ء)

"اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے۔ اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے۔ اور زمین تیرے راستباز اور مؤحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔ اے میرے قادر خدا! مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا! ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

ہر ایک نفس اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق انوار الٰہیہ کو قبول کرتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے۔

جو نماز کی حفاظت کرے گا یہ اسکے لئے قیامت کے دن نور اور برہان اور نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔

(آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت النور کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲؍ جولائی ۲۰۰۲ء)

(لندن ۱۲؍ جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ حضور نے آج بھی اللہ تعالیٰ کی صفت اَلنُّوْر کے مختلف پہلوؤں کا آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے ذکر فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۴ کی تلاوت و ترجمہ پیش کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ افراد بشریہ عقل میں، قویٰ اخلاقیہ میں، نور قلب میں متفاوت المراتب ہیں۔ ہر ایک نفس اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق انوار الٰہیہ کو قبول کرتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ اسی طرح 'فتح اسلام' کے ایک اقتباس کے حوالہ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو خلعت خلافت عطا کرتا ہے تو روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔ تب دنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ درود شریف کے طفیل اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور وہاں

باقی صفحہ نمبر ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ — جماعت مومنین میں قائم مودّت و رحمت کا روحانی نظام

صحیح مسلم کتاب البرّ والصّلة والآداب میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں کی باہمی محبت اور رحمت اور شفقت کی مثال ایک بدن کی سی ہے کہ جب اس کا کوئی عضو تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی وجہ سے سارا بدن بیخوابی اور بخار محسوس کرتا ہے۔

عام طور پر اس حدیث سے مومنوں کی باہمی اخوت اور ہمدردی کے تعلق پر استدلال کیا جاتا ہے۔ یقیناً سب مومنوں کے درمیان ایک دوسرے سے محبت و ہمدردی اور رحمت و عطوفت کا ایسا ہی تعلق ہونا چاہئے کہ اگر کسی ایک مومن بھائی کو کوئی تکلیف ہو تو باقی سب اس کی تکلیف اور دکھ میں اس کے ساجھی اور شریک ہوں۔ اگرچہ سچے مومنین کی جماعت میں بحیثیت مجموعی تو ایسے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جماعت مومنین کے ہر فرد کی اپنے مومن بھائیوں کے دکھ اور تکلیف پر ایسی ہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔ درحقیقت یہ مثال سب سے بڑھ کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر چسپاں ہوتی ہے اور آپؐ کو اپنے متبعین سے، جماعت مومنین سے محبت اور رحمت اور شفقت کا جو تعلق تھا اور جس طرح آپؐ صحابہ کے دکھ درد کو محسوس فرمایا کرتے تھے اور ان کی تکلیفوں کے خیال سے بے چین و بے قرار ہو جایا کرتے تھے، یہ حدیث نبوی آپؐ کی ان قلبی کیفیات سے پردہ اٹھاتی ہے۔ ساری جماعت مومنین کی مثال ایک بدن کی سی ہے تو آپؐ جو مومنوں کے آقا و مطاع تھے آپؐ کی حیثیت اس بدن میں دل کی سی ہے۔ آپؐ مومنوں کی جان اور ان کا دل اور ان کی روح تھے۔ کسی مومن کو کوئی اذیت پہنچتی یا وہ کسی قسم کے ہمّ و غم میں مبتلا ہوتا تو اس کا درد آپؐ کے سینہ اطہر میں جاگ اٹھتا تھا۔ اور اتنی بڑی جماعت میں کسی نہ کسی کو تو کوئی نہ کوئی دکھ اور تکلیف اور پریشانی اور غم لاحق رہتا ہی ہے۔ گویا آپ کا وجودِ مبارک ہر لحہ اپنے پیاروں کے دکھ اور تکلیف کے احساس سے ایک قسم کے بخار میں مبتلا رہتا تھا۔ آپ کی راتیں بھی ان کی خاطر بے چینی میں گزرتیں اور دن بھی ان کی تکلیفوں کے دور کرنے کے لئے تدابیر حسنہ میں صرف ہوتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے ﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْم﴾(التوبہ :۱۲۸)۔ یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے۔ اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت حریص ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اگرچہ صحابہؓ کو بھی حضور اکرمؐ سے بے انتہا محبت تھی اور وہ جان و دل سے آپؐ پر نثار تھے لیکن رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اپنے صحابہ و مومنین سے محبت و رحمت ان سب محبتوں پر حاوی اور غالب تھی۔ جس طرح آپؐ نے مومنوں میں محبتیں بانٹیں اور اپنی متضرعانہ دعاؤں اور حکیمانہ تدبیروں سے ان کی فلاح و بہبود کے لئے جانفشانی دکھلائی، ان کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ کے لئے اپنا جگر خون کیا اور جس طرح آپ سارا سارا دن اور ساری ساری رات ان کی تکلیفوں کے دور ہونے کے لئے بے چین و بیقرار ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور تڑپتے اور تضرع اور زاری سے کام لیتے تھے اس کا احاطہ الفاظ میں ممکن نہیں۔ آخری عمر میں جب آنحضرت ﷺ بیماری اور ضعف اور کمزوری کے باعث گھر میں بیٹھ کر نماز تہجد پڑھا کرتے تھے کسی نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا حضورؐ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہاں، لیکن ایسا اُس وقت ہوا حِيْنَ حَطَمَهُ النَّاس۔ جب لوگوں نے آپ کو چور چور کر دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ۔

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید　　کس ندیدہ در جہاں از مادرے

مخلوق نے جو رحمتیں اور شفقتیں آپؐ کی ذات سے پائی ہیں وہ دنیا میں کسی نے اپنی ماں سے بھی نہیں دیکھیں۔

یہ آپؐ کی اس جان سوزی اور قربانی اور انتہائی رحمت و شفقت ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری جماعت مومنین کے دلوں کو آپس میں الفت و محبت کے اٹوٹ رشتوں میں باندھ دیا اور آسمان سے ان کے متعلق ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ اور ﴿بُنْيَانٌ مَّرْصُوْص﴾ ہونے کی گواہی دی۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے عظیم روحانی فرزند اور آپؐ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پھر سے ہمارے لئے محمدیؐ فیضان کو جاری فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو بھی آنحضرتؐ کی غلامی میں اپنی جماعت سے ایسا ہی محبت کا تعلق تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

"اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح سے ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتی ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو تو سارا بدن بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن مَیں ہمیشہ اسی خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کے آرام و آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی اور یہ غمخواری کسی تکلف اور بناوٹ کی رُو سے نہیں بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں سے ہر واحد کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح مَیں للّٰہی دلسوزی اور غمخواری اپنے دل میں اپنے دوستوں کے لئے پاتا ہوں۔ اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوئی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر مشتمل پہنچتا ہے تو طبیعت میں ایک بے کلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک غم شامل حال ہو جاتا ہے۔ اور جوں جوں احباب کی کثرت ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رہتا جب کہ کسی قسم کا فکر اور غم شامل حال نہ ہو۔ کیونکہ اس قدر کثیر التعداد احباب میں سے کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی غم اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی اطلاع پر ادھر دل میں قلق اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ مَیں نہیں بتلا سکتا کہ کس قدر اوقات غموں میں گزرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دیوے۔ اس لئے مَیں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے کیونکہ مجھے تو ان ہی کے افکار اور رنج، غم میں ڈالتے ہیں۔ اور پھر یہ دعا مجموعی ہیئت سے کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے اُس کو نجات دے۔ ساری سرگرمی اور پورا جوش یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کروں"۔ (تقریر جلسہ سالانہ ۳۰/دسمبر ۱۸۹۷ء)

یہی مضمون ہم آپ کے مقدس خلفاء کی مبارک زندگیوں میں بھی تسلسل کے ساتھ جاری دیکھتے ہیں۔ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ ان کے محبوب امام کو ان سے کس قدر محبت اور پیار ہے اور کس طرح وہ ہمارے دکھ درد کو ہم سے بڑھ کر محسوس کرتے اور ہماری خوشیوں اور آرام کے لئے اپنی جان گداز کرتے ہیں۔ ایک موقع پر اپنے پیاروں کے لئے اپنی بے قراری کا ذکر یوں فرمایا: ۔

ان کو شکوہ ہے کہ ہجر میں کیوں تڑپایا ساری رات　　جن کی خاطر رات لٹادی، چین نہ پایا ساری رات
ان کے اندیشوں میں دل نے کیسے کیسے گھبرا کر　　سینے کے دیوار و در سے، سر ٹکرایا ساری رات
وہ یاد آئے جن کے آنسو تھے غم کی خاموش کتھا　　میرے سامنے بیٹھ کے روئے، دکھ نہ بتایا ساری رات
وہ یاد آئے جن کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ تھا　　سوجے نین دکھائے اپنے اور رُلایا ساری رات

میری ایسی بھی ہے ایک رُودادِ غم، دل کے پردے پہ ہے خون سے جو رقم
دل میں وہ بھی ہے اک گوشۂ محترم، وقف ہے جو غمِ دوستاں کے لئے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا صرف ایک ارشاد نمونۃً ذیل میں درج کرتا ہوں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ حدیث نبوی کا مضمون کس طرح آج بھی سچے مومنوں کی جماعت اور ان کے امام پر بڑی شان سے صادق آرہا ہے۔ ۱۰/ستمبر ۱۹۹۵ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"بعض دفعہ جرمنی میں ایک دو احمدیوں کی لڑائی ہو جاتی ہے اور میری ساری رات بے چینی سے کٹتی ہے۔ اتنا درد محسوس کرتا ہوں، ایسا دکھ لگتا ہے جیسے میرے عزیز بچوں کی آپس میں لڑائیاں ہو گئی ہوں اور ہمارے گھر کو انہوں نے بے امن کر دیا ہو"۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں فرمایا:

"یہ روحانی نظام ہے جو دنیا کی کسی قوم کو نصیب نہیں ہے۔ یہ اس خلافت سے وابستہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام حضرت مرزا غلام احمد کی قوم کو عطا ہوئی"۔ (خطاب جلسہ سالانہ جرمنی ۱۰/ستمبر ۱۹۹۵ء)

ہمارا فرض ہے کہ ہم اس عظیم الشان اور مبارک روحانی نظام کی قدر کریں۔ اپنے پیارے امام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور آپ کی تمام مہمات دینیہ عالیہ کی غیر معمولی کامیابیوں کے لئے عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ ایسے اعمال صالحہ بجا لانے کی سعی کریں جن سے ہمارے پیارے آقا کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

کوئی ایسا شخص ہوا کرے

(انتخاب از منظوم کلام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مرے دَرد کی جو دَوا کرے، کوئی ایسا شخص ہوا کرے
وہ جو بے پناہ اُداس ہو، مگر ہجر کا نہ گِلہ کرے
مِری چاہتیں مِری قُربتیں جسے یاد آئیں قدم قدم
تو وہ سب سے چُھپ کے لباسِ شب میں لپٹ کے آہ و بُکا کرے
بڑھے اُس کا غم تو قرار کھو دے، وہ میرے غم کے خیال سے
اُٹھیں ہاتھ اپنے لئے تو پھر بھی مِرے لئے ہی دعا کرے
یہ قِصَص عجیب و غریب ہیں، یہ محبتوں کے نصیب ہیں
مجھے کیسے خود سے جُدا کرے، اُسے کچھ بتاؤ کہ کیا کرے

دنیا میں جتنی بھی ذمہ داریاں ہمیں سونپی جاتی ہیں بحیثیت امین کے سونپی جاتی ہیں خواہ وہ دنیاوی ہوں یادینی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یعنی روز جزاسزا کو ان سب امانتوں کا حساب لے گا

اگر ساری جماعت کے تمام عہدیداران اس حد تک امین بن جائیں جس حد تک اللہ تعالیٰ امانت کا تصور ہمارے سامنے پیش فرماتا ہے اور اس حد تک امین بن جائیں جس حد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاک نمونے سے ہمیں امانت کا مضمون سمجھ آتا ہے تو دنیا میں اس دور میں جماعت احمدیہ کی ترقی سینکڑوں گنا زیادہ رفتار سے ہو سکتی ہے

(سیکرٹریان اشاعت کے کام کی مثال دیتے ہوئے تفصیل سے ذمہ داریوں کی وضاحت)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۷ر نومبر ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۷ر نبوت ۱۳۷۱ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له
وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔
بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔
مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت
عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

خیانت سے متعلق جو خطبات کا سلسلہ چل رہا ہے اس میں گزشتہ جمعہ پہ مَیں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سنائی تھی کہ سب سے زیادہ بدنصیب اور سب سے زیادہ قابل گرفت خیانت کرنے والا وہ ہے جس کو امیر بنایا جائے اور وہ اپنی امارت کے معاملات میں خیانت کرے۔ یہ بہت ہی بڑا وعید ہے اور بہت ہی بڑی تنبیہ ہے جس سے متعلق مَیں نے گزشتہ خطبے میں ذکر کیا تھا کہ دنیا کے حکمران بھی دنیا کے معاملات میں امیر بنائے جاتے ہیں اور قطعاً اس بات سے بے خبر ہیں کہ وہ مالک نہیں ہیں بلکہ امین ہیں اور مالک صرف خدا ہے۔ اُس کے سوا اور کوئی ذات مالک نہیں ہے۔

دنیا میں جتنی بھی ذمہ داریاں ہمیں سونپی جاتی ہیں بحیثیت امین کے سونپی جاتی ہیں خواہ وہ دنیاوی ہوں یادینی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یعنی روز جزاسزا کو ان سب امانتوں کا حساب لے گا۔ یہ مضمون ہے جو قرآن کریم نے بار بار کھول کر پیش فرمایا اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی مختلف رنگ میں اسکی اہمیت ذہنوں اور دلوں پر واضح فرمائی۔ امیر سے متعلق جہاں تک دنیا کے معاملات کا تعلق ہے مَیں گزشتہ خطبے میں کچھ گفتگو کر چکا ہوں۔ اگرچہ مضمون بہت وسیع ہے اور تھوڑے وقت میں اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا لیکن اور بھی بہت سی باتیں مجھے کہنی ہیں اس لئے اب مَیں اس کے دوسرے حصے کی طرف توجہ مبذول کرتا ہوں یعنی دینی معاملات میں امارت۔

دینی معاملات میں سب سے زیادہ ذمہ داری تو انبیاء پر ہوتی ہے کیونکہ انہیں خدا تعالیٰ خود منتخب فرماتا ہے اور براہ راست منتخب فرماتا ہے۔

اس لحاظ سے انبیاء کی ساری زندگی ڈرتے گزرتی ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ نبی سب سے زیادہ متقی ہیں تو اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ سب سے زیادہ ہر وقت خدا کے خوف میں زندگی بسر کرنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ﴾ کی آیت کی روشنی میں جب ہم اس مضمون کو دیکھتے ہیں تو مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ عزت اسی کو بخشی جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ متقی تھا۔ پس تقویٰ کی ایک حالت عہدہ سے پہلے پائی جاتی ہے اور اس حالت کو مدنظر رکھ کر عہدہ دیا جاتا ہے۔ اور ایک حالت عہدہ کے بعد پیدا ہوتی ہے اور وہ حالت خوف کی حالت ہے کہ جس عہدہ کو میرے سپرد کیا گیا ہے کیا مَیں اس کا حق ادا کر سکتا ہوں یا نہیں۔

دوسرے درجہ پر خلفاء کی ذمہ داری ہے جو انبیاء کے بعد اس ذمہ داری کا بوجھ اٹھاتے ہیں کہ جو کام انبیاء نے کرنے تھے ان کو جاری رکھیں اور ان پر نظر رکھیں۔ ان کا انتخاب براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا مگر اس جماعت کے وسیلے سے ہوتا ہے جس جماعت کو خدا تعالیٰ کے نبی تیار کرتے ہیں اور ان کو امانتدار بنا کر اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ پس امانت کی بہت ہی بڑی اہمیت ہے۔ جب تک وہ جماعت امین رہے گی جس کو خدا کے قائم کردہ خلیفہ نے خود تربیت دے کر امین بنایا تھا اس وقت تک ان کا انتخاب بھی بہترین ہوتا چلا جائے گا اور ﴿اَتْقٰکُمْ﴾ کا مضمون خلافت پر جاری و ساری رہے گا۔ لیکن اگر اس جماعت کے تقویٰ میں فرق پڑ جائے تو لازماً اس کا اثر ان کے انتخاب پر بھی اثرانداز ہوگا۔ اور دراصل خلیفہ اور جماعت ایک دوسرے کا آئینہ بن جاتے ہیں، ایک دوسرے کے تقویٰ کی تصویر ہوتے ہیں اور یہ ایک ایسا مسلسل جاری و ساری رابطہ ہے کہ اس میں کسی وقت بھی کوئی رخنہ نہیں ہوتا۔

اس پہلو سے جماعت کا فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے لئے دعائیں کرتی رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ امانت دار رکھے اور امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے اور ہمیشہ خلیفہ کا یہ کام رہے گا کہ جماعت کو امانت کی طرف متوجہ کرتا رہے اور ایسا نظام قائم کرے اور ایسے نظام کی حفاظت کرے جس نظام میں صرف امین ہی پنپ سکتا ہے اور غیر امین کو اس میں جا کوئی نہ رہے۔ پس یہی کوشش ہے جو ہمیشہ خلفائے جماعت احمدیہ کرتے رہے اور اسی کوشش کا یہ ایک سلسلہ ہے جو مَیں خیانت اور اس کے مقابل پر امانت سے متعلق جماعت کو مختلف پہلوؤں سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

تیسرے درجہ پر وہ امراء ہیں جن کے سپرد جماعت میں کوئی ذمہ داری کی جاتی ہے۔ جہاں تک امراء کا تعلق ہے ان کی حیثیت دو طرح سے ہے۔ ایک حیثیت وہ ہے جس میں اس علاقے کے عوام نے اس خیال سے ان کو منتخب کیا کہ وہ امین ہیں اور ایک اس لحاظ سے کہ اس انتخاب پر خلیفۂ وقت نے صاد کر دیا۔ پس اگرچہ خدا تعالیٰ کے تقرر کے لحاظ سے واسطہ در واسطہ پڑ چکا لیکن جس خلیفہ کو خدا نے عملاً منتخب فرمایا اس کا بھی صاد ہو گیا اور ان عوام کا صاد بھی ہو گیا جن کے نمائندوں نے پہلے خلیفہ چنا تھا۔ اس لئے امارت کو بھی ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور امیر پر جو امارت کا بوجھ ڈالا جاتا ہے وہ بڑا مقدس بوجھ ہے اور اسی تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ امراء کو اپنے فرائض سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

بعض دفعہ بعض جاہل علاقوں میں عہدوں کو براہ راست عزت کا ذریعہ سمجھا جانے لگتا ہے۔ اور جس طرح سیاست میں کسی منصب کو عزت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح ان جماعتی اور دینی عہدوں کو بھی بعض لوگ عزت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور عزت کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور عزت کے حصول کی خاطر عہدے سنبھالتے ہیں اور ان کے پیچھے بعض دفعہ ان کے خاندان والے، ان کے تعلق والوں کے جتھے بن جاتے ہیں۔ اگرچہ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلسل اس بات پر نگاہ رہتی ہے کہ کسی قسم کا کوئی پراپیگنڈا عہدوں کے انتخاب کے وقت نہ ہو لیکن بعض دفعہ بغیر پروپیگنڈے کے بھی، یعنی ایسے پروپیگنڈے کے بغیر بھی جو ذمہ دار عہدیداران کو سنائی دے، عملاً پروپیگنڈے کا رنگ ہوتا ہے۔ بعض برادریاں بعض عہدوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں، بعض دوستوں کے جتھے بعض عہدوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بظاہر ایک ایسے شخص کو امیر بنایا جاتا ہے جس کو خدا کی جماعت نے منتخب کیا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جہاں نیتیں بگڑ جائیں وہاں خواہ وہ انتخاب جماعت کا ہو، خواہ اس پر خلیفۂ وقت صاد کر دے اسے خدا کی تائید حاصل نہیں رہتی۔ پس یہاں پہنچ کر مضمون ایک اور فضا میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر عہدیدار جس کو جماعت نے چنا اور جس پر خلیفۂ وقت نے صاد کیا وہ عہدیدار ضرور تائید یافتہ ہے اور ضرور امین ہوگا۔

جہاں تک خلیفۂ وقت کا تعلق ہے اس مضمون پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت عمدہ روشنی ڈالی ہے۔ جب یہ سوال اٹھایا گیا کہ ایک خلیفہ بھی تو غلطی کر سکتا ہے اور بھی کچھ باتیں اس زمانے میں کی گئیں جو دراصل اہل پیغام کی طرف سے ایک مخفی پروپیگنڈے کی صورت میں جاری و ساری تھیں اور سوسائٹی میں چہ میگوئیاں کی جا رہی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس مضمون پر جو خطبات دئے ان میں اس حصے پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا دیکھو مَیں خدا کو جوابدہ ہوں اور تم لوگ مجھے جوابدہ ہو۔ جب میرے علم میں تمہاری غلطی آتی ہے تو مَیں پکڑوں گا اور یہ نہ سمجھو کہ مَیں کسی پکڑ سے بالا ہوں۔ جب خدا نے یہ سمجھا کہ مَیں اس لائق نہیں رہا تو مجھے اٹھا سکتا ہے۔ پس خدا کا عدل دنیا سے واپس بلا لینا ہے، نہ

کہ اس دنیا میں کسی کو اختیار دینا کہ وہ خلیفۂ وقت کو منصب سے ہٹادے۔ پس جہاں خدا تعالیٰ کی پکڑ ہے وہاں اور بھی بہت سے امور ہیں جو کار فرما ہیں۔
خدا تعالیٰ ضروری نہیں کہ ہر غلطی پر ایسی پکڑ کرے کہ اس کے نزدیک ایسے شخص کا بلانا ضروری ہو جائے، نہ یہ مطلب ہے کہ ہر خلیفۂ وقت جس کی موت واقع ہو اس نے کوئی غلطی کی تھی جو اللہ تعالیٰ نے واپس بلا لیا۔ اس لئے یہاں غلطی سے اس مضمون میں اپنے دماغ میں الجھنیں پیدا نہ کردیں۔ ہر شخص نے مرنا ہے، موت غلطی کی علامت نہیں ہے۔ مگر جو مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بیان فرمارہے ہیں وہ یہ ہے کہ تم کسی خلیفہ کو معزول نہیں کرسکتے، صرف خدا ہے جو معزول کرسکتا ہے اور خدا کا عدل یہ ہے کہ وہ اس کو واپس بلانے کا فیصلہ کرلے گا۔ پھر یہ معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے، کیوں بلایا گیا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی نظر صرف کمزوریوں پر نہیں ہوتی بعض دوسرے پہلوؤں پر بھی ہوتی ہے اور بعض دفعہ وہ مہلت بھی دیتا ہے، بخشش کا سلوک بھی فرماتا ہے اس لئے نہ بلانے کا بھی مطلب یہ نہیں بنتا کہ وہ شخص غلطی سے پاک ہے۔ غلطیاں ہوسکتی ہیں اور استغفار کا مضمون بھی جاری رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر جہاں کمزوریوں پر پڑتی ہے وہاں بعض خوبیوں پر بھی پڑتی ہے۔ ان کے امتزاج کے نتیجے میں کچھ فیصلے ہورہے ہوتے ہیں اور کچھ بخشش اور سچی توبہ کے نتیجے میں بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر بن رہی ہوتی ہے یا کسی کے خلاف بگڑ رہی ہوتی ہے۔ تو یہ مضامین ہیں جن کا ملاءِ اعلیٰ سے تعلق ہے۔ بندے اور اللہ کے درمیان جو قصے چلتے ہیں، جو رشتے بنتے یا بگڑتے ہیں ان پر انسان کی نظر نہیں پڑسکتی اس لئے اس کو خدا تعالیٰ پر ہی رہنے دینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر توکل رکھنا چاہئے جو بھی فیصلہ ہوگا وہ درست ہوگا۔

لیکن جہاں بندوں کے رشتے آپس میں بندھ جائیں وہاں بہت سی باتیں کھل کر سامنے آجاتی ہیں۔ بعض دفعہ ایک بخشش کا معاملہ سامنے آتا ہے لیکن انسان بے اختیار ہوتا ہے کیونکہ جس سے بخشش کی توقع ہے وہ امین ہے، وہ مالک نہیں ہے۔ پس اس پہلو سے میرا تعلق جو جماعت میں عہدیداروں سے ہے اس میں بعض دفعہ جب مجھے سختی کرنی پڑتی ہے تو اس سختی سے بھی درگزر کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ میری بے اختیاری کی علامت ہے، میرے دل کی سختی کی علامت نہیں۔ وہ بے اختیاری یہ ہے کہ مَیں مالک نہیں ہوں، امین ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ ذمہ داریاں ڈالی ہیں ان کو جس حد تک مَیں سمجھتا ہوں اس طرح ادا ہونی چاہئیں، اسی طرح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ غلطیاں ہیں تو خدا کی پکڑ کے نیچے ہوں اور اسی سے معافی کا طلبگار ہوں۔

درست فیصلے ہیں تو خدا ہی کی خاطر ہیں۔ اس لئے جہاں تک جماعت کے زاویے سے دیکھنے کا تعلق ہے اس کو خلیفۂ وقت پر اعتماد رکھنا چاہئے اور توکل رکھنا چاہئے کہ وہ خدا کی طرف سے اس حد تک ضرور حفاظت یافتہ ہے کہ کوئی ایسی بڑی غلطیاں نہیں کرے گا جنہیں خدا درست نہ فرمادے، جن کا جماعت کو نقصان پہنچے کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر خدا تعالیٰ پر بھی اس کا حرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مہلت دی ہوئی ہے اور اپنی حفاظت کے تابع رکھتے ہوئے خدمت کا موقع دیا ہے اس سے ایسی غلطیاں نہیں ہونے دیتا جو اس کے نظام کو بگاڑ دیں۔ پس ایسے وہ وقت ہیں جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روشنی ڈالی کہ اگر خدانخواستہ ایسا خطرہ ہو تو خدا تعالیٰ جب چاہے اس کو واپس بلا سکتا ہے۔ مگر جماعت کو خلافت کی چھتری کے نیچے یہ حفاظت ضرور ہے کہ ایسی غلطیاں جو عارضی یا معمولی نوعیت کی ہوں جن سے نظام کے بگڑنے کا خدشہ نہ ہو ایسی غلطیوں سے اللہ تعالیٰ چاہے تو درگزر فرمائے۔ لیکن ایسی غلطیاں جو نظام کو بگاڑنے کا خطرہ رکھتی ہوں ان کی یا تو خدا تعالیٰ اصلاح فرمادے گا اور اس شخص کو سمجھادے گا جس سے غلطی سرزد ہوئی اور وہ اپنے غلط فعل کو کالعدم کردے گا یا پھر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اگر یہ فیصلہ فرمائے کہ مزید اس امانت کا اہل نہیں رہا تو اسے واپس بلا سکتا ہے۔

مگر جیسا کہ مَیں نے بیان کیا امارتوں اور دیگر عہدیداروں کی نگرانی میں مَیں چونکہ مالک نہیں ہوں یا کوئی خلیفہ مالک نہیں ہے اس لئے اس کے اختیارات محدود ہیں اور انہی محدود اختیارات کے تابع وہ فیصلے کرتا ہے لیکن اس کے سامنے جوابدہ سب ہیں۔ جس طرح وہ ہر لحہ خدا کے سامنے جوابدہ رہتا ہے جو اُن کی جواب طلبی کرتا ہے۔ یعنی خلیفۂ وقت ہر وقت خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ جماعت خلیفۂ وقت کے سامنے جوابدہ ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے جو امانت خلیفۂ وقت کے سپرد فرمائی ہے وہ آگے مختلف دائروں میں جماعت کے مختلف عہدیداروں کے سپرد کی جاتی ہے اور ان سے جو جواب طلبی ہے وہ دو انسانوں کے درمیان ہے اور اس میں محدود علم کی بنا پر کئی لوگ بچ جاتے ہیں اور محدود علم کی بنا پر کئی لوگ سزا پاتے ہیں اور ہوسکتا ہے وہ سزاوار نہ ہوں۔ انسانی معاملات میں اس قسم کی غلطیوں کی گنجائشیں رہتی ہیں مگر نگرانی ضروری ہے اور اسی نگرانی کی طرف مَیں آج آپ کو اس لئے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ امیر اگر خیانت کرے تو اس کی خیانت سب سے زیادہ خطرناک خیانت ہے اور اس سے سب سے زیادہ

جب تک وہ جماعت امین رہے گی جس کو خدا کے قائم کردہ خلیفہ نے خود تربیت دے کر امین بنایا تھا اس وقت تک ان کا انتخاب بھی بہترین ہوتا چلا جائے گا اور ﴿اَتْقٰکُمْ﴾ کا مضمون خلافت پر جاری وساری رہے گا۔

بازپرس ہوگی۔

پس جماعت میں جتنے امیر ہیں وہ بھی اس حدیث کے تابع ہیں اور جتنے دوسرے عہدیدار ہیں جو امراء کے تابع ہیں وہ بھی اسی حدیث کے تابع ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوسرے فرمودات سے پتہ چلتا ہے کہ اس مضمون کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔ کوئی ایک بھی ایسا پہلو نہیں جو اس سے بچ گیا ہو۔ دراصل چھوٹے سے چھوٹا عہدیدار بھی جو امین بنایا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس فرمان کے تابع اپنی زندگی گزارتا ہے اور اس لحاظ سے امانت کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔

جماعت کو جب مَیں بعض ہدایتیں دیتا ہوں، نصیحت کرتا ہوں تو ان نصیحتوں کو سن کر ان پر کیسے عمل کیا جاتا ہے۔ یہ عمل کا انداز ہر شخص کی امانت کا آئینہ بن جاتا ہے۔ بہت سے امراء ہیں جب وہ ایک نصیحت کو سنتے ہیں وہ اس کو اپنی جماعت میں جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نصیحت سے مراد نظام جماعت سے تعلق میں نصیحتیں ہیں۔ وہ انہیں جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پوری دیانتداری سے چاہتے ہیں کہ اس ہدایت کا حق ادا ہو جائے۔ بعض ایسے ہیں جو سنتے ہیں اور غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پوری توجہ نہیں کرتے۔ اور بعض ایسے ہیں جو کچھ دیر توجہ کرتے ہیں اور اس کے بعد چھوڑ دیتے ہیں۔ مختلف حالتوں میں جماعت پائی جاتی ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اگر ساری جماعت کے تمام عہدیداران اس حد تک امین بن جائیں جس حد تک اللہ تعالیٰ امانت کا تصور ہمارے سامنے پیش فرماتا ہے اور امارت کے مضمون کو قرآن اور حدیث کھول رہے ہیں، اور اس حد تک امین بن جائیں جس حد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاک نمونے سے ہمیں امانت کا مضمون سمجھ آتا ہے تو دنیا میں، اس دور میں جماعت احمدیہ کی ترقی سینکڑوں گنا زیادہ تیز رفتار سے ہوسکتی ہے۔ وہ انقلاب جو صدیوں دور دکھائی دیتے ہیں وہ ہمیں دروازے پر کھڑے دکھائی دینے لگیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ عہدیدار امین بنیں۔ اس پہلو سے امانت کی ذمہ داری بہت بڑی ہے اور اس پہلو سے ہماری امانت دراصل تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتی ہے۔

اگر جماعت کے عہدیداران جن پر کس پہلو سے کوئی ذمہ داری ڈالی گئی ہے حقیقتاً امین بن جائیں تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ انقلاب جو دوسو سال کے بعد دکھائی دے رہا ہے وہ دیکھتے دیکھتے ہماری زندگیوں کے محدود دائروں میں ہی آسکتا ہے۔ پس تمام بنی نوع انسان جو اس روحانی انقلاب سے پہلے مرجاتے ہیں، وہ ساری نسلیں جو دنیا میں ضائع ہوجاتی ہیں ان کی امانت کا گویا ہم نے حق ادا نہ کیا۔ پس یہ وہ اہم پہلو ہے جس کو پیش نظر رکھتے ہوئے مَیں بعض ایسی باتوں کا اعادہ کرتا ہوں جن کو مَیں بار بار بیان کرچکا ہوں۔ اب مَیں دوبارہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ آپ امانت کا حق ادا کریں۔

سفروں کے دوران بہت سے ایسے نمونے دکھائی دیتے ہیں جب جماعتوں سے ملتا ہوں دوست وہاں بعض اپنے مہمانوں کو بھی لے کے آتے ہیں، ملاقاتیں ہوتی ہیں، تبلیغ کی باتیں ہوتی ہیں، دیگر دنیا کے مسائل پر گفتگو ہوتی ہے تو ساتھ ساتھ جماعت کا نقشہ بھی سامنے ابھرتا رہتا ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ چلتا چلا جاتا ہے کہ اس جماعت میں کون امیر کتنا ذمہ دار ہے، کون سے عہدیدار اپنے کام کی طرف توجہ کررہے ہیں، کون سے غافل ہیں اور یہ مضمون کسی کوشش کے بغیر خود بخود نظروں کے سامنے اس طرح ابھرتا ہے جیسے کوئی منظر آنکھوں کے سامنے آجائے اور بغیر کسی خاص کوشش کے اس منظر کے پہلو اُن حصوں میں نمایاں ہوتے ہیں جہاں ان کو ہونا چاہئے۔

جب آپ سیر کرتے ہوئے کسی منظر پر نگاہ ڈالتے ہیں تو دو ہی چیزیں ہیں جو آپ کی نظر کو پکڑتی ہیں ورنہ بعض اتنے وسیع مناظر ہیں کہ ممکن ہی نہیں کہ اس کے ہر حصے پر آپ نظر کو ٹکائیں اور غور کریں کہ یہاں کیا ہے اور وہاں کیا ہے۔ لیکن دو حصے ہیں جو فوراً آنکھ پر خود بخود روشن ہوجاتے ہیں۔ ایک حسن کا حصہ ہے اور ایک بدزیبی کا، بدصورتی کا حصہ ہے۔ منظر میں جہاں کوئی بدصورتی ہوگی وہ ایک دم آنکھوں کے سامنے آئے گی۔ جہاں کوئی غیر معمولی حسن پایا جائے گا وہ ایک دم آنکھوں کے سامنے آئے گا۔ پس جماعتوں کو دیکھتے ہوئے بھی

خدا تعالیٰ نے سارے مسلمانوں کو بحیثیت ایک جماعت کے خلیفہ قرار دیا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں جو آیت استخلاف ہے اس میں مضمون اسی طرح شروع فرمایا ہے کہ گویا وہ تمام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھی جن کو آپ پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں وہ سارے ہی خلیفہ ہیں۔ کیونکہ جب تک ہر شخص خلیفہ نہ بنے، وہ جو خلیفہ کے طور پر چنا جاتا ہے اس کی تائید ہو ہی نہیں سکتی۔ ناممکن ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں بحیثیت خلیفہ ادا کرسکے جب تک ہر فرد بشر جو اس کے ساتھ کام کرنے والا ہے وہ اپنی ذات میں، اپنے محدود دائرے میں ایک خلیفہ کی طرح اس کا مؤید اور معاون نہ بنے اور اس کی نصرت کرنے والا نہ ہو۔

اسی قسم کے تجربے ہوتے ہیں کہ خود بخود جماعت کے حسن بھی کھل کر سامنے آجاتے ہیں اور خود بخود جماعت کی کمزوریاں بھی بڑی واضح طور پر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔

جن کمزوریوں کی طرف مَیں توجہ دلانے لگا ہوں یہ اکثر جماعتوں میں موجود ہیں اور بہت کم ایسی جماعتیں ہیں جو ان کمزوریوں سے پاک ہیں اور ان کمزوریوں کا تعلق عہدیداروں کی امانت سے ہے۔ مثلاً جب مَیں سفر کرتا ہوں یا کرتا رہا ہوں تو ایک چیز خصوصیت کے ساتھ میرے سامنے آتی ہے۔ جماعت نے اشاعت کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دی ہیں ان خدمات کو نہ جماعت کے سامنے لانے کی سچی کوشش کی گئی ہے نہ غیروں کے سامنے لانے کی سچی کوشش کی گئی ہے۔ دنیا کی جماعتوں کو شاید یہ علم نہیں کہ گزشتہ آٹھ سال میں جو ہجرت کے آٹھ سال یہاں گزارے ہیں اس کثرت سے اتنی زبانوں میں لٹریچر شائع ہوا ہے کہ جماعت کے گزشتہ سو سال میں اس کثرت سے دنیا کی زبانوں میں لٹریچر شائع نہیں ہوا تھا۔ یہ کوئی نعوذ باللہ گزشتہ سو سال پر فضیلت کے رنگ میں بیان نہیں کر رہا۔ لٹریچر کی بنیاد تو وہی ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے اور بعد میں آپ کے خلفاء نے رکھی اور سلسلے کے بزرگوں نے کام کیا لیکن وہ ذرائع مہیا نہیں تھے جن ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے ساری دنیا میں مختلف زبانوں میں احمدیت کا پیغام اور قرآن اور سنّت کا پیغام پہنچایا جا سکتا ہو۔ خدا تعالیٰ نے ہجرت کے انعام کے طور پر ہمیں وہ ذرائع مہیا فرمائے اور اس کثرت سے جماعت کا لٹریچر دنیا کی مختلف زبانوں میں طبع ہوا ہے کہ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی بلکہ گزشتہ سو سال میں سارے عالم اسلام کی کوششوں سے اتنا لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع نہیں ہوا جتنا خدا کے فضل سے چند سالوں میں جماعت احمدیہ کو شائع کرنے کی توفیق ملی ہے۔ مگر اس لٹریچر کی اشاعت کا کیا فائدہ اگر آج بھی، جو اس دور میں لٹریچر تیار ہو رہا ہے، آج کے احمدیوں کو بھی پورا علم نہ ہو کہ کیا ہے اور جہاں تک غیروں کا تعلق ہے جن سے اس لٹریچر کا تعلق ہے ان تک وہ نہ پہنچے۔

اس سلسلہ میں سب سے بڑی غفلت اس سیکرٹری کی ہے جس کے سپرد اشاعت کا کام ہے۔ جب بھی مجھے موقع ملا مَیں نے اندازہ لگایا کہ سیکرٹریوں کو پتہ ہی نہیں کہ ان کا کام کیا ہے۔ **ایک ٹیبیٹ ہے جو مَیں آپ سب امراء کے سامنے رکھتا ہوں۔** جو دنیا میں اس وقت میری آواز سن رہے ہیں یا بعد میں سنیں گے یا پڑھیں گے کہ وہ کسی وقت اپنے سیکرٹری اشاعت کو بلا کر اس سے پہلے کہ وہ تیاری کر لے موجودہ حالت کا اندازہ کرنے کی کوشش کریں تو ان پر بات کھل جائے گی۔ ان سے وہ پوچھیں کہ بتاؤ جماعت کا کون کون سا لٹریچر کن کن زبانوں میں شائع ہوا ہے۔ تمہارے پاس کوئی اس کی فہرست ہے، کوئی علم ہے کہ کیا ہے اور تمہارے پاس وہ کہاں ہے، کتنا ہے۔ کتنے رسائل شائع ہوتے ہیں، کتنا لٹریچر ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور بزرگان سلسلہ کی کتب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے تراجم کس کس زبان میں ہیں اور ان کو جماعت میں اور غیروں میں رائج کرنے کے لئے تم نے کیا کوشش کی ہے۔ کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہاں ملک میں کتنی زبانیں بولنے والے موجود ہیں۔ کبھی تم نے یہ سوچا ہے کہ اگر آج میرے پاس کوئی احمدی آئے اور کہے کہ مجھے بوسنیا کا ایک نمائندہ ملا ہے مَیں اس کو کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں تو مَیں کیا پیش کروں۔ کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ اگر کوئی آکر یہ کہے کہ اٹلی کا ایک باشندہ میرا دوست بنا ہے۔ مجھے بتاؤ مَیں اس کو کیا دوں۔ کبھی تم نے غور کیا ہے کہ کوئی شخص اگر تمہارے پاس آئے کہ مَیں کوریا کے ایک دوست کو لے کر آیا ہوں اس کو پیش کرنے کے لئے بتائیے آپ کے پاس کیا ہے۔

غرضیکہ دنیا کی بڑی بڑی قومیں اور بڑی بڑی مختلف زبانیں ایسی ہیں جن کو تبلیغ کے سلسلہ میں استعمال کرنا ضروری ہے ورنہ زبانوں کے بغیر کس طرح آپ پیغام پہنچا سکتے ہیں اور ان زبانوں میں اگر بول چال کی اہمیت نہیں ہے تو کم سے کم تحریر ہی پیش کر سکیں۔ اگر گفتگو نہیں ہے تو تحریراً بہت سی باتیں ہو جاتی ہیں۔ کئی گونگے ہیں بیچارے بول نہیں سکتے لیکن لکھنا سیکھ لیتے ہیں۔ تو زبان نہیں تو تحریر ہی سہی لیکن تبلیغ کا کام بہرحال ہونا ضروری ہے، پیغام پہنچانا ضروری ہے۔ مگر اکثر لٹریچر ایسا ہے جس کے متعلق سیکرٹری اشاعت کو پتہ ہی نہیں ہے وہ ہے کیا، کہاں پڑا ہوا ہے اور کب سے آیا ہوا ہے، کس نے چھپوایا تھا، اس کی جو قیمت ہم نے دینی ہے، دی بھی ہے کہ نہیں۔ تو جب چھ مہینے، سال کے بعد امراء کو لکھا جاتا ہے تو پھر اطلاع ملتی ہے کہ یہ اتنا لٹریچر ہمیں ملا تھا، اتنا فروخت ہوا باقی اتنا پڑا ہوا ہے۔ لیکن یہ بھی نہیں پتہ کہ کہاں پڑا ہوتا ہے۔

جب ایک چیز کسی کے سپرد کی جاتی ہے تو اس کے مختلف پہلو ہیں جو اس کے ذہن میں فوراً ابھرنے چاہئیں۔ مثلاً ایک اشاعت کا سیکرٹری جس کو بنایا جاتا ہے اس کو فوری طور پر یہ پتہ کرنا چاہئے کہ کتنی کتابیں ہیں جن کا مَیں ذمہ دار ہوں، کتنے رسائل ہیں جن کا مَیں ذمہ دار ہوں، وہ جگہ میرے پاس کونسی ہے جہاں مَیں ان کو رکھوں گا، کس سلیقے سے مجھے ان کو ترتیب دینا چاہئے۔ یہ سوچ آتے ہی سب سے پہلے وہ ان کاموں میں مصروف ہو جائے گا۔ ایک شخص کو سیکرٹری اشاعت بنایا ہے اس کے بعد ہو سکتا ہے اس کا ایک مہینہ بھر ان محنتوں میں لگ جائے۔ وہ معلوم کرے کہ نہ کوئی الگ کمرہ ہے جہاں اس کا سٹاک رکھا جا سکتا ہے نہ کتابوں کو خوبصورتی کے ساتھ دکھانے کا کوئی انتظام موجود ہے، نہ کوئی سٹاک رجسٹر ہے جس میں درج ہو کہ کتابیں کب، کہاں سے آئی تھیں اور ہم نے اس کی قیمت کسی کو ادا کرنی بھی ہے کہ نہیں۔ نہ اس کو یہ پتہ ہو کہ ان کتابوں کو آگے پھر شائع کرنے کا طریق کیا ہے۔ بہت وسیع کام ہے لیکن اکثر سیکرٹری اشاعت غافل ہیں۔ ان کو علم ہی کوئی نہیں اور نہ امراء ان کو اس طرح بلا کر ان کی جواب طلبی کرتے ہیں، نہ ان سے وہ پوچھتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے امیر بھی اپنی امانت کا حق ادا نہیں کرتا۔

مَیں نے ایک مثال جو رکھی ہے اس کو اور زیادہ آگے بڑھا کر دکھاتا ہوں۔ پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنے کام ہیں جماعت میں جو ہونے والے ہیں اور ایک ایک کام کو جب آپ نظر کے سامنے رکھتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے دنیا میں ایسی جماعت سے تعلق رکھنا جسے قرآن کریم نے آخرین قرار دیا، جسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیغام کو تمام دنیا میں دوسرے ادیان پر غالب کرنا ہے۔ یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے۔

یہی وہ مضمون ہے جس کے پیش نظر **خداتعالیٰ نے سارے مسلمانوں کو بحیثیت ایک جماعت کے خلیفہ قرار دیا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں جو آیت استخلاف ہے اس میں مضمون اسی طرح شروع فرمایا ہے کہ گویا وہ تمام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھی جن کو آپ پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں وہ سارے ہی خلیفہ ہیں۔ کیونکہ جب تک ہر شخص خلیفہ نہ بنے، وہ جو خلیفہ کے طور پر چنا جاتا ہے اس کی تائید ہو ہی نہیں سکتی۔ ناممکن ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں بحیثیت خلیفہ ادا کر سکے جب تک ہر فرد بشر جو اس کے ساتھ کام کرنے والا ہے وہ اپنی ذات میں، اپنے محدود دائرے میں ایک خلیفہ کی طرح اس کا مؤید اور معاون نہ بنے اور اس کی نصرت کرنے والا نہ ہو۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت** تک کوئی خلیفہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اسی لئے قرآن کریم نے کیسی پیاری دعا ہمیں سکھائی ہے کہ ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔ یہ دعا کیا کرو: اے خدا! ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ جب تک جماعت متقیوں کی جماعت نہ بن جائے اس وقت تک امامت کا معیار بلند نہیں ہو سکتا۔ امامت کا گہرا تعلق متقیوں سے ہے اور اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے متعلق جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ تمام نبیوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں تو لازماً یہ بات تبھی سچی ہو سکتی ہے اگر آپ کے ساتھی، وہ صحابہ جن کی آپ نے تربیت کی ہے وہ تمام دنیا میں انبیاء کے تربیت یافتہ دوسرے لوگوں سے زیادہ بہتر ہوں، ان سے افضل ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سب سے زیادہ متقی اپنے پیچھے چھوڑے تھے۔ اگر اسی بات پر آپ غور کر لیں تو شیعہ مسلک کا فساد آپ کے سامنے کھل جاتا ہے۔

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام دنیا کے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہو لیکن آپ متقیوں کے امام نہ ہوں بلکہ نعوذ باللہ من ذٰلک منافقین کی اکثریت کے امام ہوں۔ جو منافقین کا امام ہوتا ہے وہ متقیوں کے اماموں کا امام کیسے بن سکتا ہے۔ پس اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اگر شیعہ اس بات پر ہی غور کر لیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم متقیوں کے ائمہ میں سے سب سے بلند مرتبہ رکھنے والے امام تھے۔ اور جب تک تقویٰ کے لحاظ سے آپ کے متبعین کا معیار تمام دنیا کے انبیاء کے متبعین کے معیار سے بلند نہ مانا جائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا معیارِ امامت بلند نہیں ہو سکتا۔ پس یہی مضمون ہے جو آگے خلافت میں جاری ہے اور جاری رہے گا۔

متقیوں کی جماعت کی ضرورت ہے، ایسی جماعت کی ضرورت ہے جس میں ہر فردِ بشر ایک خلیفہ کی طرح اپنی ذمہ داریاں اپنے دائرہ کار میں ادا کرنے کا شعور رکھتا ہو۔ یہ احساس رکھے کہ مَیں نے بہرحال یہ ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ اس معیار کو جتنا بلند کرتے چلے جائیں گے اتنا اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ہم اپنے مقاصد کو حاصل کر سکیں گے اور وہ مقاصد یہی ہیں کہ اسلام کو دنیا میں نافذ کیا جائے، اسلام کی تمام خوبیوں کو اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ انسانوں کی زندگیوں میں ڈھال دیا جائے۔ جب ہم کہتے ہیں غلبہ، تو مراد یہ نہیں کہ کسی جگہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ اس غلبہ کے تو کوئی بھی معنے نہیں ہیں۔ غلبہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی حکومت دلوں پر قائم ہو، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حکومت ہمارے اعمال اور ہمارے کردار پر قائم ہو جائے، ہم عرش الٰہی بن جائیں، ہم پر خدا حکومت کرے۔ ان معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب آپ

جماعت کا فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے لئے دعائیں کرتی رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ امانت دار رکھے اور امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے اور ہمیشہ خلیفہ کا یہ کام رہے گا کہ جماعت کو امانت کی طرف متوجہ کرتا رہے اور ایسا نظام قائم کرے اور ایسے نظام کی حفاظت کرے جس نظام میں صرف امین ہی پنپ سکتا ہے اور غیر امین کو اس میں جا کوئی نہ رہے۔

اپنی ذمہ داریوں پر غور کریں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ کتنا بڑا کام ہے جو کرنے والا ہے اور ابھی باقی ہے۔

اب مَیں واپس اشاعت کے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ **اگر سیکرٹری اشاعت نے کام کرنا ہے تو اسے آغاز ہی سے اپنی ذمہ داریوں کی ہر تفصیل کو سمجھنا ہوگا اور** اگر وہ سمجھے تو اس کے نتیجے میں اس سوسائٹی میں جس سوسائٹی میں وہ جماعت ہے جہاں کے سیکرٹری اشاعت کو ہم بطور مثال سامنے رکھتے ہیں اس سوسائٹی میں لٹریچر کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کی ذمہ داری بھی اسی کی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ بھی جائزہ لے گا کہ فلاں فلاں سوسائٹی تک ہمیں پہنچنا ہے اور ہمارے پاس اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

پس مرکز کو یہ لکھتے رہنا کہ ہماری یہ ضرورتیں اب تک ہمیں نہیں پہنچیں یہ بھی سیکرٹری اشاعت کا کام ہے۔ اس کا یہ بھی کام ہے کہ دنیا کے ذرائع کو استعمال کر کے جہاں جہاں کتابیں بیچنے کے نظام قائم ہیں ان کی باقاعدہ جس طرح نہریں بہتی ہیں اس طرح بعض بڑے بڑے ایسے نظام ہیں جن میں ایک طرف آپ کتابیں ڈالیں تو وہ آخر ان کھیتوں تک پہنچتی ہیں جو پڑھنے والوں کے کھیت ہیں۔ اور بڑی حفاظت کے ساتھ یہ نظام چلتا ہے، کوئی قطرہ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ تو جماعت کی کتابوں کو ایسی نہروں میں ڈال دینا جو بالآخر پڑھنے والوں تک اس نظام کے تابع خود بخود پہنچیں گی، یہ بھی سیکرٹری اشاعت کا کام ہے۔ اس کے لئے اس کو بڑی محنت کرنی چاہئے دروازے کھٹکھٹانے چاہئیں۔ چھوٹے سے کام کے لئے جو لوگ اپنی ذات کے لئے ایجنسیاں لیتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ ایجنسی کو شائع اور مشتہر کرنے کے لئے کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔

ایک صاحب سے میری دو تین دن ہوئے ملاقات ہوئی۔ مَیں نے کہا فلاں ایک کام ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا جی مَیں کردوں گا۔ مَیں نے کہا کس طرح کریں گے، بتایئے۔ انہوں نے کہا جی میں سب کے فون نمبر لوں گا جہاں جہاں بھی اس چیز کی ضرورت پیش ہو سکتی ہے فونوں پر ان سے بات کروں گا، ان سے پتے لوں گا، ان کو اطلاع کروں گا کہ میرے پاس یہ چیز آگئی ہے آپ کو ضرورت ہے۔ آپ بتایئے کون سی سہولت کا وقت ہے جب مَیں آپ کے پاس حاضر ہو سکتا ہوں۔ اگر پھر جواب نہ آئے تو مَیں گھر گھر جا کے دروازے کھٹکھٹاؤں گا اور ان کو بتاؤں گا۔ اب وہ شخص نظام جماعت کے لحاظ سے مَیں نہیں جانتا کس حد تک باشعور ہے اور بیدار مغز ہے لیکن جہاں اپنائیت پائی جائے وہاں انسان کی بہترین صلاحیتیں خود بخود جاگ اٹھتی ہیں اور ہر وہ طریقہ جو انسان کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اختیار کر سکتا ہے وہ نظر کے سامنے آ جاتا ہے۔ تو یہ طریقے بغیر کسی نوٹس کے اچانک ان کے سامنے آگئے اور مَیں بہت خوش تھا۔ مَیں نے کہا بالکل ٹھیک ہے اگر آپ یہ کریں گے تو انشاء اللہ آپ ناکام نہیں ہوں گے۔

ہم نے تو کتنے دروازے کھٹکھٹانے ہیں۔ وہ دروازے جو انہوں نے سوچا تھا کہ مَیں کھٹکھٹاؤں گا وہ تو چند تھے، ہم نے تو لاکھوں کروڑوں دروازے کھٹکھٹانے ہیں اور صرف دروازے کھٹکھٹا کر وہیں پیغام کو ختم نہیں کر دینا، ان دلوں تک پہنچنا ہے جن دلوں کو جگانے کے لئے ہم دروازے کھٹکھٹا رہے ہیں۔ جب تک دروازوں کے کھٹکنے کی آواز ان کے دلوں کو بے چین نہ کر دے اس وقت تک ہمارے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔

تو اس پہلو سے جب ہم پھر سیکرٹری اشاعت کے کام کی طرف آتے ہیں تو وہ یہ سوچے گا کہ مَیں نے کتنے لوگوں کو پیغام پہنچانا ہے۔ ان کی زبانوں میں میرے پاس کیا کچھ ہے۔ جو ہے وہ مَیں ایسے ذرائع اختیار کر کے ان تک پہنچانے کی کوشش بھی کر رہا ہوں کہ نہیں جن ذرائع سے نسبتاً جلدی بات ان تک پہنچ سکتی ہے۔ جماعت کے وسائل کم ہیں اگر ہم اپنے وسیلوں پر ہی بیٹھے رہیں، اگر مَیں صرف ان احمدیوں پر ہی انحصار کروں جو مجھ سے آ کر لٹریچر لے جاتے ہیں تو کتنوں تک پہنچے گا۔ بعض ملک ایسے ہیں کروڑوں کی آبادی میں سینکڑوں سے زیادہ احمدی نہیں ہیں تو جتنا ذمہ داری بڑھتی جائے اتنا بے چینی بڑھتی جاتی ہے۔ اسی بے چینی کے نتیجے میں پھر دماغ بیدار ہوتا ہے اور انسان سوچتا ہے، ترکیبیں سوچتا ہے، سوچتے سوچتے سوتا ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ سوچنے والے کو خوابوں میں پھر اس کے مسائل کا حل بتا دیتا ہے اور انہی باتوں میں مگن پھر وہ اٹھتا بھی ہے تو ساری زندگی کا ایک قسم کا جنون سا بن جاتا ہے اور حقیقت میں جنون کے بغیر کام نہیں ہوا کرتے۔ تمام انبیاء کو مجنون کہا گیا ہے، آخر یہ اتفاق کیسے ہو گیا۔ اگر محض گالی ہوتی تو کسی کو دی جاتی، کسی کو نہ دی جاتی۔ سب انبیاء میں کوئی قدر مشترک ہے جس کے نتیجہ میں ان کے دشمن انہیں مجنون کہتے ہیں۔ وہ کام کا جنون ہے، لگن ہے، پاگل کر دینے والی لگن ہے۔ دن رات انسان اس میں مصروف ہو جاتا ہے۔ یہ وہ لگن ہے جو انبیاء سے ہمیں ورثے میں پانی ہوگی جس کے بغیر ہم اپنے فرائض کو سرانجام نہیں دے سکتے۔ پس جماعتی عہدے تو یہ ہیں۔

اب سوچئے کتنے بیوقوف اور بیچارے بدنصیب وہ لوگ ہیں جو جماعتی عہدوں کو اپنی عزتوں کے لئے لیبل سمجھتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ وہ بہت بڑے خائن ہیں، وہ نظام جماعت کو برباد کرنے والے لوگ ہیں۔ اس نیت سے جو ووٹ دیتا ہے وہ بھی مارا گیا اور اس نیت والے ووٹ جس کو ملتے ہیں وہ بھی بیچارہ بدنصیب ہے کیونکہ غیر متقیوں کا امام بنایا گیا ہے۔ پس امانتوں کے حق ادا کریں، ہر پہلو سے نظر رکھتے ہوئے، ہر قطرہ پر نظر رکھنی ہوگی۔ ایک قطرہ بھی کڑوا ہماری جماعت میں باقی نہ رہے۔ اگر اس کی کڑواہٹ دور نہیں ہوتی تو بہتر ہے کہ وہ ہم سے الگ ہو جائے مگر اس جماعت کو تو ہمیں حوض کوثر بنانا ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قیامت کے بعد یعنی آخرت میں جو حوضِ کوثر عطا ہونا ہے، وہ حوضِ کوثر اس دنیا میں بن رہا ہے۔ وہ حوضِ کوثر آپؐ کے غلاموں نے بنایا ہے اور آپ کے غلام بناتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ تقویٰ جو دلوں سے نچوڑا جائے گا یعنی محمد مصطفیٰؐ کے عاشقوں اور غلاموں کے دلوں سے، وہی تقویٰ ہے جو اس حوضِ کوثر کا پانی ہے۔ وہی ہے جو آئندہ ہمیشہ کے لئے بنی نوع انسان کو سیراب کرتا رہے گا یعنی آپؐ کے غلاموں کو سیراب کرتا رہے گا۔ پس اس پہلو سے اپنی ذات، اپنے وجود کا شعور حاصل کریں۔ آپ کون ہیں، کیا ہیں، آپ پر کیا ذمہ داریاں ہیں، اور جتنی ذمہ داریاں ڈالی جاتی ہیں ان کے امین بننے کی کوشش کریں اور تقویٰ کی روح پیدا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بہت ہی عمدہ، بڑی وسعت کے ساتھ اور گہرائی اور لطافت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ آپ کا جو اقتباس میں اس سلسلے میں لایا ہوں اب تو اس کے پڑھنے کا وقت نہیں، انشاء اللہ آئندہ خطبے میں مَیں وہ آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن سردست میں اسی مضمون کے دوسرے پہلو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

پس ایک سیکرٹری اشاعت ہے وہ حقیقت میں تب سیکرٹری اشاعت بننے کا اہل ہوگا جب وہ اپنے کام کو آغاز سے لے کر انجام تک اسی طرح اٹھائے گا جیسے سب سے زیادہ اہم ذاتی ذمہ داری کوئی انسان اٹھاتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ وہ فوراً اپنے لٹریچر کا جائزہ لے، مرکز سے معلوم کرے کہ کوئی ایسی چیز تو نہیں جو وہاں موجود ہو اور ہمارے پاس نہ آئی ہو۔ جائزہ لے کون کون سی زبانیں ہیں جن میں خلا ہے۔ یہ جائزہ لے کہ جن کو کتابیں دی جاتی ہیں اُن کا ردّ عمل کیا ہوتا ہے۔ معلوم کرے کہ ان کی مزید ضرورتیں کیا ہیں۔ ایسا تو نہیں کہ جماعت لٹریچر کسی اور خیال میں شائع کر رہی ہے اور پڑھنے والوں کے خیالات اور ہیں۔ جماعت کچھ اور کر رہی ہے اور طلب کچھ اور ہے۔ غرضیکہ بہت تفصیل اور گہرائی کے ساتھ لٹریچر کو شائع بھی کرنا چاہئے اور پھر ردّ عمل کو معلوم کرنا چاہئے اور اس کو پھر آگے جماعت میں رائج کرنا چاہئے۔

ایک رسالہ "التّقویٰ" ہے جو عربی زبان میں جماعت کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا جب یہ دو تین ہزار کی تعداد میں شائع کیا جاتا تھا لیکن چونکہ اکثر سیکرٹری اشاعت نے کبھی دلچسپی نہیں لی، کہ کن کے پاس گیا، کیا نتیجہ نکلا، کوئی فائدہ ہوا یا نہیں ہوا، ان کو پتہ ہی نہیں اس بات کا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے ایسے رسائل تھے جن کے متعلق ہمیں کبھی سمجھ نہیں آئی کہ کیا فائدہ ہوا، کیا نہیں ہوا۔ کبھی ان کی طرف سے رقم موصول نہیں ہوئی۔ جب جماعت سے پوچھا گیا کہ بتایئے آپ کے کہنے پر ہم نے دو سو یا پانچ سو یا ہزار رسالے جاری کئے تھے تو کیا بنا۔ تو پھر کچھ امیر صاحب کو فکر پیدا ہوتی ہے، مجلس عاملہ میں پیش ہوتا ہے۔ پھر بتایا جاتا ہے کہ ہمارے پاس تو دینے کے لئے پیسے نہیں، بہتر ہے آپ رسالے بند کر دیں۔ رسالے تو بند کر دئے جاتے ہیں لیکن اس چشمے کے منہ پر کون بیٹھا ہے، کس نے اس پانی کو آگے جاری رہنے سے روک دیا ہے، اس طرف خیال نہیں آتا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اگر سیکرٹری اشاعت ذمہ دار ہوتا اور امیر اس کی نگرانی رکھتا تو ہفتہ دس دن میں ایک دفعہ تو اس سے ملاقات رکھتا۔ اس سے معلوم کرتا کہ بتاؤ کون کون سے مرکزی رسائل یا مقامی رسائل کتنے لوگوں کو بھجوائے جا رہے ہیں۔ کبھی تم نے ان سے رابطہ کیا ہے کہ وہ پسند بھی کرتے ہیں کہ نہیں، کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کون ہیں جو محض مفت وصول کرنے کی حد تک خریدار نہیں بنے ہوئے بلکہ پیسے کے ادا کرنے کی حد تک بھی خریدار بننے کے لئے تیار ہیں اور ان کو پھر لکھ کر معلوم کر کے ان سے یہ رقم وصول کی جائے۔ کبھی تم نے خیال کیا ہے کہ ایک سال گزرنے کو ہے جماعت نے ابھی تک اس مرکزی شعبے کو رقم ادا نہیں کی جس کو رسالے جاری کرنے کی ہدایت کی جا چکی ہے۔

یہ تمام امور صرف ایک رسالے سے تعلق میں اگر پیش نظر رکھے جائیں تو چند دن کی محنت کے بعد خدا کے فضل سے بہت عمدہ خطوط پر یہ رسالوں کا نظام جاری ہو سکتا ہے۔ التقویٰ ہے، ریویو آف ریلیجنز ہے، اسی طرح مقامی ہر ملک کے اپنے رسائل ہیں جن سے دنیا کے بنی نوع انسان کو، تمام دنیا کو یا کم از کم ان ملکوں کے رہنے والوں کو خصوصیت سے فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے لیکن ان کی اشاعت کے لئے کوئی فکرمند نہیں، کوئی سمجھتا نہیں کہ یہ میری ذمہ داری ہے۔ پس جس کو سیکرٹری اشاعت بنایا جاتا ہے اس کا تو دل لرزنا چاہئے یعنی جہاں تک اس کی ذات کا احساس ہے اس کو یہی لگے گا کہ کوئی مصیبت آ پڑی ہے، ایک پہاڑ ٹوٹ گیا ہے سر پر اور پھر اس پہاڑ کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اس کو دعائیں کرنی ہوں گی، اس کو توجہ کرنی ہوگی

باقی صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ذکر سالانہ جلسوں میں پڑھی جانے والی نظموں کا

(ثاقب زیروی)

احمدیت کے اسٹیج سے میرے نظم پڑھنے کے سلسلہ کا آغاز ۱۹۳۹ء میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے دوران میں مسجد اقصیٰ (قادیان) کے صحن میں منعقد ہونے والے اس خصوصی اجلاس سے ہوا۔ جس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطاب فرمایا۔ حضور کے خطاب سے قبل مجھے اپنی نظم پڑھنے کی اجازت مرکزی قائد خدام الاحمدیہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد نے ہزار ہچکچاہٹوں کے بعد عطا کی تھی۔ اُن کا کہنا تھا کہ حضور کی موجودگی میں معمولاً حضور ہی کا کلام پڑھا جاتا ہے اور اکثر وہ صاحب پڑھتے ہیں جنہیں حضور خود اجازت مرحمت فرمائیں جو صحیح التلفظ ہوں اور جن کا طرز ادائیگی پسندیدہ ہو۔ میرے عاجزانہ اصرار بسیار پر نظم دیکھ لینے کے بعد موصوف مجھے "مشروط" اجازت دینے پر آمادہ ہوئے۔ شرط یہ ٹھہری کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نظم پڑھتے وقت اسٹیج کے سامنے مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں کی ایک بُرجی پر کھڑے ہوں گے، میں ان کی طرف بھی دیکھتا رہوں۔ اگر وہ ہاتھ ہلا کر بیٹھ جانے کا اشارہ کریں تو میں نظم پڑھنا بند کر دوں۔ الحمد للہ کہ ایسا کوئی سانحہ پیش نہ آیا بلکہ جب حضور نے مجھ سے نظم کا یہ دوسرا شعر بفرمائش کریمانہ مکرر پڑھوایا کہ ؂

نغمۂ نور سے یوں چھیڑ رباب ہستی
قلب بیتاب کا ہر ذرہ دعا دے ساقی

تو حضرت صاحبزادہ صاحب وہاں سے غائب ہوگئے اور میں زیادہ اطمینان سے پڑھنے لگا۔ اس کے بعد حضور نے مزید تین چار شعر مکرر پڑھوائے۔ جس کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ آئندہ کے لئے تمام راستے صاف ہوگئے اور میں اسی سال جب جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے قادیان آیا تو جماعت احمدیہ زیرہ (ضلع فیروزپور) کی ملاقات کے دوران میں اس ناچیز کو شرف مصافحہ سے نوازتے وقت حضور نے فرمایا: "کیا آپ پرسوں میری تقریر سے قبل میری نظم پڑھ دیں گے۔"

اللہ اللہ یہ کرم بے حساب کہ کنواں پیاسے سے دریافت کرے کیا تم میرے پانی سے اپنے کام و دہن کو سیراب کرنا پسند کرو گے؟ جواب میں حضور ضرور"....... کے الفاظ کے ساتھ ہی میری آنکھوں سے مسرت کے دو آنسو بھی چھلک پڑے۔ حکم ہوا "کل صبح آٹھ بجے آکر نظم لے جانا۔" میری وہ رات کیونکر گزری ہوگی اور میں نے اپنی خوش بختی پر کیا کیا ناز کئے ہوں گے اس کا اندازہ اور احساس میرے سوا اور کون کر سکتا ہے!..... بہر حال اگلی صبح وقتِ معینہ پر حاضر ہوا۔ حضور نے پیڈ کے ایک ورق پر جس کا ایک کونہ پھٹا ہوا اور غائب تھا، لکھے ہوئے چند اشعار میرے ہاتھ میں دینے کے بعد فرمایا:۔

"ذرا ٹھہرو! میں مریم سے کہتا ہوں کہ انہیں صاف کر کے لکھ دیں"۔ میں نے عرض کیا۔ حضور میں پڑھ لوں گا۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا: "مجھ سے تو کبھی کبھی اپنا لکھا خود نہیں پڑھا جاتا تم کیسے پڑھ لو گے"۔

ادھر مجھے یہ زعم کہ میں تو سیشن کورٹ کی ملازمت میں پولیس اہلکاروں کی کھدری کاغذوں پر پنسل سے لکھی ہوئی ضمنیاں پڑھ لیتا رہا ہوں۔ میں نے پھر وہی گزارش دہرا دی تو فرمایا: "اچھا کوشش کر دیکھو۔ اگر سارے اشعار ٹھیک پڑھ لئے تو انعام ملے گا"۔

میں نے جب اشعار پر دو دفعہ نظر دوڑا لی تو اجازت ملنے پر تمام اشعار تحت اللفظ پڑھ کر سنا دیئے۔ حضور خوش ہوئے، فرمایا۔ "ٹھہرو میں تمہارا انعام لاتا ہوں"۔ اور چند منٹوں کے بعد حضور ایک پلیٹ پر شیشے کا ایک دودھ بھرا گلاس لے کر نمودار ہوئے۔ گلاس جالی دار نیپکن سے ڈھکا ہوا تھا۔ فرمایا "لو اسے پی لو"۔ اللہ رے خوش بختی۔ میں نے فوراً جالی ہٹائی اور پینا شروع کر دیا۔ دودھ گرم تھا۔ حضور نے میرا اشوق اور میری بیتابی بھانپتے ہوئے متبسم لہجے میں فرمایا۔

"دیکھو اس میں سے مَیں ہرگز نہیں پیوں گا۔ یہ سارا تمہارے ہی لئے ہے۔ آہستہ آہستہ پیو۔ دودھ گرم ہے۔ اگر گلا خراب ہو گیا تو کل میری نظم خراب پڑھو گے"۔

اس نظم کا مطلع تھا:

معصیت و گناہ سے دل مرا داغدار تھا
پھر بھی کسی کے وصل کے شوق میں بیقرار تھا

اخلاق عالیہ کی ایک جھلک

اور پھر یہ اعزاز، یہ شفقت، یہ کرم یہ سعادت مجھ کندۂ ناتراش کے لئے گویا وقف و مختص ہوگئی۔ اور وہ بھی اس اخلاقِ عالیہ کے ساتھ کہ ہر سال دسمبر کے آغاز میں مجھے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے ایک "رجسٹرڈ" لفافہ ملتا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"کیا آپ امسال ۲۷ یا ۲۸ دسمبر کو یا ۲۷ اور ۲۸ دسمبر دونوں دن میری نظم یا نظمیں پڑھ دیں گے؟"

ہر حساس قاری بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ غلام کا کیا جواب ہوتا ہوگا۔ پھر کرم نامہ آتا کہ ۲۶/ دسمبر کو فلاں وقت آکر نظم لے جائیں۔

میرا معمول تھا کہ میں نظم شروع کرنے سے قبل تعارفاً کبھی "کلام محمود" بزبانِ ثاقب، کبھی "حضور ایدہ اللہ کے تازہ ترین منظوم ارشادات" اور کبھی "کلام الامام، امام الکلام" کے الفاظ کہتا جنہیں سنتے ہی سامعین ہمہ تن گوش ہو جاتے اور مقطع تک ہمہ تن گوش ہی رہتے۔ عام طور پر حضور ۲۷/ اور ۲۸/ دسمبر کے لئے دو نظمیں کہہ لیا کرتے تھے لیکن جس سال صرف ایک نظم کہنے کی فرصت ملتی تو مجھے اپنی سلسلہ سے متعلق کوئی نظم یا نعتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے لئے ارشاد فرما دیا جاتا۔

قیامِ پاکستان کے بعد بھی

یہ سلسلہ قیام پاکستان کے بعد دار الہجرۃ ربوہ میں بھی حضور کی آخری علالت تک اسی اہتمام سے جاری رہا۔ یہاں تک کہ علالت کے باعث ایک جلسہ سالانہ پر حضور ۲۷/ دسمبر کو خطاب کے لئے تشریف نہ لا سکے اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد نے اپنی جلال انگیز آواز میں، لکھی ہوئی تقریر پڑھنے سے قبل، مجھے نظم پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں نے تعمیل ارشاد میں حضور کی صحت کے لئے ایک دعائیہ نظم پڑھی جسے عشاقِ احمدیت نے بہتے ہوئے آنسوؤں سے سنا۔ لیکن مجھے خبر نہ تھی کہ ابھی ایک اور امتحان سے بھی گزرنا باقی ہے۔ ۲۸/ دسمبر کو حضور پالکی میں بیٹھ کر جلسہ میں تشریف لے آئے اور تلاوت کے بعد اپنے مختصر ترین خطاب سے قبل فرمایا:

"ثاقب کو بلاؤ اور کہو کہ وہ اپنی کل والی نظم پڑھے"۔

حضور کی موجودگی میں حضور کی فرمودہ یا اپنی کوئی نظم پڑھتے وقت تو ویسے ہی حجاب، احترام، خوف اور فخر و انبساط کی ملی جلی کیفیت قلب و ذہن پر مستولی رہتی تھی۔ مگر آج تو صورتحال کاملاً مختلف تھی۔ آج مجھے اپنے ان اشعار کو اسی مرکزِ حسن و خوبی کے سامنے پڑھنے کے مرحلہ سے گزرنا تھا جس کی صحت و نقاہت سے متعلق وہ کہے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل کہ یہ مرحلہ جوں توں گزر گیا۔ میں نے وہ اشعار پڑھے اور سننے والوں نے انہیں چیخوں اور کراہوں کے ساتھ سنا۔ اس دعائیہ نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ ؂

چشم میگوں میں یہ دلدوز سی حسرت کیا ہے
رُوئے روشن پہ پریشان سی نکہت کیا ہے
تجھ کو دیکھا تو بجھے دل کو قرار آ ہی گیا
تیری بیمار نگاہوں میں بھی برکت کیا ہے
جس نے ہر سانس لیا دین محمدؐ کے لئے
اس کی ہستی کے سوا، میری ضرورت کیا ہے
شمع افسردہ ہو پروانوں کی حالت معلوم
جانے اس کرب میں مالک کی مشیت کیا ہے
ساری دنیا کے مریضوں کو شفا دے یا ربّ
آج معلوم ہوا ہے کہ علالت کیا ہے

لیکن الٰہی تقدیریں تو وارد ہو کر رہتی ہیں۔ مسیح موعود کا گرامی وار جمند فرزند دلبند ایک دن آسمان سے بلاوا آنے پر اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔

خلافتِ ثالثہ کا پہلا جلسہ سالانہ

الٰہی سلسلوں کے کام تو نہیں رکتے۔ اس سال کے آخر میں بھی سالانہ جلسہ منعقد ہوا اور نگاہوں نے کرسیٔ صدارت پر سیدنا محمودؓ کی بجائے آپ کے پسر کامگار سیدنا ناصرؒ کو متمکن پایا۔ تلاوت کلام پاک ہو چکی تو ارشاد ہوا نظم پڑھو اور آپ کے غلام نے "پیمان شاعر" کے عنوان سے درج ذیل "نوحہ نما خیر مقدمیہ" پڑھا۔ ؂

تو نے کی مشعلِ احساس فروزاں پیارے
دل بھلا کیسے بھلا دے ترا احساں پیارے
پہلے بخشا مرے بہکے ہوئے نغموں کو گداز
پھر مری روح پہ کی درد کی افشاں پیارے
اب نگاہیں تجھے ڈھونڈیں بھی تو کس جا پائیں
جانے کب پائے سکوں یہ دلِ ویراں پیارے
شکرِ ایزد کہ تیری گود کا پالا آیا
اپنے دامن میں لئے دولتِ عرفاں پیارے
فکر میں جس کے سرایت تیری تخئیل کی ضو
گفتگو میں بھی وہی حُسن نمایاں پیارے
دیکھ کر اس کو لگی دل کی بجھا لیتا ہوں
آنے والے پہ نہ کیوں جان ہو قرباں پیارے
تیری اس شمع کا پروانہ صفت ہوگا طواف
تیرے ثاقب کا ہے اب تجھ سے یہ پیماں پیارے

اگلی صبح جب میں جلسہ گاہ میں پہنچا۔ تو ناظر صاحب اصلاح وارشاد نے مجھے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا یہ ارشاد پہنچایا کہ!

"ثاقب ہماری (خواتین کی) جلسہ گاہ میں آکر اپنی کل والی نظم پڑھیں"۔

اس رقعہ کو پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ میں نے کل کیا کچھ کہہ دیا ہے اور سننے والوں نے اس "نوحہ نما خیر مقدمیئے" کو کن کانوں سے سنا ہے۔ مگر یہ مرحلہ میرے لئے کسی امتحان سے کم نہ تھا۔ میں نے اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے ناظر صاحب محترم سے گزارش کی کہ نظم ٹیپ ہو چکی ہے۔ آپ وہ ٹیپ وہاں بھجوا دیں۔ موصوف نے تو تعاون کیا۔ لیکن چند منٹوں کے بعد جواب آیا:

"جب ثاقب موجود ہے تو ٹیپ پہ کیوں اکتفا کیا جائے"۔

جس کے بعد سرتابی و معذرت کی تمام جرأتیں ختم ہوگئیں۔ پہنچا تو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ان الفاظ میں نظم کا تعارف کرایا:

"اب آپ ثاقب زیروی صاحب کی زبانی اُن کی دلوں کو آنسوؤں سے دھو کر ان میں نئے امام کی محبت بھر دینے والی نظم سنیئے"۔

اور پھر نظم پڑھتے ہوئے میری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی جو سسکیاں میری سماعت سے ٹکرائیں، میرا دل اِس وقت بھی اُنہیں سن رہا ہے۔

سیاست دین بن گئی

خلافتِ ثالثہ کے دور میں پاکستان کی سیاست نے ایسا رنگ بدلا کہ دین کا لبادہ اوڑھ لیا۔ دلائل و براہین سے عاجز آئے ہوئے مولویوں کے طائفہ نے حکومتی غلام گردشوں کا طواف شروع کر دیا اور بوالہوس مقتدر نے اپنے دور حکومت کو طول دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور قرآن کریم کے تمام فرامین کو بالائے طاق رکھ کر خدائے جبّار و قہار کے غضب کو للکارتے ہوئے پاکستان میں جماعت احمدیہ

کے لکھوکھہا افراد کو غیر مسلم قرار دے دیا جس سے اس عاجز کی سوچ کا انداز تبدیل ہو گیا۔ جلسہ سالانہ اس سال بھی ہوا۔ وارفتگانِ احمدیت مرکزِ سلسلہ میں جوق در جوق پہنچے۔ اس سال ۲۷ر دسمبر کو میں نے حضرت سیدنا ناصر کے ارشاد پر حالاتِ حاضرہ پر یہ نظم پڑھی ۔

یہ بجا کہ راستہ پُر خطر ہے ستم کی رات سیاہ بھی
مگر اہل دل کو ہو فکر کیوں کہ جُنوں ہے مشعلِ راہ بھی
جو گزر گئی ہیں قیامتیں، نہ کہیں گے اُن کی حکائتیں
کوئی کرلے ظلم کی انتہا، نہ کریں گے ہم کوئی آہ بھی
جو لگے تھے زخم وہ سی لئے، جو ملے تھے اشک وہ پی لئے
درِ شکوہ سارے ہی بند ہیں، نہ سنو گے دل کی کراہ بھی
میں فدائے دین ہدیٰ بھی ہوں، درِ مصطفٰےؐ کا گدا بھی ہوں
میری فردِ جُرم میں درج ہو، میرے سر پہ ہے یہ گناہ بھی
تیرے پاس ثاقبؔ بے نوا، ہیں یہ سب خدا کی امانتیں
اُسی در پہ جاکہ جھکائیو یہ جبیں بھی، دل بھی، نگاہ بھی

مختصر لیکن بہترین تبصرہ

اس جلسہ سالانہ پر حکومت نے جلسہ گاہ کے اردگرد خصوصی پولیس خاص طور پر متعین کی تھی۔ نظم پڑھنے کے بعد میں نے بیتابانہ معانقے کرنے والوں کے چہروں کو دیکھ کر محسوس کیا کہ جیسے میں نے اپنے دل ہی کی نہیں اُن کے دل کی بات بھی کہی ہے۔ مگر اگلی صبح ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا۔ میں جلسہ گاہ کی اسٹیج کے پاس پہنچا تو ناظر صاحب امورِ عامہ چودھری ظہور احمد صاحب باجوہ نے مجھے ایک طرف لے جاکر بتایا کہ ایک "ایس پی" تمہیں رات سے ڈھونڈ رہا ہے۔ میں نے کہا "پاگل ہے اب ڈھونڈنے کا کیا فائدہ؟ نظم تو میں نے پڑھ لی۔ اِس بات کا حضور کو علم تو نہیں ہوا؟" جواب ملا۔ وہ تو میں نے بتادیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ باجوہ صاحب نے مضطرب ہو کر حضور کو بھی پریشان کیا۔ میں نے کہا میں اسٹیج پر فلاں جگہ بیٹھوں گا اگر اب وہ ایس پی صاحب یا اُن کا کوئی ماتحت پولیس افسر ادھر آنکلے تو مجھے بلوا لینا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے مجھے باہر آنے کا اشارہ کیا۔ میں اسٹیج سے اُترا تو دیکھا کہ میرے ایک پُرانے شناسا ادب پرست پولیس افسر ہیں۔ قریب آئے اور ہم بڑی گرمجوشی ۔ ایک دوسرے سے لپٹے تو باجوہ صاحب کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے حیرت سے پوچھا۔ "شاہ جی! اتنے سارے پھول کیسے لگ گئے؟" کہنے لگے " آج ہم سات سال کے بعد مل رہے ہیں۔ کیا سات سال میں مجھ ایسے لائق پولیس افسر کا انسپکٹر سے ایس پی ہو جانا اچنبھے کی بات ہے؟" اسٹیج کے پیچھے حضرت مولوی محمد دین صاحب کے لئے جیپ کھڑی تھی۔ مکرم باجوہ صاحب، حضرت چودھری احمد مختار صاحب، مولانا احمد خان نسیم، شاہ صاحب (ایس پی) اور خاکسار کو لے کر اس میں جا بیٹھے ۔ اور مہمان کی چائے اور خشک میووں سے تواضع کی۔

پھر شاہ صاحب اپنے ماتحت افسروں کے ساتھ راؤنڈ پر چلے گئے اور میں بھاگا بھاگا قصرِ خلافت پہنچا کہ حضور کی پریشانی دور کروں۔ اس وقت شاید سیالکوٹ کی جماعت کی ملاقات ہو رہی تھی۔ حضور نے مجھے دیکھا۔ میرے چہرے کا بغور جائزہ لیا کہ پریشان نہیں تھے۔ پھر اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ دو منٹ کے لئے ملاقات روک دی گئی۔ میں نے من و عن سارا واقعہ سنایا تو حضور اپنے مزاج اور عادت کے خلاف بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا۔

"لو تمہارا "جہاں میں ہوں" (لاہور کا ایک مستقل کالم) بن گیا"۔ اس سے بہتر اور جامع تبصرہ اس صورت حال پر نہیں ہو سکتا۔

حالاتِ حاضرہ کی عکّاسی

یہ ماہ و سال ہی ایسے تھے کہ ان سالوں میں جلسہ سالانہ پر ۲۷ر دسمبر کو میرا "حالاتِ حاضرہ" پر نظم پڑھنا معمول کا رنگ اختیار کر گیا جو ۱۹۸۳ء تک جاری رہا۔ ان سالوں میں پڑھی جانے والی دو ایک نظموں کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔ ۔

(۱)

وہ جو گرد سی تھی جمی ہوئی وہ جبیں سے ہم نے اُتار دی
شبِ غم اگرچہ طویل تھی شبِ غم بھی ہنس کے گزار دی
نہ بُجھا سکیں اُنہیں آندھیاں جو چراغ ہم نے جلائے تھے
کبھی کو ذرا سی جو کم ہوئی تو لہُو سے ہم نے اُبھار دی
وُہی ٹھہرے مَوردِ کُفر بھی جنہیں دین جاں سے عزیز تھا
وُہی خار بن کے کھٹک رہے ہیں جنہوں نے فصلِ بہار دی

(۲)

مَے کی مانند ہر ایک جام میں ڈھلتے رہنا
ہم نے سیکھا نہیں ایمان بدلتے رہنا
ٹھوکریں کھا کے بہر گام سنبھلتے رہنا
دوستو! تُم کو قسم ہے یونہی چلتے رہنا
خود بخود دے گی صدا تم کو کناروں کی ہوا
دل میں موجوں کی تڑپ لے کے مچلتے رہنا
گلشنِ دینِ محمدؐ کے مہکتے پھولو
لاکھ ہوں جورِ خزاں پھولتے پھلتے رہنا
اور بھی آئیں گے اِن راہوں میں کچھ سخت مقام
عزم کی شمع لئے سینوں میں جلتے رہنا

ایک اور سر کش

یہاں تک کہ ۱۹۷۷ء میں مقتدرِ وقت پسِ زنداں پہنچ گیا۔ چنانچہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سیدنا ناصر کی اجازت سے ۱۹۷۷ء کے جلسہ سالانہ میں ۲۷ر دسمبر کو ایک نظم "انجام" کے عنوان سے پڑھی جس کے چند اشعار یوں تھے ۔

فرصت ہے کسے جو سوچ سکے پس منظر ان افسانوں کا
کیوں خواب طرب سب خواب ہوئے کیوں خون ہوا ارمانوں کا
طاقت کے نشے میں چور تھے جو توفیق نظر جن کو نہ ملی
مفہوم نہ سمجھے وہ ناداں قدرت کے لکھے فرمانوں کا
پستے ہیں بالآخر وہ اِک دن اپنے ہی ستم کی چکی میں
انجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا
جب زخم لگیں تو چہروں پر پھولوں کا تبسم لہرائے
فرزانوں کا اتنا ظرف کہاں، یہ حوصلہ ہے دیوانوں کا
اے صبر و رضا کے متوالو، اُٹھو تو سہی، دیکھو تو سہی
طوفانوں کے مالک نے آخر رُخ پھیر دیا طوفانوں کا
اب آئے جو یار کی محفل میں جاں رکھ کے ہتھیلی پر آئے
اس راہ پہ ہر سُو پہرہ ہے کم فہموں کا نادانوں کا
آندھی کی طرح جو اُٹھے تھے وہ گرد کی صورت بیٹھے ہیں
ہے میری نگاہوں میں ثاقبؔ انجام بلند ایوانوں کا

۱۹۷۷ء کے اس جلسہ سالانہ میں جھنگ کے ڈپٹی کمشنر اور ایس پی کے علاوہ حکومت کی طرف سے ایک فوجی کرنیل صاحب بھی اون ڈیوٹی (on duty) تھے۔ راولپنڈی کے ایک صحافی نے جو رپورٹنگ کے لئے بطورِ خاص آئے تھے بتایا کہ نظم پڑھے جانے کے دوران حاضرین کے بے محابا جوش و خروش اور نعرہ بازی کو دیکھ کر (جسے موصوف "اشتعال" سمجھتے تھے) کرنل صاحب بہت مضطرب تھے۔ انہوں نے دو ایک دفعہ بڑے اضطراب سے کہا کہ "مجمع قابو سے باہر ہوتا جارہا ہے"۔ جب تیسری دفعہ بھی انہوں نے اسی رنگ میں اپنے اضطراب کا اظہار کیا تو ڈپٹی کمشنر (جھنگ) نے چند منٹ اور صبر و ضبط سے نظارہ دیکھنے کی استدعا کرتے ہوئے کہا:۔

"آپ شاید اس جماعت کے مزاج سے واقف نہیں۔ نظم ختم ہونے کے بعد جونہی اس کے امام مائیک کے سامنے آئیں گے۔ آپ کو یوں محسوس ہو گا جیسے یہاں کوئی بیٹھا ہوا ہی نہیں"۔

اور وہی ہوا۔ جونہی مرزا صاحب نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت شروع کی ہر طرف ایک گھمبیر سناٹا چھا گیا۔ جس پر کرنل صاحب نے بڑی حیرت سے کہا:۔

"یہ کس ملک کے باشندے ہیں؟ کس قدر کنٹرول ہے انہیں اپنے جذبات پر"۔

۲۸ر دسمبر کو نعتِ رسولؐ

ربوہ کے جلسوں میں ۲۸ر دسمبر کو میں حضرت خلیفۃ المسیح کی علمی تقریر کی رعایت سے نعتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتا تھا گو ۱۹۷۴ء کے بعد نعتوں میں بھی دلی کرب کا اظہار ہونے لگا تھا۔ ایسی نعتوں کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

شعور دے کے محمدؐ کے آستانے کا
مزاج بدلیں گے ہم اس نئے زمانے کا
یہ میرا دل جسے دنیا بھی دل ہی کہتی ہے
یہ ایک جام ہے یثرب کے بادہ خانے کا
مرے سفینۂ ہستی کے ناخدا ہیں حضورؐ
مجھے نہیں کوئی اندیشہ ڈوب جانے کا
زہے نصیب کہ میرا لہو بھی کام آئے
مجھے جنوں ہے چراغِ حرم جلانے کا
زمانہ جتنے ستم چاہے توڑلے ثاقبؔ
دلوں سے عشقِ محمدؐ نہیں ہے جانے کا

ہر التجا سے پہلے ۔ ہر اک التجا کے بعد
آتا ہے لب پہ نام محمدؐ خدا کے بعد
ہے ذاتِ حق حضورؐ کی صورت میں جلوہ گر
آئینے سب ہیں ماند رُخِ مصطفٰےؐ کے بعد
ہے کون بدنصیب جو باندھے گا غیر سے
عہدِ وفا ۔ حضورؐ سے عہدِ وفا کے بعد
یارب مجھے بنادے درِ مصطفٰےؐ کی خاک
مانگوں گا اب نہ کوئی دعا اس دعا کے بعد
ثاقبؔ پہ ہو حضورؐ! کبھی وہ عطائے خاص
رہتی نہیں ہے کوئی طلب جس عطا کے بعد

جمالِ مہر و وفا کے قصے۔ کمال صدق و صفا کی باتیں
جو ہو سکے تو سنائے جاؤں تمہیں حبیبؐ خدا کی باتیں
وہی ہیں اول، وہی ہیں آخر، وہی ہیں ظاہر، وہی ہیں باطن
رہیں گی تاحشر اب زبانوں پہ خاتم الانبیاءؐ کی باتیں
میں داعیٔ دینِ مصطفٰےؐ ہوں فدائی دینِ مجتبیٰؐ ہوں
ڈرا سکیں گی نہ میرے دل کو کبھی سزا و جزا کی باتیں
قدم قدم ان کی رہنمائی جہاں جہاں ان کی روشنائی
فضا میں پھیلی ہوئی ہیں اب تک سکوتِ غارِ حرا کی باتیں
مری لگن ان کا آستاں ہے یہی تڑپ تو متاعِ جاں ہے
کبھی تو ہوں گی شفیعِ محشرؐ سے ثاقبِؔ بے نوا کی باتیں

......☆......☆......

نگاہِ خلافت

خلافتِ ثالثہ کے دور میں جماعت کی مخالفت زیادہ ہونے لگی تھی اور زبان و قلم پر قدغنوں میں آئے دن اضافہ ہوتا رہتا تھا۔ میرا معمول تھا کہ جلسہ میں پڑھی جانے والی نظم ہو یا نعت، میں کسی نہ کسی رنگ میں حضور کو دکھا ضرور دیتا تھا۔ حضور کاغذ میرے ہاتھ سے لیتے، روا روی میں اُس پر ایک سرسری نگاہ دوڑاتے اور کاغذ مجھے واپس دے دیتے۔ جس پر مجھے یہ وہم سا تھا کہ شاید حضور صرف حسن ظنی بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں، پڑھتے نہیں۔ جبکہ میرے دکھانے کا مقصد تو یہ تھا کہ چونکہ مجھے یہ اشعار حضور کی موجودگی میں پڑھنے ہیں اس لئے ان کی ذمہ داری حضور پر بھی آسکتی ہے۔ اسی طرح ایک سال میں نے اپنی ایک نعت حضور کی خدمت میں مطالعہ و ملاحظہ کے لئے پیش کی جس کا ایک شعر یوں تھا: ۔

پڑی ہے دھوم زمانے میں حسن یوسف کی
وہ عکس تیرےؐ ہی سائے کا ہو بہو ہوگا

حضور نے نعت دیکھی اور اس پر معمول کی ایک نظر دوڑانے کے بعد مجھے لوٹا دی یہ فرما کر کہ "ہاں پڑھ دیں"۔ اس کے بعد کوئی آدھ گھنٹے تک یہ غلام خدمت میں حاضر رہا۔ بالآخر جب رخصت ہونے لگا تو فرمایا۔ "وہ حسن یوسف والا کیا شعر تھا؟" میں نے پڑھا تو بڑے ہی کریمانہ لب و لہجے میں فرمایا "حضرت یوسف کی نبوت تو واقعی نبوت تھی، عکس نبوت تو نہ تھی"۔

میں نے فوراً عرض کیا۔ حضور یہ شعر نہیں پڑھوں گا۔ فرمایا۔ "ہاں نہ پڑھیں"۔ اس کے ساتھ ہی مجھ پر یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ نگاہِ خلافت کس قدر جلد اشعار میں مضمر بنیادی مفاہیم کو پا جاتی ہے۔ جس کے بعد میرا دل اپنی اس فکری لغزش پر دیر تک استغفار کرتا رہا۔

خطبہ جمعہ

ہمارا خدا ہر ایک چیز کا نور اور زمین اور آسمان کا روشن کرنے والا ہے۔

مومنوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتے جاتے ہیں۔ مومن کی قوت متمیّزہ بڑھتی جاتی ہے اور وہ اپنی حالت میں دن بدن نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔

جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجے پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت النور کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱؍جون ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۱؍احسان ۱۳۸۱ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

آج خدا تعالیٰ کی صفت اَلنُّوْر سے متعلق خطبہ دیا جائے گا۔ نُور کے معانی بیان کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

نور، ایسی پھیلی ہوئی روشنی کو کہتے ہیں جو دیکھنے میں سر درہتی ہے۔ یہ دو قسم کا ہے، دنیوی اور اُخروی۔ دنیوی نور کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایسا نور جس کو صرف بصیرت سے ہی سمجھا جا سکتا ہے جیسے نورِ عقل اور نورِ قرآن وغیرہ۔

دوسری قسم کا نور ایسا ہے جس کو ظاہر آنکھ سے بھی محسوس کیا جا سکتا ہے اور اس سے مراد روشنی دینے والے اجسام ہیں جیسے سورج اور چاند اور ستارے اور اسی طرح دوسرے روشنی دینے والے اجرام۔ اخروی نور کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا: ﴿يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ﴾۔ نیز فرمایا: ﴿اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ﴾۔ وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے اپنا نام نور اس لئے رکھا ہے کہ وہی ہے جو روشنی بخشنے والا ہے۔ فرمایا ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے لئے لفظ نور اس لئے استعمال کیا کہ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بکثرت روشنی عطا کرنے والا۔

سورۃ البقرہ:۲۵۸: ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ. يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ. اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ. هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾۔ اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے دوست شیطان ہیں۔ وہ ان کو نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دل چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اَجْرَد ہے۔ ایسے دل میں ایک قسم کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ دوسرا اَغْلَف، تیسرا مَنْکُوْس اور چوتھا مُصْفَح ہے۔

اَجْرَد یعنی کینے اور دھوکے وغیرہ سے خالی دل مومن کا دل ہوتا ہے۔ اس میں موجود چراغ اس کا نُور ہوتا ہے اور اَغْلَف (یعنی پردوں میں لپٹا ہوا دل) کافر کا دل ہوتا ہے۔ اور مَنْکُوْس دل منافق کا دل ہوتا ہے جو حق کو جاننے کے باوجود اس کا انکار کرتا ہے۔ اور مُصْفَح، دوغلا پن رکھنے والا دل ہوتا ہے جس میں ایمان اور نفاق جمع ہوتے ہیں اور اس میں ایمان کی مثال ایک پودے کی طرح ہے جس کو طیب پانی تقویت دیتا ہے اور اس میں نفاق کی مثال اَلْسَر کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون دونوں ہوتے ہیں اور ان دونوں یعنی ایمان اور نفاق میں سے جو چیز بھی دوسری پر غالب آجاتی ہے، وہی دل پر غالب آجاتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند المکثرین من الصحابہ)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿اَللّٰهُ ولِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا﴾، اللہ جو سمیع علیم ہے۔ اس کی پہچان کیا ہے۔ فرماتا ہے کہ وہ مومنوں کا والی بن جاتا ہے۔ اب مومنوں کی پہچان بتاتا ہے کہ وہ ظلمات سے نکل کر نُور کی طرف آتے جاتے ہیں۔ ظلمت کیا ہے؟، جس میں تمیز نہ رہے۔ روشنی کیا ہے؟ جس میں تمیز ہو سکے۔ معمولی روشنی سُورج کی ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر نُور طبّ ہے جس سے انسان کے اندرونی امراض معلوم ہوتے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر نُورِ فلاسفہ ہے کہ وہ خط و خال سے، بال سے، آواز سے، ناک سے، ہونٹ سے کسی کے اخلاق پر آگاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جن کو اس سے بھی بڑھ کر انوار دیئے جاویں، وہ مومن ہیں۔ چنانچہ فرمایا: اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ پس مومن ہونے کا نشان ہے کہ اس انسان کی قوت متمیّزہ بڑھتی جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ تاریکیوں سے نکل کر انوار میں آتا جاتا ہے اور اپنی حالت میں دن بدن نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔

ظلمتیں بھی کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک رسم کی، مثلاً شادی آگئی۔ اب رسم کہتی ہے کہ دس ہزار روپیہ خرچ کرو۔ اب گھر میں تو اپنے روپے نہیں، پس ساہوکاروں کے پاس جاتا ہے۔ وہ سُود مانگتا ہے۔ خدا فرماتا ہے: جو سُود دیتا یا لیتا ہے، وہ خدا سے جنگ کرتا ہے۔ پھر اسی طرح بڑھتے بڑھتے ایک گناہ سے کئی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

پھر عادت کی ظلمت ہے۔ یہ عادت بُری بلاء ہے۔ جس چیز کی عادت پڑ جاوے، وہ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ بعض کو قصہ سننے کی دھت ہوتی ہے۔ بعض کو ناول پڑھنے کی۔ بعض کو چاء پینے کی۔ حقّہ پینے کی، پان کھانے کی۔ پھر ظلمت سے شہوت، حرص، غضب، سستی، کاہلی۔ پس یہ بات یاد رکھو کہ جس تعلیم سے قوّت ممیّزہ بڑھے، وہ سچی ہے۔" (ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۶؍مئی ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریاکاری کی ملونی سے پاک کر دینا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اس کی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پروا ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین کے ہرگز ممکن نہیں۔ اب بتلاؤ اے مسلمان کہلانے والو کہ ظلماتِ شک سے نورِ یقین کی طرف تم کیونکر پہنچ سکتے ہو۔ یقین کا ذریعہ تو خدا کا کلام ہے جو يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ کا مصداق ہے۔" (نزول المسیح۔ صفحہ ۹۲)

سورۃ النساء آیت ۱۷۵: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا﴾۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک بڑی حجت آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن کر دینے والا نُور اتارا ہے۔

حضرت یزید بن حیّانؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اور حُصَین بن سَبْرَۃ اور عمر بن مُسلم ایک دفعہ حضرت زید بن اَرقمؓ کے پاس گئے۔ جب ہم اُن کے پاس بیٹھے تو حُصَین نے کہا: اے زید! آپ نے تو خیر کثیر پائی ہے۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپؐ کی باتیں سنیں، آپؐ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے، آپؐ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اے زید! آپ نے تو واقعی

خیر کثیر پائی ہے۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا ہے، اس میں سے کچھ ہمیں بھی سنائیے۔ زیدؓ کہنے لگے: اے میرے بھتیجے! میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور ایک زمانہ مجھ پر بیت گیا ہے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوا یاد تھا، اس میں سے مجھے کچھ بھول گیا ہے۔ پس جو کچھ مَیں تمہارے سامنے بیان کروں اُسے قبول کر لینا اور جو بیان نہ کر سکوں، اُس کے لئے مجھے مکلّف نہ کرنا۔

پھر آپؓ کہنے لگے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ایک چشمے کے پاس جس کا نام خُم ہے، ہم سے خطاب فرمایا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! مَیں بھی بشر ہوں۔ قریب ہے کہ اللہ کا پیغامبر میرے پاس آئے اور اس کی آواز پر لبیک کہوں۔ مَیں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نُور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اس سے چمٹے رہو۔ پس اس طرح آپؐ نے کتاب اللہ کے بارے میں وعظ و تحریص فرمائی۔

پھر فرمایا: دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ اپنے اہل بیت کے بارے میں مَیں تمہیں خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں اور اپنے اہل بیت کے بارے میں مَیں تمہیں خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں اور اپنے اہل بیت کے بارے میں مَیں تمہیں خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں۔

اس پر حُصین نے اُن سے کہا کہ اے زید! آپؐ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپؐ (کے خاندان) کی مستورات آپؐ کے اہل بیت ہیں؟ انہوں نے کہا: بے شک آپؐ (کے خاندان) کی مستورات بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ تاہم (یہاں) اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپؐ کے بعد صدقہ حرام ہو گیا ہے۔ حُصین نے پھر پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ زیدؓ نے جواب دیا کہ یہ آلِ علیؓ، آلِ عقیلؓ اور آل جعفرؓ اور آل عباسؓ ہیں۔ حُصین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟۔ زید نے کہا: ہاں۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل الصحابه)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اے لوگو! قرآن ایک برہان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو ملی ہے اور ایک کھلا کھلا نُور ہے جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے۔" (كرامت الصادقين۔ صفحه ۱۴)

سورۃ المائدہ: ﴿ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ . قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ. يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (سورة المائده: ۱۶۔۱۷)۔ اے اہلِ کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آ چکا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی باتیں جو تم (اپنی) کتاب میں سے چُھپایا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کر رہا ہے اور بہت سی ایسی ہیں جن سے وہ صرفِ نظر کر رہا ہے۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آ چکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔ اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اِذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبریلؑ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر کی جانب سے ایک آواز سنی۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور فرمایا: یہ آسمان سے ایک دروازہ کھلنے کی آواز ہے، یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس دروازے سے ایک فرشتہ اُترا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اُترا ہے، یہ آج سے پہلے کبھی بھی نہیں اُترا۔ چنانچہ اس (فرشتے) نے سلام کیا اور کہا: (اے محمد!) آپ کو دو ایسے نُوروں کی بشارت دی جاتی ہے جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ یہ دونوں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرۃ کی آخری آیات ہیں۔ ان دونوں میں سے آپ جو حرف بھی (بطور دعا) پڑھیں گے، وہ آپ کو عطا کر دیا جائے گا۔ (مسلم۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ: ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ روزانہ ظلمت سے نکل کر نور کو نہیں جا رہا، تو وہ مومن نہیں۔" (ضمیمه اخبار بدر۔ قادیان۔ ۵/اگست ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے۔ پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوبِ الٰہی بنا دیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔ اسی لئے اللہ جل شانہٗ نے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نُور رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی تمہارے پاس خدا کا نُور آیا ہے۔"

(سراج الدين عيسائی كے چار سوالوں كا جواب۔ صفحه ۴۶)

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ. ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ﴾ (سورة الانعام:۲)۔

تمام حمد اللہ ہی کی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور نور بنائے۔ پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے ربّ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا۔ پھر ان پر اپنا نُور ڈالا، پھر جس پر تو یہ نُور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا اور جس پر یہ نُور نہ پڑ سکا وہ گمراہ ہو گیا۔ (ترمذی۔ كتاب الايمان)

حضرت ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی صبح کرے تو یہ دعا پڑھے: ہم نے صبح کی، اس حال میں کہ تمام بادشاہت اللہ ربّ العالمین کی ہے۔ اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے اس دن کی خیر، اس کی فتح و نصرت اور اس کا نور اور اس کی برکت اور اس کی ہدایت مانگتا ہوں۔ اور اس دن میں اور اس کے بعد جو شر ہے، اس سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ پھر جب کوئی شام کرے تو یہی دعا مانگے۔ (سنن ابوداؤد۔ كتاب الادب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"روشنی اور اندھیرے کا فرق دوپہر اور آدھی رات کے وقت معلوم ہو سکتا ہے۔ روشنی میں تمیز اور اندھیرے میں بے تمیزی ہوتی ہے...... اس میں اشارہ ہے کہ بے تمیزی سے تمیز دینا بھی اسی اللہ کا کام ہے۔ اور اسی میں ثبوت ہے کہ بعثتِ نبوّت کا۔ عالمِ روحانی میں جب ظلمات بڑھے تو نُور ضروری ہے۔ (ضمیمه اخبار بدر قادیان۔۲۶/اگست ۱۹۰۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس "منن الرحمان" میں سے:-

"جبکہ ثابت ہوا کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز کا نُور اور زمین اور آسمان کا روشن کرنے والا ہے تو ثابت ہو گیا کہ وہی ہر یک طرح سے مبدء جمیع فیوض ہے اور وہی زمین اور آسمان کا خالق اور احسن الخالقین ہے۔ اس نے دو آنکھیں دیں اور زبان اور ہونٹ دئے اور بچہ کو پستانوں کی طرف ہدایت دی اور کوئی ایسا کمالِ انسانی اٹھا نہ رکھا جس کی طرف انسان کو حاجت ہے اور ہر یک مطلوب احسن طور سے ادا کیا۔" (منن الرحمن۔ صفحه ۵۴۔۵۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"باوا صاحب (نانکؒ۔ ناقل)............ فرماتے ہیں ؎

اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
اک نور سے سب جگ اُلجھا کون بھلے کون مندے

یعنی خدا تعالیٰ نے ایک نُور پیدا کر کے اس نُور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ پس پیدائش کی رُو سے تمام اَرواح نوری ہیں یعنی نیک و بد کا اعمال سے فرق پیدا ہوتا ہے ورنہ باعتبار خلقت، ظلمت محض کوئی بھی پیدا نہیں کیا گیا۔ ہر یک میں نُور کا ذرّہ مخفی ہے اس میں باوا صاحب نے ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے اِقتباس کیا ہے اِسی لئے اللہ اور نُور کا لفظ شعر میں قائم رہنے دیا تا اقتباس پر دلالت کرے اور نیز حدیث اَوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ کی طرف بھی اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔"

(ست بچن۔ صفحه ۱۴)

سورۃ الانعام آیت ۱۲۳: ﴿اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا. كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا

الحمد للہ ، الحمد للہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے انسٹی ٹیوٹ میں سے گزشتہ سال پڑھ کر فارغ ہونے والے ۸۰ فی صد سٹوڈنٹس کو اللہ تعالیٰ نے بہترین ملازمت سے نوازا ہے اور بہت سی کمپنیاں اب خود ڈیمانڈ کر رہی ہیں کہ ہمیں آپ کے پاس پڑھے ہوئے اور لوگوں کی ضرورت ہے

نئے کورس کے لئے داخلے جاری ہیں

E-mail: Khalid@t-online.de

MICROSOFT PROFESSIONAL IT TRAINING CENTRE

EHRHARTSTR.4 30455 HANNOVER, GERMANY.

Tel :00 (49) + 511 - 40 43 75 Fax:00 (49) + 511 - 48 18 735

يَعْمَلُوْنَ﴾۔اور کیاوہ جو مُردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیااور ہم نے اس کے لئے وہ نور بنایا جس کے ذریعہ وہ لوگوں کے درمیان پھرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ وہ اندھیروں میں پڑا ہوا ہو (اور) ان سے کبھی نکلنے والا نہ ہو۔اسی طرح کافروں کے لئے خوبصورت کر کے دکھایا جاتا ہے جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”ہر روز سوچو کہ بہ نسبت کل کے تم نے خدا سے نزدیک ہونے یا مخلوق پر شفقت کرنے میں کیا ترقی کی۔ تا سمجھ آئے کہ ظلمات سے نُور میں یعنی بے تمیزی سے تمیز میں کہاں تک پہنچے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے مَنِ اسْتَوا يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ۔ پس تم ضرور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو اور ایک پہچان ”نبوت“ کی بتلائی ہے۔ وہ یہ کہ اکابر جو ہوتے ہیں وہ انبیاء سے قطع تعلق کرنے والے ہوتے ہیں۔ تم خدا کی بڑائی کے لئے وعظ کرو۔ پھر تمہارے بھی دشمن ہو جاویں گے۔

میرے سامنے کسی نے سوال کیا: کیشب، دیانند، سر سید، مرزا صاحب چاروں اصلاح کے مدعی ہیں، ان میں کیا فرق ہے۔ مَیں نے کہا: یہی کہ اکابر صرف مرزا صاحب کے دشمن ہیں!۔“(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۲۳/ستمبر ۱۹۰۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

”کیا وہ شخص جو مُردہ تھا اور ہم نے اُس کو زندہ کیا اور ہم نے اس کو ایک نُور عطا کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے یعنی اُس نُور کی برکات لوگوں کو معلوم ہوتی ہیں۔ کیا ایسا آدمی اُس آدمی کی مانند ہو سکتا ہے جو سراسر تاریکی میں اسیر ہے اور اُس سے نکل نہیں سکتا۔ نور اور حیات سے مراد روح القدس ہے کیونکہ اُس سے ظلمت دُور ہوتی ہے اور وہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اِسی لئے اُس کا نام روح القدس ہے یعنی پاکی کی روح جس کے داخل ہونے سے ایک پاک زندگی حاصل ہوتی ہے۔“(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۹۹)

سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸:﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ . فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ .اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾۔ جو اس رسول نبی اُمّی پر ایمان لاتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور اُن پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور اُن سے اُن کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرت زہیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصاف کرنے والے خدائے رحمان کے داہنے ہاتھ نور کے منبروں پر ہوں گے (اور حق یہ ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہی شمار ہوتے ہیں) یہ لوگ اپنے فیصلے میں اور اپنے اہل و عیال میں اور جس کے بھی وہ نگران بنائے جاتے ہیں، عدل کرتے ہیں۔(مسلم، کتاب الامارۃ)

حضرت امّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہؓ کے پاس آئے۔ اس وقت ابو سلمہؓ کی آنکھیں پھٹ چکی تھیں (یعنی ان کی وفات واقع ہو جانے کے بعد آنکھیں کھلی تھیں)۔ آپؐ نے اُن کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا: جب رُوح قبض ہو جاتی ہے تو آنکھیں بھی اس کی پیروی کرتی ہیں۔ اس پر اُن کے اہل خانہ میں سے بعض نے شور مچانا شروع کر دیا۔ تو آپؐ نے فرمایا: اپنے بارے میں صرف بھلائی کی دعا کرو کیونکہ جو کچھ بھی تم کہتے ہو، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! ابو سلمہؓ کو بخش دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کے درجات بلند فرما۔ اور اس کی باقی رہ جانے والی اولاد میں اس کا خلیفہ ہو جا۔ اے ربّ العالمین! ہمیں بھی بخش دے اور اسے بھی بخش دے۔ اور اس کی قبر اس کے لئے وسیع فرما دے اور اس میں اس کے لئے نُور رکھ دے۔(مسلم۔ کتاب الجنائز)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت یا غالبًا ایک نوجوان مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا۔ پھر کچھ وقت کے لئے آپؐ نے اس عورت 'یا راوی کہتے ہیں کہ' اس نوجوان کو نہ دیکھا تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ آپ کو بتایا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں نہ بتایا۔ راوی کہتے ہیں کہ گویا لوگوں نے اس عورت یا اس نوجوان کے معاملے کو کوئی اہمیت نہ دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر بتاؤ کہ کہاں ہے؟ صحابہؓ نے آپ کو قبر کے بارے میں بتایا۔ تب آپؐ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور فرمایا: یہ قبریں اہلِ قبور کے لئے تاریکی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور میرے ان کے لئے دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ قبروں کو ان کے لئے روشن کر دیتا ہے۔(مسلم۔ کتاب الجنائز)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”وہ وہی لوگ ہیں جو اُس رسول نبی پر ایمان لاتے ہیں کہ جس میں ہماری قدرتِ کاملہ کی دو نشانیاں ہیں۔ ایک تو بیرونی نشانی کہ توریت اور انجیل میں اُس کی نسبت پیشین گوئیاں موجود ہیں جن کو وہ آپ بھی اپنی کتابوں میں موجود پاتے ہیں۔ دوسری وہ نشانی کہ خود اُس نبی کی ذات میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ باوجود اُمّی اور ناخواندہ ہونے کے ایسی ہدایت کامل لایا ہے کہ ہر ایک قسم کی حقیقی صداقتیں جن کی سچائی کو عقل و شرع شناخت کرتی ہے اور جو صفحۂ دنیا پر باقی نہیں رہی تھیں لوگوں کی ہدایت کے لئے بیان فرماتا ہے اور اُن کو اُس کے بجالانے کے لئے حکم کرتا ہے اور ہر ایک نامعقول بات سے کہ جس کی سچائی سے عقل و شرع انکار کرتی ہے منع کرتا ہے اور پاک چیزوں کو پاک اور پلید چیزوں کو پلید ٹھہراتا ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں کے سر پر سے وہ بھاری بوجھ اُتارتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے اور جن طوقوں میں وہ گرفتار تھے، اُن سے خلاصی بخشتا ہے۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لاویں اور اس کو قوّت دیں اور اُس کی مدد کریں اور اُس نُور کی بکلّی متابعت اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ وہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔“

(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۴۷۳تا۴۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”خدا تعالیٰ نے پیغمبر اسلام کے دل کو شیشۂ مصفّٰی سے تشبیہ دی جس میں کسی نوع کی کدورت نہیں۔ یہ نورِ قلب ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے فہم و ادراک و عقلِ سلیم اور جمیع اخلاقِ فاضلہ جبلّی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہہ دی جس میں بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے۔ یہ نُورِ عقل ہے کیونکہ منبع و منشا جمیع لطائفِ اندرونی کا قوّتِ عقلیہ ہے۔ پھر ان تمام نوروں پر ایک نُورِ آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا۔ یہ نُورِ وحی ہے اور انوارِ ثلاثہ مِل کر لوگوں کی ہدایت کا موجب ٹھہرے۔ یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارے میں قدّوسِ قدیم کی طرف سے قانونِ قدیم ہے اور اس کی ذاتِ پاک کے مناسب۔ پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نورِ قلب و نورِ عقل کسی انسان میں کامل درجے پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نورِ وحی ہرگز نہیں پاتا۔“(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ روحانی خزائن۔ جلد اوّل۔ حاشیہ صفحہ ۱۹۷۔۱۹۸)

الہام ۱۸۸۳ء: ”مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اِسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“

(براہین احمدیہ ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۵۵۷۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

فرمایا: ”یہ وہی چمکار ہے جو کوہ طور کی چمکار سے مشابہت رکھتی ہے۔ اور اس سے مراد جلالی معجزات ہیں۔ جیسا کہ کوہ طور پر بنی اسرائیل کو جلالی معجزات دکھائے گئے تھے۔“

(ضمیمہ چشمۂ معرفت۔ صفحہ ۲۷)

الہام ۱۸۹۱ء: ”مَیں اپنی چمکار دکھاؤں گا اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ اے ابراہیم! تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔“(تذکرہ۔ صفحہ 185۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

الہام ۲۱/ستمبر ۱۸۹۲ء :”سَيُوْلَدُ لَكُمُ الْوَلَدُ وَ يُدْنىٰ مِنْكُمُ الْفَضْلُ. اِنَّ نُوْرِيْ قَرِيْبٌ“۔ (رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعودؑ۔ صفحہ ۲۶)

عنقریب تمہارے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تم سے نزدیک کیا جائے گا۔ یقیناً میرا نُور قریب ہے۔(تذکرہ۔ صفحہ ۲۰۲۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

ایک الہام ہے ۳۰/ستمبر ۱۸۹۲ء کا:”ظُلُمَاتُ الْاِبْتِلَآءِ. هٰذا يَوْمٌ عَصِيْبٌ. يُوْلَدُ لَكَ الْوَلَدُ وَيُدْنىٰ مِنْكَ الْفَضْلُ. اِنَّ نُوْرِيْ قَرِيْبٌ. اَجِيْءُ مِنْ حَضْرَةِ الْوِتْرِ“

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعودؑ۔ صفحہ ۵۰)

ابتلاء کے اندھیرے۔ یہ سخت دن ہے۔ تجھے ایک بیٹا عطا ہو گا اور فضل تیرے نزدیک ہو گا۔ میرا نُور قریب ہے۔ مَیں جناب باری سے آتا ہوں۔“(تذکرہ۔ صفحہ ۲۰۳۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

❀❀❀❀.......... ....❀❀❀❀

احمدیہ مسلم کلینک منروویا (لائبیریا) میں ایک پروقار تقریب
لائبیریا کے ڈپٹی ہیلتھ منسٹر کی شمولیت۔

رپورٹ: محمد اکرم۔ مبلغ سلسلہ لائبیریا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغربی افریقہ کے ملک لائبیریا میں جماعت احمدیہ لمبے عرصہ سے خدمات کی توفیق پارہی ہے۔خاص طور پر ایسے حالات میں بھی جبکہ ملک خانہ جنگی کی لپیٹ میں رہا، جماعت احمدیہ کی خدمات قابل قدر ہیں۔چنانچہ دارالحکومت منروویا میں احمدیہ مسلم کلینک ۱۹۹۵ء سے غریب عوام کو سستا اور معیاری علاج فراہم کررہاہے۔اس دوران مختلف ڈاکٹر صاحبان مجلس نصرت جہاں کے تحت اپنی زندگیاں وقف کرکے کلینک میں خدمات بجالاتے رہے۔

حال ہی میں مکرم ڈاکٹر فاروق احمد خان صاحب نے لائبیریا میڈیکل بورڈ کی طرف سے پریکٹس کے لئے لائسنس ملنے کے بعد کلینک کا چارج سنبھالا ہے۔اس موقعہ پر ۱۷ اپریل ۲۰۰۲ء کو کلینک میں ایک سادہ مگر پروقار تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔Dr Nathaniel Bartee ڈپٹی ہیلتھ منسٹر اور چیف میڈیکل آفیسر آف لائبیریا تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔شہر کے چند معززین نے بھی اس تقریب میں شرکت کی جن میں لائبیریز کے علاوہ لبنانی، انڈینز اور پاکستانی شامل تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوا۔جس کے بعد محمد اکرم باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج لائبیریا نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔اپنے خطاب میں مکرم امیر صاحب نے احمدیہ کلینک کی خدمات کاذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کلینک میں لیبارٹری کی سہولت کو مزید بہتر بنایا جارہاہے جس کے لئے ECG مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین اور Photo Spectrometer مرکز کی طرف سے کلینک کو مہیا کردیا گیاہے۔امیر صاحب نے مزید بتایا کہ جنگ سے متاثرہ علاقوں میں جماعت کی طرف سے جلد ہی فری میڈیکل کیمپس کا بھی انعقاد کیا جائے گا۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر Bartee نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ لائبیریا میں اکثر کلینکس فزیشن اسسٹنٹ چلارہے ہیں اور مستند ڈاکٹروں کی بہت کمی ہے۔ان حالات میں جماعت کی بے لوث خدمات قابل ستائش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت کو منروویا کے علاوہ دور دراز علاقوں میں بھی کلینک کھولنے چاہئیں۔بعدازاں مکرم ڈاکٹر فاروق احمد خان صاحب نے حاضرین کو اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ وہ پاکستان سے خدمت کا جذبہ لے کر آئے ہیں اور اسی جذبہ سے وہ یہاں کام کریں گے۔آخر پر چند معززین شہر نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے جماعت کی خدمات کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ انسانی ہمدردی کے تحت جماعتی خدمات سے لوگ آئندہ بھی مستفید ہوتے رہیں گے۔

تقریب کے اختتام پر تمام شرکاء کی ٹھنڈے مشروبات اور بعض لوازمات کے ساتھ تواضع کی گئی۔ریڈیو اور اخبارت کے نمائندگان بھی اس تقریب میں شریک تھے۔چنانچہ ملک کے دو مقبول ریڈیو سٹیشنز نے نمایاں طور پر خبروں میں اس تقریب کاذکر کیا اور دو کثیر الاشاعت اخبارات نے بھی نہایت مؤثر انداز میں اس تقریب کی کارروائی شائع کی۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ احمدیہ کلینک اسی طرح دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق پاتا رہے اور اس خدمت کے ناطے جماعت کی نیک شہرت کا باعث بنتا رہے۔

اس پہ نظریں پڑیں تو قرار آگیا

(ڈاکٹر حافظ فضل الرحمن بشیر۔ تنزانیہ)

رُت خزاں کی بدلنے لگی ہر گھڑی ، صحنِ گلشن پہ جیسے نکھار آ گیا
جو شجر تھے وہ سارے ہرے ہوگئے، شاخِ گُل پہ نیا برگ و بار آ گیا

قافلے دور دیسوں سے آنے لگے ہر کوئی وقفِ دیدارِ یار آ گیا
چشم و دل پہ محبت کا بارگراں یوں اٹھائے ہر اِک جاںنثار آ گیا

جس کے ملنے کی چاہت میں تنہائیوں سے مری آرزوئیں لپٹتی رہیں
جس کی فرقت میں آنکھیں برستی رہیں اس پہ نظریں پڑیں تو قرار آگیا

غم گساروں کو غم سے رہائی ملی اُس کے قدموں تلک جو رسائی ملی
خوش نصیبی ہے یا بے بسی کا بھرم ،ان نگاہوں میں مَیں خاکسار آ گیا

شہرِ دل کے مکینوں کے سب فاصلے اب زمان و مکاں سے اٹھائے گئے
وہ صحیفے ہمیں جو سنائے گئے آج اُن پر ہمیں اعتبار آ گیا

قلب و جاں کے سبھی تار ہلنے لگے ، آسماں سے فرشتے اترنے لگے
ایسا تجدیدِ عہدِ محبت ہوا"اشک اُمڈے کہ ابرِ بہار آگیا"

وہ جو بھٹکے ہیں اُن کا گماں اور ہے آ کے دیکھیں اِدھر تو سماں اور ہے
اب حقیقت تو سب پر عیاں ہے مگر اُن کی آنکھوں پہ دل کاغبار آگیا

میرے آقا! وہ کتنے ہی دلگیر ہیں جو قفس در قفس پا بہ زنجیر ہیں
جو بھی آیا ہے ارضِ وطن سے یہاں ان کی یادیں لئے دلفگار آ گیا

جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا جلسہ یومِ خلافت اور
غرباء و مستحقین میں اشیاء خوردونوش کی تقسیم

(رپورٹ: محمد اکرم عمر۔ مبلغ سلسلہ)

۲۶ر مئی بروز اتوار مسجد بیت الاول میں جلسہ بسلسلہ یومِ خلافت منعقد کیا گیا۔اس روز مقامی احمدی احباب کے علاوہ اردگرد کے غریب ہمسایوں کو بھی بلایا گیا تھا۔اس طرح تقریباً ۱۵۰ احباب نے اس جلسہ میں شمولیت کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد خاکسار نے حاضرین کو اسلام احمدیت کا تعارف کرواتے ہوئے جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت اور اس کی برکات کو بیان کیا۔ بعد ازاں حاضرین کو سوالات کی دعوت دی گئی۔

اس موقعہ پر خاکسار نے حاضرین کے سامنے یہ وضاحت بھی کی کہ ہم جماعت احمدیہ کے افراد تین برس سے یہاں مقیم ہیں۔اور ہر موقعہ پر اپنی حیثیت کے مطابق یا بعض اوقات اس سے بڑھ کر انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق پارہے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ غریب و مساکین افراد، ہمسایوں، یتامیٰ اور بیوگان کی مدد کی ہے اور اکثر ہمسائے اس بات کے گواہ ہیں۔ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے" آپ کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ خود کو غریب اور ضرورتمند سمجھنے کی بجائے اپنے سے زیادہ غریب کو ڈھونڈھیں اور اس کی مدد کریں۔آپ میں سے ہر ایک اگر اس ارشاد کو مدنظر رکھے تو ہمیں امید ہے کہ وہ اپنے غریب بھائی کی مدد کر کے ضرور لطف اٹھائے گا، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ملک سے غربت دور ہو جائے گی۔ لیکن اگر آپ میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کو غریب خیال کرتے ہوئے امداد جمع کرنی شروع کردی تو یہ ڈر ہے کہ کہیں اچھے کھاتے پیتے لوگ بھی اپنے آپ کو غریب نہ سمجھنے لگ پڑیں جس کے نتیجہ میں ملک میں صورتحال خراب ہونے کا خدشہ ہے۔اس لئے ہم گوئٹے مالا کی خدمت اس رنگ میں کرسکتے ہیں کہ آپ ہم سے اشیاء خورونوش کے بیگ لے جائیں اور اپنے حلقہ میں غریبوں کو بانٹ کر لطف اٹھائیں۔ لیکن اگر آپ خود ضرورتمند ہیں اور آپ کی ضرورت واقعی جائز ہے تو آپ اپنے استعمال کے لئے بھی اس میں سے اپنی ضرورت کی اشیاء رکھ سکتے ہیں۔اس روز لوبیا اور چاول کے ایک ایک کلو کے ۵۵ پیکٹ اور دو دو کلو کے بھی ۵۵ پیکٹ تقسیم کئے گئے ۔اللہ تعالیٰ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے۔

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواهشمند حضرات بذریعه ٹیلیفون فری سروس سے فائده اٹھاکر بازار سے بارعایت اور تازه مال حاصل کر سکتے هیں

آج هی رابطه کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

رسالہ "ریویو آف ریلیجنز"

دعوتِ اسلام کا صد سالہ عالمی سفیر

پس منظر، چھ ادوار اور ان کی خصوصیات، مدیران، مصنفین اور زبردست اثرات

(دوست محمد شاہد۔مؤرخ احمدیت)

(پانچویں قسط)

تیسرا دور

(مارچ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۴۷ء)

رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کے تیسرے دور کا آغاز ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء سے ہوا جبکہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود خلافت کے منصب پر اس وقت ایک زبردست خلا پیدا ہوگیا جس سے نہ صرف رسالہ کے بند ہونے بلکہ سلسلہ کے تمام نظام کے درہم برہم ہونے کا بظاہر یقینی خطرہ پیدا ہوگیا۔ کیونکہ جماعتی خزانہ میں اس وقت صرف چند آنے باقی رہ گئے تھے اور حضور بزبان حال و قال مجسم فریاد بن گئے ۔

کر اپنے فضل سے میرے ہمسفر پیدا
کہ اس دیار میں اے جانِ جاں غریب ہوں مَیں

(کلام محمود)

اس کسمپرسی اور دردناک بے سروسامانی کے وقت آپ نے القائے ربانی سے اعلان فرمایا:

"مَیں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خداتعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ وہ مجھے خلیفہ بنادے ...... گو مَیں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آگیا لیکن جو کچھ بھی ہو اس نے مجھے پسند کر لیا اور اب کوئی انسان اس کرتے کو مجھ سے اتار نہیں سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے ...... خداتعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ مَیں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے۔ مَیں کمزور ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے۔ مَیں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے۔ مَیں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے۔ مَیں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا"۔

(ضمیمہ اخبار الفضل قادیان ۲۵ر مارچ ۱۹۱۴ء)

پھر ۱۲ر اپریل ۱۹۱۴ء کو ہندوستان بھر سے آئے ہوئے احمدی مندوبین سے خطاب عام کرتے ہوئے اس عزم کا پر شوکت انداز میں اظہار فرمایا کہ:

"ہم کو اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہونے کے لئے پیغام حق پہنچادینا چاہئے۔ پس ایسی تجویز کرو کہ ہر قصبہ اور شہر اور گاؤں میں ہمارے مبلغ پہنچ جاویں اور زمین و آسمان گواہی دیدیں کہ تم نے اپنا فرض ادا کردیا اور پہنچادیا۔

دوم۔ ہندوستان سے باہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں مگر مَیں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔ میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے۔ پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔ حضرت صاحب اپنی ہر ایک تحریر میں اپنا ذکر فرماتے تھے اور ہم مسیح موعودؑ کے ذکر کے بغیر زندہ اسلام پیش کر بھی کب سکتے ہیں۔ پس جو لوگ مسیح موعودؑ کی تبلیغ کا طریق چھوڑتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کمزوری ہے، ان پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ حضرت صاحب کی ایک تحریر ملی ہے جو مولوی محمد علی صاحب کو ہی مخاطب کرکے فرمائی تھی اور وہ یہ ہے:

اخبار بدر جلد ۶ نمبر ۸ مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ "۱۳ر فروری ۱۹۰۷ء کو مولوی محمد علی صاحب کو بلا کر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یورپ امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے واسطے ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جائے اور یہ آپ کا کام ہے۔ آج کل ان ملکوں میں جو اسلام نہیں پھیلتا اور اگر کوئی مسلمان ہوتا بھی ہے تو وہ بہت کمزوری کی حالت میں رہتا ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ لوگ اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور نہ ان کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کا حق ہے کہ ان کو حقیقی اسلام دکھلایا جائے جو خداتعالیٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے۔ وہ امتیازی باتیں جو خداتعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں۔ اور خداتعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات کا سلسلہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہئے اور ان سب باتوں کو جمع کیا جائے جن کے ساتھ اسلام کی عزت اس زمانہ میں وابستہ ہے۔ ان تمام دلائل کو ایک جگہ جمع کیا جائے جو اسلام کی صداقت کے واسطے خداتعالیٰ نے ہم کو سمجھائے ہیں۔ اس طرح ایک جامع کتاب تیار ہو جائے تو امید ہے کہ اس سے ان لوگوں کو بہت فائدہ حاصل ہو"۔

اب بتاؤ کہ جب مسیح موعودؑ نے خود یورپ میں تبلیغ اسلام کا طریق بتا دیا ہے تو پھر کسی نئے طریق اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ افسوس ہے جن کو اس کام کے لائق سمجھ کر ہدایت کی گئی تھی وہی اور راہ اختیار کر رہے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ لوگ وہاں سلسلہ کی باتیں سننے کو تیار نہیں۔ ایک دوست کا خط آیا ہے کہ لوگ سلسلہ کی باتیں سننے کو تیار ہیں کیونکہ ایسی جماعتیں وہاں پائی جاتی ہیں جو مسیح کی آمد کی انہیں دنوں میں منتظر ہیں۔ ایسا ہی ریویو کو پڑھ کر بعض خطوط آتے ہیں۔ سویڈن اور انگلستان سے بھی آتے ہیں۔ ایک شخص نے مسیح کے کشمیر آنے کا مضمون پڑھ کر لکھا ہے کہ اسے الگ چھپوایا جائے اور دو ہزار مجھے بھیجا جائے میں اسے شائع کروں گا۔ یہ ایک جرمن یا انگریز کا خط ہے۔ ایسی سعادت مند روحیں ہیں جو سننے کو موجود ہیں مگر ضرورت ہے سنانے والوں کی۔

مَیں یورپ میں تبلیغ کے سوال پر آج تک خاموش رہا اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ مَیں اس سوال کا فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ نہیں بلکہ مَیں نے احتیاط سے کام لیا کہ جو لوگ وہاں گئے ہیں وہ وہاں کے حالات کا بہترین علم رکھتے ہیں۔ مَیں چونکہ وہاں نہیں گیا اس لئے مجھے خاموش رہنا چاہئے لیکن جو لوگ وہاں گئے ان میں سے بعض نے لکھا ہے کہ حضرت صاحب کا ذکر لوگ سنتے ہیں اور ہماری تبلیغ میں حضرت صاحب کا ذکر ہونا چاہئے اس کے علاوہ خود حضرت صاحب نے یورپ میں تبلیغ کے لئے یہی فرمایا کہ اس سلسلہ کو پیش کیا جاوے۔ اور جو کشف آپ نے دیکھا تھا اس کے بھی یہی معنی کئے کہ میری تحریریں وہاں پہنچیں گی۔ ان تمام امور پر غور کرکے مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ممالک غیر اور یورپ میں بھی اس سلسلہ کی اشاعت ہو اور ہمارے مبلغ وہاں جاکر انہیں بتائیں کہ تمہارا مذہب مردہ ہے۔ اس میں زندگی کی روح نہیں ہے زندہ مذہب صرف اسلام ہے جس کی زندگی کا ثبوت اس زمانہ میں بھی ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نازل ہوئے۔ غرض وہاں بھی سلسلہ کا پیغام پہنچایا جاوے اور جہاں ہم سردست واعظ نہیں بھیج سکتے وہاں ٹریکٹ اور چھوٹے چھوٹے رسالے چھپوا کر تقسیم کریں"۔

("منصب خلافت" طبع اوّل صفحہ ۲۰ تا ۲۲۔ مطبوعہ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان)

اس عزم کے ساتھ ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز" کی اشاعت کا سلسلہ کسی تعطل کے بغیر از سر نو شاہراہ ترقی کی طرف گامزن ہوگیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دنیا میں احمدی مشنوں کا گویا جال بچھ گیا اور ممالک عالم میں سعید روحیں بکثرت حقیقی اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہونی شروع ہوگئیں۔ اس عظیم تغیر کے برپا کرنے میں اس رسالہ نے ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ وامریکہ کے مفکرین اور اہل قلم نے اس کی خدمات کا کھلے بندوں اعتراف کیا۔ مثلاً:

(۱)

مسٹر جارج فٹ مور (George Foot Moor.D.D.LLD.LITT.D

پروفیسر تاریخ مذاہب ہاورڈ یونیورسٹی نے لکھا:

"Ahmad died in 1908; but the progress of the movement continued, and it has been recently estimated that its adheerents now number perhaps 50,000. It also has established its missionary outpost in the West, and publishes in English "Review of Religions" in India, and the "Islamic Review" in England. An edition of the Koran in sumptuous form, with an English translation ,and a commentary embodying the sectarian interpretation, has been begun".

(History of Religion p 520.New York Charles Scribner's son 1919)

(۲)

Alex.R.Webb New Jersey, U.S.A "Its articles are well written, thoughtful and clear exposition of spiritual truth.It is doing a glorious work".

(۳)

Professor Houtson. Editor-in-Chief of the Encyclopedia of Islam: "Extremely interesting".

(۴)

Count Tolstoi: The ideas are very profound and very true.

(۵)

Review of Reviews,London: "Western readers interested in the subject of the vitality of Muhammadanism should subscribe to the Review of Religion".

(۶)

Miss Mary A.Hunt ,Illinois ,U.S.A.: "Every number is highly interesting and reveals the false conception regarding the Islamic faith that of proclaimed from pulpit and press of these so-called civilised nations of the world".

(۷)

مشہور عالم مسیحی مشنری اور ۱۸۹۰ء میں عرب مسیحی مشن کا بانی زویمر (Zwemer) امریکہ سے ۱۹۳۱ء میں خود قادیان آیا اور مرکز احمدیت کے حالات کا اس نے بچشم خود ملاحظہ کرنے کے بعد واپسی پر رسالہ چرچ مشنری ریویو لنڈن میں اپنے تاثرات کا اظہار بایں الفاظ کیا:

"ہمارا استقبال نہایت گرمجوشی کے ساتھ کیا گیا۔ ہمیں گھنٹوں کی بجائے دنوں تک قادیان میں ٹھہرنے کی دعوت دی اور ہماری پوری خاطر ومدارات کی گئی اور ہم نے اس جگہ کے تمام مقامات کو دیکھا۔ مثلاً چھاپہ خانہ، صیغہ ڈاک، صیغہ ترسیل، مدرسہ احمدیہ ، لڑکیوں اور لڑکوں کے مدارس، اشاعت و تبلیغ میں ایک سرگرم گروہ ہے۔ یہاں سے نہ صرف ریویو آف ریلیجنز ہی شائع ہوتا ہے بلکہ تین اور میگزین بھی یہاں سے نکلتے ہیں اور لنڈن، پیرس، برلن، شکاگو، سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ چھوٹے چھوٹے دفاتر ہر قسم کے دستیاب ہونے والے سامان مختلف قسم کی انسائیکلوپیڈیا، ڈکشنریوں اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے ہوئے

ہیں۔یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیاہے۔اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے"۔

("تاثرات قادیان" صفحہ ۱۹۷۔۱۹۸ از حضرت ملک فضل حسین صاحب اشاعت طبع اول ۱۹۳۸ء)

رسالہ کے اس تیسرے دور کے آخر تک نقشہ عالم پر تحریک احمدیت کا کس درجہ عظیم الشان اثر و نفوذ ہو چکا تھا اس کا کسی قدر اندازہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا "Encyclopaedia Britanica Ltd" (Chicago,London,Toronto) کے ایڈیشن ۱۹۴۷ء کے درج ذیل نوٹ سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔لفظ اسلام "Islam" کے تحت زیر عنوان نئی تحریکات (Recent Developments) لکھاہے:

Recent Developments

In modern times the most important sectarian developments have been those of Wahhabis (q.v), the Babis (see Babiism), and the Ahmadiyya. The last of these movements was started by Mirza Ghulam Ahmad, who, in 1879, began to preach in the village of Qadian in the province of the Punjab,India. He calimed to be not only the promised Mahdi but also the promised Messiah-personages generally held to be distinct in ordinary Muslim theology. Another modification he introduced into Islamic doctrine had reference to the death of Jesus; the commonly-accepted belief maintains that Jesus was taken by God alive into heaven, while a phantom was crucified in his place; in opposition to this he declared that Jesus was actually crucified, but was taken down from the cross while still alive by his disciples, was healed of his wounds and afterward made his way into Kashmir, where he finally died, his tomb being still in existence in the city of Srinagar. Having thus removed the ground for any expectation of the second coming of Jesus from heaven to earth, he explained that he himself was the Messiah, not as being an incarnation of Jesus (for he rejected the doctrine of transmigration), but as having come in the likeness of Jesus-being Jesus for this generation just as john the Baptist was Elijah,because he came in the spirit and power of Elijah.

In proof that he had come in the spirit and power of Jesus, Mirza Ghulam Ahmad adduced the likeness of his own character and personality to that of Jesus,his gentleness of spirit, the peaceful character of his teaching, his miracles and the appropriateness of his teaching to the need of the age. In hormony with his pacific claim, he expounded the doctrine of Jihad (Usually interpreted as meaning war against unbelievers) as a striving after righteousness. Mirza Ghulam Ahmad died in 1908, and a few years after his death his followers split into two parties, one having its headquarter in Qadian and the other in Lahore. Both these sections of the community succeeded in enlisting the services of devoted, self-secrificing men, who are unceasingly active as propagandists, controversialists and pamphleteers. They control an extensive missionary activity, not only in India, West Africa, Mauritius and Java (where their efforts are mainly directed towards persuading their co-religionists to join the Ahmadiyya sect), but also in Berlin,Chicago and London. Their missionaries have devoted special efforts to winning European converts and have achieved a considerable measure of success. In their literature they give such a presentation of Islam as thay consider calculated to attract persons who have received an education on modern lines,and thus not only attract non-Muslims, and rebut that attacks made on Islam by Christian controversialists, but win back to the faith Muslims who have come under agnostic or rationalist influences.

یعنی"موجودہ زمانہ میں اسلام کے اندر نہایت اہم تحریکات رونما ہوئی ہیں ۔یعنی وہابی تحریک،بابی تحریک اور تحریک احمدیت۔

مؤخرالذکر تحریک کی بنیاد (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہاتھوں ڈالی گئی۔ آپ نے سال ۱۸۷۹ء میں قادیان سے جو کہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ہے،دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ آپ نہ صرف مہدی معہود ہیں بلکہ مسیح موعود بھی ہیں۔ لیکن عام مسلمانوں کے نزدیک یہ دو الگ الگ شخصیتیں شمار کی جاتی ہیں۔

دوسرا وسطی طریق جو انہوں نے ایک اسلامی مسئلہ میں اختیار کیا وہ وفات مسیح کا مسئلہ تھا۔ عام اعتقاد تو یہ ہے کہ (حضرت) مسیح (علیہ السلام) کو خدا تعالیٰ آسمان پر اٹھا کر لے گیا اور آپ کی بجائے ایک دوسرے موہوم شخص کو صلیب دیا گیا لیکن اس کے برعکس (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے یہ امر واضح کیا کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کو واقعی صلیب پر تو چڑھایا گیا تھا لیکن آپ کے حواریوں نے آپ کو زندہ صلیب سے اتار لیا تھا اور بعد میں آپ کے زخم مندمل ہو گئے تو آپ صحت یاب ہو کر کشمیر چلے گئے۔ وہیں بالآخر آپ کی وفات ہوئی ۔ آپ کا مقبرہ اب تک سرینگر میں موجود ہے۔ یہ ہے وہ طریق جس سے آپ نے یسوع کے آسمان سے دوبارہ زمین پر آنے کی امید کو باطل قرار دیا۔اور یہ واضح کیا کہ وہ خود ہی مسیح ہیں۔ آپ نے چونکہ مسئلہ تناسخ کا رد کیا اس لئے آپ کے دعویٰ سے یہ مراد نہیں کہ آپ یسوع کے اوتار ہیں۔ بلکہ آپ نے خود کو مثیل مسیح قرار دیا۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ یوحنا اصطباغی دراصل ایلیا تھا۔ کیونکہ یوحنا ایلیا کی روحانی قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ آیا تھا۔اس بات کے ثبوت کے لئے کہ آپ مسیح کی روحانیت اور طاقت لے کر آئے ہیں آپ نے اپنے اخلاق اور شخصیت کو مسیح کا مماثل قرار دیا۔ یعنی مسیح کے حلم،بردباری اور اس کی پرامن تعلیمات اور معجزات کے ثبوت کے لئے اپنی شخصیت کو پیش کیا اور اس کے علاوہ اس بات پر بھی زور دیا کہ ضروریات زمانہ کا اقتضاء ہے کہ اس قسم کی تعلیم کی اشاعت کی جائے۔

عوام کے خیال میں جہاد بالعموم کفار سے جنگ کے مترادف ہے لیکن آپ نے اپنے پرامن دعویٰ کے مطابق مسئلہ جہاد کی یہ تعریف کی کہ دراصل جہاد نیکیوں کے لئے جدوجہد کا نام ہے۔

آپ ۱۹۰۸ء میں وفات پاگئے۔ آپ کی وفات کے چند سال بعد آپ کے ماننے والے دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ جن میں سے ایک کا مرکز قادیان ہے اور دوسرے کا مرکز لاہور ہے۔ احمدیہ جماعت کے یہ دونوں گروہ نہایت مخلص اور ایثار پیشہ لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب رہے ۔یہ لوگ اشتہارات ،رسائل اور مناظرات کے ذریعہ مسلسل اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔ان کا ایک وسیع تبلیغی نظام ہے۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ مغربی افریقہ، ماریشس اور جاوا میں بھی (جہاں ان کی کوششیں بالخصوص اس غرض کے لئے وقف ہیں کہ ان کے ہم مذہب لوگ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو جائیں)۔اس کے علاوہ برلن، شکاگو اور لندن میں بھی ان کے تبلیغی مشن قائم ہیں۔ ان کے مبلغین نے خاص جدوجہد کی ہے کہ یورپ کے لوگ اسلام قبول کریں۔ اور اس میں انہیں معتد بہ کامیابی بھی ہوئی ہے ۔ان کے لٹریچر میں اسلام کو اس شکل میں پیش کیا جاتا ہے کہ جو نو تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے باعث کشش ہے اور اس طریق پر نہ صرف غیر مسلم ہی ان کی طرف کھنچے آتے ہیں بلکہ ان مسلمانوں کے لئے بھی یہ تعلیمات کشش کا باعث ہیں جو مذہب سے بیگانہ ہیں یا عقلیات کی رَو میں بہ گئے ہیں۔ ان کے مبلغین ان حملوں کا دفاع کرتے ہیں جو عیسائی مناظرین نے اسلام پر کئے ہیں۔

(ترجمہ از محقق عیسائیت شیخ عبدالقادر صاحب مطبوعہ الفضل (لاہور) ۲۶/دسمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۴)

اس تینتیس سالہ دور میں سلسلہ احمدیہ کے جن اکابر و مشاہیر نے رسالہ کی ادارت کے فرائض انجام دئے ان کے نام یہ ہیں:

قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ، حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ بی۔اے، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ ایم۔اے، حضرت خانصاحبؓ مولوی فرزند علی صاحبؓ، حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ ایم۔اے، صوفی عبدالقدیر صاحب نیازؓ، حضرت چوہدری علی محمد صاحبؓ بی۔اے۔بی۔ٹی۔

یہ زمانہ صرف برصغیر میں ہی زبردست کشمکش اور فرقہ وارانہ تصادم کے لحاظ سے ایک خونیں زمانہ نہیں تھا بلکہ پہلی اور دوسری عظیم جنگوں نے اس دوران دنیا بھر کے ممالک کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا جس نے بہت سے نئے مسائل اور نئے چیلنج بھی پیدا کر دئے اور ہر طرف اسلام کے خلاف اعتراضات نے بھی سر اٹھایا۔ یہاں تک کہ کئی ممالک میں مسلمانوں کی ہستی زبردست خطرات سے دوچار ہو گئی۔ رسالہ کے بالغ نظر اور صاحب بصیرت مقالہ نویسوں نے عصر نو کے نہ صرف چیلنجوں کا پوری جرأت اور مردانگی کے ساتھ مقابلہ کیا بلکہ مذاہب عالم کی علمی جنگ میں حضرت مسیح موعودؑ کے پیش فرمودہ علم کلام کی روشنی میں حقیقی اسلام کا صاف چہرہ بھی سورج کی طرح نکھر کر سامنے آگیا۔

۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۷ء کے عرصہ میں جن اہلِ قلم بزرگوں کی تحقیقات و نگارشات اس بلند پایہ مجلّہ کی زینت بنیں ان میں بعض شخصیات یہ ہیں:

قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مولانا شیر علی صاحب، حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال بانی احمدیہ مشن انگلستان، حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب، پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب بنگالی ایم۔اے، قاضی عبدالحق صاحب بی۔اے، حضرت مولوی محمد دین صاحب مجاہد امریکہ ،چوہدری ابوالہاشم خان صاحب بنگالی، حضرت مفتی محمد صادق صاحب، حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب آف ماریشس، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے

باقی صفحہ نمبر ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اَلنُّوْر وہ ذات ہے جو اپنے نور سے اندھوں کو روشنی عطا فرماتی ہے اور اپنی ہدایت سے گمراہوں کی رہنمائی فرماتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلاوے۔ اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا اور دین کو زندہ کرے گا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸؍جون ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۸؍احسان ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

اللہ تعالیٰ کی صفت النّور کا جو مضمون پچھلے خطبہ سے شروع کیا تھا۔ آج بھی وہی جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو شاید آئندہ بھی۔

سب سے پہلے "لسان العرب" سے "نور" کے کچھ معانی بیان کرتا ہوں۔ "لسان العرب" میں لکھا ہے: النّور خدا تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

علامہ ابن الاثیرؒ کہتے ہیں کہ النور وہ ذات ہے جو اپنے نور سے اندھوں کو روشنی عطا فرماتی ہے اور اپنی ہدایت سے گمراہوں کی رہنمائی فرماتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ النّور وہ ذات ہے جو ظاہر اور عیاں ہے اور جس کے دم سے ہر چیز ظہور پذیر ہے۔ پس وہ ذات جو خود بھی ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو بھی ظاہر کرنے والی ہو، اسے نور کہا جاتا ہے۔

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾۔ کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے: زمین و آسمان والوں کو ہدایت دینے والا۔ نور ظلمت کی ضد ہے اور اَلتَّنْوِیْر اس وقت کو کہتے ہیں جب صبح ہو جاتی ہے۔

اور مَنَارُ الحَرَم سے مراد اس کی وہ حدود ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم کے گرد و نواح میں قائم کی تھیں اور جن سے حَرَم اور حِل کی حدود کا پتہ لگتا ہے۔...... ﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ میں اَلنُّوْر سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں اور معنی یہ ہے کہ تمہارے پاس نبی اور کتاب دونوں آچکے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: سَيَاتِيْكُمُ النُّوْرُ یعنی تمہارے پاس نور آئے گا۔

اور ﴿وَاتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ﴾ کا مطلب ہے کہ اس حق کی پیروی کرو جس کی دلوں کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ نور کی آنکھوں کے ساتھ ہوتی ہے......

فرمایا کہ جو تعلیم محمد ﷺ لے کر آئے ہیں وہ دلوں پر اثر کرنے اور ظلمات کو دُور کرنے کے لحاظ سے نور کی طرح ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارک میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ یعنی خوبصورت اور چمکتے ہوئے جسم کے مالک تھے۔ (لسان العرب)

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (سورۃ التوبہ:۳۲)۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ (ہر دوسری بات) رد کرتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نور کو مکمل کردے خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تمہارے معاملات کے نگران ایسے لوگ ہوں گے جو سنّت (کے نُور) کو بجھا دیں گے اور بدعت کو رواج دیں گے اور نمازوں کو اپنے مقررہ وقت سے مؤخر کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر مَیں ان لوگوں کو پاؤں تو کیا کروں؟۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابن امّ عبد! مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا عمل کروں؟۔ جو اللہ کی معصیت کا مرتکب ہو اس کی کوئی اطاعت نہیں۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الجہاد)

علامہ فخر الدین رازی سورۃ التوبہ کی آیت ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ "جان لیجئے کہ اس سے یہود و نصاریٰ کے سرداروں کے ان برے افعال کا اظہار مقصود ہے جو محمد ﷺ کی نبوت کے امر کو باطل کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس آیت میں مذکور نور سے مراد وہ دلائل ہیں جو آپؐ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ حسب ذیل ہیں:

(۱) وہ قاہری معجزات جو آپ کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے کیونکہ معجزات یا تو صداقت پر دلالت کرتے ہیں اگر وہ صداقت پر دلالت کرتے ہیں تو ان سے محمد ﷺ کا سچا ہونا ثابت ہو گیا اور اگر معجزات صداقت پر دلالت نہیں کرتے تو پھر یہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی نبوت کی صداقت میں بھی روک ہیں۔

(۲) محمد ﷺ کا دوسرا معجزہ وہ ہے جو قرآن عظیم کی صورت میں محمد ﷺ کی زبان مبارک پر ظاہر ہوا باوجود اس کے کہ آپؐ نے اپنی اوائل عمر سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی، نہ مطالعہ کیا، نہ استفادہ کیا اور نہ کسی کتاب کو دیکھا اور یہ قرآن کا معجزہ... آپ کے معجزات میں سے سب سے بڑا ہے۔

(۳) آپؐ کی شریعت کا ماحصل اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی ثنا اور اس کی اطاعت میں لگے رہنا اور نفس کو دنیا کی محبت سے ہٹانا اور اخروی سعادتوں کے حصول کی راہ پر نفس کو ڈالنا ہے۔ اور عقل اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اسی طریق پر چل کر حاصل ہو سکتی ہے۔

(۴) آپ کی شریعت جملہ عیوب سے پاک ہے۔

اور دلائل کو نور کا نام اس سے دیا ہے کہ نور جس طرح درست امور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اسی طرح دلائل بھی ادیان میں درست راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر۔ امام رازی)

علامہ ابن حیانؒ سورۃ التوبہ کی آیت ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (التوبہ:۳۲) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اور ان کی اس خواہش کی مثال کہ وہ محمد ﷺ کی نبوت کو اپنی تکذیب کے ذریعہ باطل قرار دے دیں، ایسے شخص سے دی ہے جو یہ چاہتا ہے کہ ایسے نور عظیم کو جو آفاق میں پھیلا ہوا ہے اپنی آنکھوں سے بجھا دے۔ اور نور اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ ہدایت ہے جو قرآن کریم میں اور اس کی تحقیق کے ذریعہ کی جانے والی تفسیر کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔

مفسرین کی ایک جماعت نے "نور" سے مراد قرآن کریم لیا ہے اور مونہوں سے نور اللہ کو بجھانا ایک کنایہ ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ ان کی تدابیر کمزور اور تھوڑی ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ وہ ایک بہت بڑے معاملہ کو ایک حقیر سی کوشش کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کا یہ فعل پھونکوں سے نُورِ الٰہی کو بجھانے کی کوشش کرنے کی طرح ہے"۔ (تفسیر بحر المحیط)

ابن ابی حاتم نے ضحاک رضی اللہ عنہ کا ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ﴾ کے بارہ میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ ہلاک ہو جائیں تا کہ وہ اللہ کی زمین میں اللہ کی عبادت نہ کر پائیں۔ ﴿يُرِيْدُوْنَ﴾ سے مراد عرب کے کفار اور اہل کتاب ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے محاربت کی اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یہ شریر کافر اپنے منہ کی پھونکوں سے نور اللہ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے۔ کافر بُرا مناتے ہیں۔

منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں۔ یہی کسی نے ٹھگ کہہ دیا، کسی نے دکاندار اور کافرو بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نُور کو بجھادیں مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ نوراللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں۔" (الحکم۔ جلد ۵۔ نمبر ۳۔ بتاریخ ۲۴/جنوری ۱۹۰۱ء۔ صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:-

"یہ لوگ اپنے منہ کی لاف و گزاف سے بکتے ہیں کہ اس دین کو کبھی کامیابی نہ ہو گی۔ یہ دین ہمارے ہاتھ سے تباہ ہو جاوے گا لیکن خدا کبھی اس دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہیں چھوڑے گا جب تک اس کو پورا نہ کرے .... اب قرآن شریف موجود ہے۔ حافظ بھی بیٹھے ہیں۔ دیکھ لیجئے کہ کفار نے کس دعویٰ کے ساتھ اپنی رائیں ظاہر کیں کہ یہ دین ضرور معدوم ہو جائے گا اور ہم اس کو کالعدم کر دیں گے اور اُن کے مقابل پر یہ پیشین گوئی کی گئی جو قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر گز تباہ نہیں ہو گا، یہ ایک بڑے درخت کی طرح ہو جائے گا اور پھیل جائے گا اور اس میں بادشاہ ہوں گے۔"(جنگ مقدس۔ رونیداد ۵/جون ۱۸۹۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ جس طرح پہلے صحابہ کے زمانہ میں چاروں صفات کی ایک خاص تجلّی ظاہر ہوئی تھی۔ اب پھر وہی زمانہ ہے اور ربوبیت کا وقت آیا ہے نادان مخالف چاہتے ہیں کہ بچہ کو الگ کر دیں مگر خدا کی ربوبیت نہیں چاہتی کہ بارش کی طرح اس کی رحمت برس رہی ہے۔ یہ مولوی حامی دین کہلانے والے مخالفت کر کے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھادیں مگر یہ نور پورا ہو کر رہے گا، اسی طرح جس طرح اللہ نے چاہا ہے۔"(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۹۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"ان لوگوں کا بجز اِس کے اَور کچھ منشاء نہیں کہ چاہتے ہیں کہ نور الٰہی کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھادیں مگر وہ بجھ نہیں سکتا کیونکہ خدا کے ہاتھ نے اس کو روشن کیا ہے۔ نہ معلوم کہ میری تکذیب کے لئے اِس قدر کیوں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ اگر آسمان کے نیچے میری طرح کوئی اَور بھی تائید یافتہ ہے اور میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مکذب ہے تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا؟ عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا۔ ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ لیکن جبکہ مَیں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف مُنہ کی پھونکوں سے یہ الٰہی سلسلہ برباد ہو سکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا۔ وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔"(تحفہ گولڑویہ ۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:-

"اگر یہ سلسلہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو یہ پیشگوئیاں پوری نہ ہوتیں اور مَیں بھی اس طرح ہلاک ہو جاتا جیسے مفتری ہلاک ہوتے ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میری جماعت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ دشمنوں نے تو خدا کے نُور کو بجھانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا مگر اللہ کا نُور پورا ہو کر رہا اور وہ اس نور سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور بلوں میں جا گھسے۔ انہوں نے جانتے بوجھتے ہوئے کینہ نہ چھوڑا۔

کیا یہ سب باتیں غیر اللہ کی طرف سے ہیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ شرم سے کام نہیں لیتے اور غور و فکر نہیں کرتے؟ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ٹوٹے ہوئے اسلحہ اور بندھے ہوئے ہاتھوں سے لڑتے ہو؟ تم پر ہلاکت ہو اور اس پر بھی جو تم کرتے ہو"۔(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن۔ جلد ۲۰۔ صفحہ ۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے۔ مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلاوے اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔ أنَا الفتّاحُ أَفْتَحُ لك. ترى نصرًا عجيبًا و يَخِرُّوْنَ علىٰ المساجِدِ...... ایک اور الہام میں چند دفعہ تکرار اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ۔ "میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ۔ ہر یک قسم کے فریب کام میں لاؤ۔ کوئی طاقت فریب اٹھا نہ رکھو پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔" (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹۲)

اب الہام ہے ۱۸۸۳ء کا: يُرِيدُونَ اَنْ يُّطفِئُوْا نُورَاللّٰهِ. قُلِ اللّٰهُ حافِظُهٗ. عِنَايَةُ اللّٰهِ حَافِظُكَ. نَحْنُ نَزَّلْنَاهُ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُون. اَللّٰهُ خَيرٌ حَافِظًا وَّهُوَاَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ "مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نُور کو بجھادیں۔ کہہ خدا اُس نور کا آپ حافظ ہے۔ عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔"(تذکرہ۔ صفحہ ۱۰۷۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

الہام ۱۸۹۳ء: "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَكَ الْمَسِيْحَ ابنَ مَرْيَمَ. قُلْ هٰذَا فَضْلُ رَبِّی وَ اِنِّی اُجَرِّدُ نَفْسِیْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ. وَ اِنِّی اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ. يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُورَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ يُتِمُّ نُوْرَهٗ وَيُحْيِ الدِّيْنَ. نُرِيْدُ اَنْ نُنَزِّلَ عَلَيْكَ اٰيَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ نُمَزِّقَ الْاَعْدَآءَ كُلَّ مُمَزَّقٍ. حُكْمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِيْفَةِ اللّٰهِ السُّلْطَانِ."

ترجمہ:- تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس نے تجھے مسیح ابنِ مریم بنایا۔ کہہ یہ میرے ربّ کا فضل ہے اور مَیں تو اپنے آپ کو تمام قسم کے خطابات سے الگ رکھتا ہوں۔ اور مَیں تو مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھادیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا۔ اور دین کو زندہ کرے گا۔ ہم تجھ پر آسمان سے نشانات اُتارنا چاہتے ہیں۔ اور دشمنوں کو بالکل منتشر کر دینا چاہتے ہیں۔ خدائے رحمان کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی بادشاہت آسمانی ہے۔"(تذکرہ۔ صفحہ ۲۴۰۔۲۴۱۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہے ۱۹/اکتوبر ۱۹۰۲ء کا:۔ "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَكَ. يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفُوا عِرْضَكَ. اِنِّیْ مَعَكَ وَ مَعَ اَهْلِكَ". (بدر۔ جلد اوّل۔ نمبر ۲۔ بتاریخ ۷/نومبر ۱۹۰۲ء۔ صفحہ ۱۰)

دشمن ارادہ کریں گے کہ تیرے نُور کو بجھادیں۔ وہ تیری آبروریزی کرنا چاہیں گے۔ مگر مَیں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں گا۔(تذکرہ۔ صفحہ ۴۳۶۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر آیت ہے: ﴿هُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ . مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ. يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ یونس:۶)۔ وہی ہے جس نے سورج کو روشنی کا ذریعہ بنایا اور چاند کو نور، اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب سیکھ لو۔ اللہ نے یہ (سب کچھ) پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ۔ وہ آیات کو ایک ایسی قوم کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور پانچ باتیں بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور نہ ہی سونا اُسے زیبا ہے۔ وہ عدل (کے ترازو) کو جھکاتا ہے اور کبھی بلند کرتا ہے۔ رات کے وقت کئے گئے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اس کے حضور پیش کئے جاتے ہیں اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے اس کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کا حجاب نُور ہے۔ اگر وہ اُسے اتار دے تو اس کے چہرے کے انوار اور جلال اور عظمت، حد نظر تک اس کی مخلوق کو جلا ڈالیں۔(سنن ابن ماجہ۔ کتاب المقدمہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو جب تہجد پڑھتے تو یہ دعا کرتے: اے ہمارے اللہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کو تُو ہی قائم رکھنے والا ہے، تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ تُو ہی زمین اور آسمانوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا ربّ ہے۔ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تُو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، سب کا نُور ہے۔ تُو حق ہے۔ تیرا قول حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے میرے اللہ! مَیں تیری ہی فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں اور تجھ پر ہی ایمان لایا ہوں اور تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں اور اپنے تمام جھگڑے تیرے ہی حضور پیش کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ہی فیصلہ طلب کرتا ہوں میری اگلی اور پچھلی، ظاہری اور پوشیدہ تمام خطائیں معاف فرما اور وہ خطائیں بھی جنہیں تُو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (بخاری، کتاب التوحید)

تاج العروس میں لکھا ہے کہ علامہ زَمَخْشَرِی کہتے ہیں کہ ضیاء میں نور سے زیادہ شدت ہوتی

ہے۔ فرمایا جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَالْقَمَرَ نُوْرًا یعنی اُس نے سورج کو روشنی کا ذریعہ بنایا اور چاند کو نُور۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضیاء ذاتی روشنی کو کہتے ہیں جبکہ نور مستعار روشنی کو کہتے ہیں۔

(تاج العروس)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"چونکہ خدا تعالیٰ نے ابتدا سے یہی چاہا کہ اس کی مخلوقات یعنی نباتات، جمادات، حیوانات یہاں تک کہ اجرام علوی میں بھی تفاوت مراتب پایا جائے اور بعض مفیض اور بعض مستفیض ہوں اس لئے اُس نے نوع انسان میں بھی یہی قانون رکھا اور اسی لحاظ سے دو طبقہ کے انسان پیدا کئے۔ اوّل وہ جو اعلیٰ استعداد کے لوگ ہیں جن کو آفتاب کی طرح بلاواسطہ ذاتی روشنی عطا کی گئی ہے۔ دوسرے وہ جو درجہ دوم کے آدمی ہیں جو اس آفتاب کے واسطہ سے نُور حاصل کرتے ہیں اور خود بخود حاصل نہیں کر سکتے۔ ان دونوں طبقوں کے لئے آفتاب اور ماہتاب نہایت عمدہ نمونے ہیں جس کی طرف قرآن شریف میں اِن لفظوں میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ ﴿وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا﴾ جیسا کہ اگر آفتاب نہ ہو تو ماہتاب کا وجود بھی ناممکن ہے۔ اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی حیّز امکان سے خارج ہے"۔ یعنی امکان میں ہو ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے۔ "اور یہ قانون قدرت ہے جو آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہے۔"

(ست بچن۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۰۔ صفحہ ۱۸۹۔۱۹۰)

﴿الٓر۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾۔(سورۃ ابراہیم :۲)

أَنَا اللّٰهُ أَرٰى: میں اللہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔ یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری ہے تا کہ تو لوگوں کو ان کے ربّ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتے ہوئے اس راستہ پر ڈال دے جو کامل غلبہ والے (اور) صاحبِ حمد کا راستہ ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یقیناً قرآن اللہ کی طرف سے دعوت ہے، اس کی دعوت سے جس قدر ہو سکے فائدہ اٹھاؤ۔ یقیناً قرآن اللہ کی رسی اور نور مبین ہے اور نفع بخش شفا ہے۔ اور حفاظت کا ذریعہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اس کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے۔ اور نجات ہے اس کے لئے جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ ایسا شخص راستی سے نہیں ہٹتا کہ بعد میں اُسے معذرت کرنی پڑے اور نہ وہ کج روی اختیار کرتا ہے تا اسے درست کرنا پڑے۔ قرآن کریم کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ پڑھنے والا اس کو بار بار پڑھنے سے اکتاتا نہیں۔ پس تم اس کو پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت کے نتیجے میں ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب دیتا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ ان میں سے الف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور لام پر بھی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور میم پر بھی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔(سنن الدارمی۔ فضائل القرآن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

"یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ظلمات سے نُور کی طرف نکالنے والا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت انسان پر ایسا گزرتا ہے کہ اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وعظ موجب بنتا ہے ظلمات سے نکال کر نُور کی طرف لے جانے کا۔ مگر ایک اَور جگہ پر فرمایا ہے ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (البقرۃ:۲۵۸)۔ گویا وہی نسبت جو پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف فرمائی، پھر اللہ نے وہی کام اپنی طرف منسوب فرمایا۔ یہ بات قابل غور ہے۔......

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لوگ آتے تو آپؐ کی باتیں سنتے اور آہستہ آہستہ وہی باتیں دل کے اندر گڑ جاتیں اور اس طرح پر ان کو اسلام سے ایمان کا رتبہ ملتا اور وہ کئی ظلمات سے نکل کر نُور میں آ جاتے۔ پہلی ظلمت تو کفّار کی مجلس تھی جس کو چھوڑ کر وہ حضور نبوی میں آئے۔ ﷺ"۔

(خطبات نور۔ صفحہ ۴۲۸۔۴۲۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- "یہ ہماری کتاب ہے جس کو ہم نے تیرے پر اس غرض سے نازل کیا ہے کہ تا تُو لوگوں کو کہ جو ظلمت میں پڑے ہوئے ہیں، نُور کی طرف نکالے۔ سو خدا نے اُس زمانے کا نام ظُلمانی زمانہ رکھا۔" (براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۵۴۰۔۵۴۱۔ طبع اوّل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"یہ عالی شان کتاب ہم نے تجھ پر نازل کی تا کہ تُو لوگوں کو ہر یک قسم کی تاریکی سے نکال کر نُور میں داخل کرے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جس قدر انسان کے نفس میں طرح طرح کے وساوس گزرتے ہیں اور شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اُن سب کو قرآن شریف دُور کرتا ہے اور ہر یک طور کے خیالاتِ فاسدہ کو مٹاتا ہے اور معرفتِ کامل کا نور بخشتا ہے یعنی جو کچھ خدا کی طرف رجوع ہونے اور اُس پر یقین لانے کے لئے معارف و حقائق درکار ہیں، سب عطا فرماتا ہے۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۰۵۔ حاشیہ نمبر ۱۱۔ طبع اوّل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"وجودِ مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں کئی نور جمع تھے۔ سو اُن نوروں پر ایک اَور نورِ آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اُس نور کے وارد ہونے سے وجودِ باجُود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ پس اس میں یہ اشارہ فرمایا کہ نورِ وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسب شرط ہے اور تاریکی کو نُور سے کچھ مناسبت نہیں بلکہ نُور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایتِ مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔ ایسا ہی فیضانِ نُور میں بھی اُس کا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نُور ہے اُس کو اَور نُور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نُور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نُور نہیں وہ آفتاب کے نُور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جس کو فطرتی نُور کم ملا ہے اُس کو دوسرا نُور بھی کم ہی ملتا ہے اور جس کو فطرتی نُور زیادہ ملا ہے اس کو دوسرا نُور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرتِ انسانی کے وہ افرادِ عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نورِ باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نورِ مجسم ہو گئے ہیں۔ اِسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نُور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ (الجزو ۶) ﴿وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الجزو ۲۲) یہی حکمت ہے کہ نُورِ وحی جس کے لئے نورِ فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیاء کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد اوّل۔ حاشیہ صفحہ ۱۹۵۔۱۹۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریاکاری کی ملونی سے پاک کر دینا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اس کی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پروا ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین کے ہرگز ممکن نہیں۔ اب بتلاؤ اے مسلمان کہلانے والو کہ ظلماتِ شک سے نورِ یقین کی طرف تم کیونکر پہنچ سکتے ہو۔ یقین کا ذریعہ تو خدا کا کلام ہے جو يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ کا مصداق ہے۔" (نزول المسیح۔ صفحہ ۹۲)

الہام ۱۸۹۳ء: "اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ مجھے صاف طور پر اللہ جل شانہٗ نے اپنے الہام سے فرمادیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بلا تفادت ایسا ہی انسان تھا جس طرح اَور انسان ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور اس کا مُرسل اور برگزیدہ ہے۔ اور مجھ کو یہ بھی فرمایا کہ جو مسیح کو دیا گیا، وہ بمتابعت نبی علیہ السلام تجھ کو دیا گیا ہے اور تُو مسیح موعود ہے اور تیرے ساتھ ایک نورانی حربہ ہے جو ظلمت کو پاش پاش کر دے گا اور یکسر الصلیب کا مصداق ہو گا۔" (حجۃ الاسلام۔ صفحہ ۹)

یہ الہام ہے ۱۸۹۶ء کا: "مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(تذکرہ۔ صفحہ ۲۸۱۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

کھلا کپڑا اور ریڈی میڈ سوٹ خصوصی رعایتی قیمت پر

جلسہ سالانہ پر آنے والے احمدی مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصی رعایتی قیمت پر کھلا کپڑا اور ریڈی میڈ سوٹ کے لئے ہماری دوکان پر تشریف لائیں جو ساؤتھ آل میں ۹۵ دی براڈوے پر ہے

The name in Indian Fashion

G.R.FABRICS - 95 The Broadway - Southall

Tel: 020-8813-8204

بقیہ :مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ.....
از صفحہ ۲۴

رہنمائی، دعائیں اور احمدیت کی سچائی میں خدا تعالیٰ کی خاص تائید قدم قدم پر حاصل رہی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک بڑی سیٹلائٹ کمپنی سے جب ہم نے ایم ٹی اے کے سلسلہ میں رابطہ کیا تو جو عورت ہمارے پراجیکٹ پر مقرر کی گئی اس کا رویہ عدم تعاون کا تھا۔ کئی بہانوں سے وہ ہمیں ٹالتی رہی اور معاملہ کو التواء میں ڈالتی رہی۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی خدمت میں صورتحال عرض کرکے پریشانی کا اظہار کیا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ عجیب تصرف ہے کہ اس کے تین چار دن بعد ہی وہ خاتون کسی وجہ سے ملازمت سے فارغ کر دی گئی اور اس کی جگہ جو ڈائریکٹر ہمارے پراجیکٹ پر مقرر ہوا وہ غیر معمولی طور پر ہمدرد اور متعاون ثابت ہوا اور اس نے ہماری بہت مدد کی۔ کئی قسم کی رکاوٹیں جو حائل تھیں خود ہی اس نے ان کے حل ڈھونڈے اور ہمارے لئے راستے ہموار ہوتے چلے گئے۔

اس سارے عرصہ میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کن قلبی کیفیات سے گزرتے رہے اور کس کس طرح آپ مولا کریم کے حضور متضرعانہ دعاؤں سے، اپنی جان گداز کرکے، اس کے فضل اور نصرت کے طالب رہے اِس کا علم تو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔ البتہ آپ کے درج ذیل الفاظ میں ان کیفیات کی ایک ہلکی سی جھلک ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ آپ ایم ٹی اے کے تعلق میں ہی فرماتے ہیں:

"پس نظام کا محافظ خود خدا ہی ہے۔ ہم فکر تو کریں گے ہم عبدالمطلب کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ میں تو اونٹوں کا مالک ہوں۔ اس لئے اے بادشاہ میں اونٹوں کی فکر لے کر تیری خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ تُو خانہ کعبہ پر حملے کی غرض سے آیا ہے جو رب الکعبہ ہے، جو کعبہ کا ربّ ہے وہ اپنے گھر کی فکر آپ کرے گا۔

ہم اس سے آگے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کے جذبات اور خیالات اور خدا تعالیٰ کی خاطر وقف ہونے کی تمناؤں کے غلام بنتے ہوئے خدا سے یہ عرض کریں گے کہ دین بھی تیرا ہے، دنیا بھی تیری ہے۔ یہ سب کائنات تیری ہے۔ مگر ہم اس فکر کو اپنے اوپر لگا بیٹھے ہیں، ہم اس غم سے آزاد ہو نہیں سکتے، ہم تیرے بن چکے ہیں اور تیری رضا پر نگاہ ڈالتے ہوئے، جانتے ہوئے کہ تیرا ارادہ یہ ہے کہ تمام دنیا پر اسلام غالب آئے، اس فکر میں اب غلطاں ہیں اور غلطاں رہیں گے۔ یہ مرض ہمیں پیارا ہے۔ یہ وبال ہماری جان کی آسودگی کا موجب ہے۔ اس لئے ہم اس وبال سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہاں جانتے ہیں کہ یہ تیرا کام ہے۔ اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ اس غم لگانے کی تیرے دین کو احتیاج نہیں۔ تو مستغنی ہے۔ ہم غم نہ لگائیں گے تب بھی تیری بات ضرور پوری ہوگی...... پس یہ تو تقدیر کی باتیں ہیں مگر ہمارے جگر کا خون ہونا بھی تو اس تقدیر کا ایک حصہ ہے"۔

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رُخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

بلا شبہ ایم ٹی اے پر یہ نکھار یونہی نہیں آیا۔ خون دل نذر کیا ہے تو بہار آئی ہے۔

مکرم سید نصیر شاہ صاحب نے خاکسار کو بڑے ہی جذباتی انداز میں بتایا کہ جب ایم ٹی اے کے لئے گلوبل بیم حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی تھی اس وقت بہت سی روکیں اس راہ میں حائل تھیں۔ لیکن حضور ایدہ اللہ کی رہنمائی، دعاؤں اور روحانی توجہات سے قدم قدم پر اعجاز ظاہر ہوتے رہے اور ایک ایک کرکے تمام روکیں دور ہوتی چلی گئیں۔ گلوبل بیم پر جو جگہ ہمیں مطلوب تھی وہ ایک بڑی سیٹلائٹ کمپنی نے First Right of Refusal کے طور پر بُک کروائی ہوئی تھی۔ جون ۱۹۹۶ء میں ان کی بکنگ کی تاریخ ختم ہو رہی تھی اور غالب امکان یہ تھا کہ وہ کمپنی اس میعاد کو بڑھا لے گی اور یہ جگہ ہمیں نہیں مل سکے گی۔ اور بھی کئی بڑی بڑی تجارتی کمپنیاں اس جگہ کے حصول کے لئے کوشاں تھیں۔ مکرم نصیر شاہ صاحب کہتے ہیں کہ لیکن میں جب بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور انور نے بڑے پختہ یقین کے ساتھ فرمایا کہ انشاءاللہ یہ ہمیں مل جائے گی۔ حتیٰ کہ حضور نے اپنے خطبات میں بھی اس امر کا اظہار فرمایا کہ جب ہمیں یہ گلوبل بیم مل جائے گی تو اس سے انشاءاللہ ایم ٹی اے کے پروگرام زیادہ صاف اور دور دور کے علاقوں تک دکھائی دینے لگیں گے۔ میں اپنی جگہ پریشان ہوتا کہ اگر یہ جگہ ہمیں نہ ملی تو کیا ہوگا۔ آخر وہ دن آیا جس دن کمپنی کا بکنگ کا حق ختم ہونا تھا۔ رات قریباً ساڑھے گیارہ بجے امریکہ سے مجھے فون آیا کہ چونکہ اس کمپنی نے معاہدہ میں توسیع نہیں کی اس لئے گلوبل بیم پر جو جگہ ہمیں مطلوب تھی وہ ہمیں مل گئی ہے۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ میں نے اس خیال سے کہ اب بہت دیر ہو گئی ہے حضور کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہی سوچا کہ صبح حضور کی خدمت میں اطلاع کر دوں گا۔ چنانچہ صبح ساڑھے نو بجے جب فون کرکے حضور کو یہ خوشخبری سنائی تو حضور نے اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مبارکباد دی اور فرمایا: 'رات جب بھی فون کی گھنٹی بجتی تھی میں سوچتا تھا کہ تمہارا فون ہے'۔ نصیر شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں بتا نہیں سکتا کہ اس پر میری کیا حالت ہوئی۔ میں احساس پشیمانی سے کٹ کر رہ گیا۔ کاش میں نے اسی وقت حضور کو یہ اطلاع دے دی ہوتی ۔

رات بھر پگھلا دعا میں اشک اشک اس کا وجود
تب کہیں یہ صبح نکلی ہے چمن پہنے ہوئے

ایم ٹی اے کے آغاز سے لے کر اب تک حضور ایدہ اللہ نے اسے کامیاب بنانے کے لئے جس طرح اپنا جگر خون کیا۔ روزانہ کئی کئی گھنٹے سٹوڈیو کی تیز روشنیوں کے آگے بیٹھ کر مختلف کلاسز اور درس القرآن اور سوال وجواب کے پروگرام ریکارڈ کروائے۔ رضاکارانہ خدمت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے جس طرح آپ نے دن رات ایک کئے رکھا اور انہیں اپنی محبتوں اور دعاؤں سے نوازا۔ اور جس طرح آپ کی وہ روحانی توجہات اور دعائیں ان سب پر افضالِ ربانی کے بادل بن کر برسیں اور ان کے اندر پاکیزہ تبدیلیوں کے پیدا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے غیر معمولی نشانات دکھانے کا موجب بنیں اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مسلسل جاری ہے۔ یہ ایک بہت ہی روح پرور، دلگداز اور لمبی داستان ہے۔ اور یہ صرف اور صرف خلافتِ حقّہ ہی کی شان ہے ۔

سایہ ایسا دھوپ نہائے جس میں بصد نیاز
اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

ریڑھ کی ہڈی میں موجود مغز حرام سے جسمانی اعضاء کی تیاری

ہر انسان کے جسم میں ایک خاص خلیہ (Stem Cell) ایسا ہے جس کی افزائش سے اس انسان کے لئے خون، جگر، دل، آنتیں اور پھیپھڑے وغیرہ بنا کر اس کے جسم میں پیوند کئے جا سکتے ہیں۔ (جبکہ عام خلیے صرف ایک خاص عضو کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ مثلاً کان کے خلیے سے کان ہی بن سکتا ہے اور کوئی دوسرا عضو نہیں)۔ پہلے خیال تھا کہ Stem Cell کے لئے مریض کے جسم کی کلوننگ ضروری ہوگی یعنی جنین (Embryo) تیار کرنا ہوگا جس پر کافی لوگوں کو اعتراض تھا۔ یاد رہے کہ امریکہ میں چوہے کی کلوننگ کرکے اس کے دماغ کا نقص دور کیا جا چکا ہے۔ اب ریڑھ کی ہڈی میں جو حرام مغز ہوتا ہے اس کو استعمال کرکے چوہوں کے لئے اعضاء تیار کئے جا سکیں گے۔ اس کے بعد یہی تجربہ اگر انسانوں پر بھی کامیاب ہو گیا تو بے شمار ایسی امراض کا علاج مہیا ہو جائے گا جو کسی عضو کے ناکارہ ہونے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کا علاج پیوند کاری (Transplant) کے علاوہ ممکن نہیں۔

چوہوں کے سلسلہ میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ انسان اور چوہے میں صرف ۳۰۰ جینز (Genes) ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ انسان اور چوہے دونوں میں تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) جینز ہوتے ہیں جن میں سے ۲۹،۷۰۰ جینز مشترک ہوتے ہیں۔ صرف تین سو جینز کے فرق سے خدا کی قدرت نے انسان کے ہر ذرّہ (Cell) میں یہ پیغام ودیعت کر دیا کہ تم دیکھنے، سننے اور سوچنے سمجھنے والے وجود بنو گے نہ کہ چوہے۔

(مرسلہ: خالد سیف اللہ از سڈنی۔ آسٹریلیا)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

جاکر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لامتناہی نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس کے فیض میں حرکت پیدا ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف کا بھی ذکر فرمایا جس میں آپ کو درود شریف کی برکات عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الزمر آیت ۲۳ کی تلاوت و ترجمہ پیش فرمایا اور پھر ایک حدیث کے حوالہ سے بتایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جو نماز کی حفاظت کرے گا یہ اس کے لئے قیامت کے دن نور اور برہان اور نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔ اسی طرح ارشاد نبوی ہے کہ اندھیروں کے دوران مسجدوں کی طرف بکثرت چل کر جانے والوں کو قیامت کے روز نور تام (عطا ہونے) کی بشارت دے دو۔

حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کریمہ کے تحت مختلف مفسرین کی تفاسیر کا بھی ذکر فرمایا۔ علامہ رازی کہتے ہیں کہ جب تک پہلے شرح صدر حاصل نہ ہو نور پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر نفسانی قوت غالب ہو تو دلائل کے سننے سے مطلقاً فائدہ نہیں ہوتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے دل میں ایک نور رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا صدق اور اخلاص ظاہر کر دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی پر یقین لانے کے لئے صرف وہ روشنی ہی کافی نہیں بلکہ آنکھ کے نور کی بھی ضرورت ہے تا اس روشنی کو دیکھ سکے، اسی طرح معجزہ کی روشنی پر یقین لانے کے لئے فقط معجزہ ہی کافی نہیں ہے بلکہ نور فراست کی بھی ضرورت ہے۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام سے بعض اشعار کا اردو ترجمہ بھی پیش فرمایا جن میں قرآن مجید کے نور ہونے کے متعلق ذکر ہے اور آخر پر حضور علیہ السلام کی ایک دعا پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ سے دل کو نور عرفان سے بھرنے کی التجا کی گئی ہے۔

نظام جلسہ سالانہ کی انتظامی تشکیل

(حمید اللہ ۔ افسر جلسہ سالانہ ۔ ربوہ)

نظام جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ ماموریت کے زمانہ میں الہام ہوا "وَسِّعْ مَکَانَکَ"۔ اس میں اشارہ تھا کہ مہمانوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ ایک اور الہام میں بھی اسی طرف اشارہ تھا کہ اب لوگ حضورؑ کے پاس کثرت سے آئیں گے۔ چنانچہ بہت جلد مہمانوں کی آمد کا سلسلہ کثرت سے شروع ہو گیا۔ ۱۸۸۹ء میں سلسلہ بیعت کا آغاز ہوا اور جماعت کی بنیاد رکھ دی گئی تو مہمانوں کی آمد میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ ۱۸۹۱ء میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اس طرح نظام جلسہ کی بنیاد پڑی۔ شروع میں تو سب انتظامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ام المومنینؓ کی ذات میں مرکوز تھے۔ ابتدائی جلسوں میں مہمانوں کے ایک حصہ کی رہائش بھی حضورؑ کے گھر میں ہوتی۔ بعد میں کام کے پھیلاؤ کے نتیجہ میں جلسہ پر مہمانوں کے قیام و طعام، ان کی خبر گیری اور ان کے آرام کا خیال رکھنے کا کام ایک الگ شعبہ کی شکل اختیار کر گیا جس کا نام "صیغہ جلسہ سالانہ" کے طور پر مشہور ہوا اور کسی ایک شخص کو اس صیغہ کا انچارج مقرر کیا جانے لگا جو جماعت میں "افسر جلسہ سالانہ" کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔

افسران جلسہ سالانہ اپنی معاونت کے لئے بعض افراد کا انتخاب کرتے اور ان میں کاموں کو تقسیم کر لیتے۔ افسر جلسہ سالانہ کی نگرانی میں اور اس کی زیر ہدایت یہ ٹیم جلسہ کے انتظامات کو سنبھالتی۔ افسر جلسہ کا رابطہ مسلسل خلیفہ وقت سے ہوتا۔ ان سے ہدایت لیتا اور جلسہ کے کاموں کی پیش رفت سے باخبر رکھتا۔

جلسہ کے نظام نے بتدریج ترقی کی اور وسعت اختیار کی۔ اس نظام کا ارتقاء اپنی ذات میں ایک الگ مضمون ہے جس کو اس وقت پیش نظر کرنا مد نظر نہیں۔ اس مضمون کا بڑا مقصد جلسہ کے نظام کی کسی قدر تفصیلات کا تعارف ہے۔ اس تعارف کے لئے (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ہجرت سے پہلے) آخری جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء جو ربوہ میں منعقد ہوا، اس کے ڈیوٹی چارٹ کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

جلسہ سالانہ تو دسمبر میں ہوتا ہے لیکن افسر جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی منظوری لے لیتا ہے۔ اس منظوری کی ان اصحاب کو اطلاع دی جاتی ہے جو افسر جلسہ سالانہ کی زیر ہدایت اپنے اپنے شعبہ یا نظامت کی سکیم تیار کرتے ہیں۔ افسر جلسہ چھان پھٹک کے بعد اس سکیم کی منظوری دیتے ہیں۔ سکیم میں ہر ناظم اپنے کام کی تفصیل اور اس کو انجام دینے کے ذرائع کے ساتھ اپنے شعبہ پر اٹھنے والے اخراجات کا اندازہ بھی دیتا ہے اور اپنے شعبہ کے بجٹ کی پیشگی منظوری حاصل کرتا ہے۔

بعض خصوصی معاملات کو بعض شعبوں کی سکیموں کے لئے افسر جلسہ سالانہ کے ساتھ نائب افسران جلسہ اور بعض دوسرے اصحاب جن کو مشورہ کے لئے بلایا جائے مل کر غور و خوض کے بعد سکیموں کی منظوری دیتے ہیں۔ افسر جلسہ اور ناظمین جلسہ کے کام کے متعلق باہمی مشورہ دراصل سارا سال جاری رہتا ہے۔

جلسہ کے قریب جا کر یعنی دو تین ماہ پہلے افسر جلسہ کی زیر ہدایت جلسہ کے سب ناظمین، جن کی تعداد موجودہ دور میں پچاس کے لگ بھگ ہے، کے اجتماعی اجلاسات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن کا مقصد باہمی افہام و تفہیم، آپس میں ربط اور ناظمین کا ایک دوسرے کی سکیموں کو سمجھنا اور جن کاموں میں شعبوں کا اشتراک ہوتا ہے ان کے بارہ میں افہام و تفہیم کرنا ہوتا ہے۔

اس عرصہ میں جہاں افسر جلسہ اور دوسرے ناظمین اپنی اپنی جگہ نائب ناظمین اور معاونین کے ساتھ الگ مسلسل میٹنگز کر رہے ہوتے ہیں۔ ناظم کام کی تفصیلات اپنے سب ساتھیوں کو سمجھاتا ہے اور ان میں تقسیم کار کرتا ہے۔ اس طرح باہمی افہام و تفہیم کی فضا استوار ہوتی ہے۔

ناظمین کی اجتماعی میٹنگ میں ناظمین، افسر جلسہ اور دوسرے ناظمین کو اپنے کام کی پیش رفت سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی کام پیچھے رہ رہا ہو تو اس کی نشاندہی ہو جاتی ہے اور کمی کا بروقت ازالہ ہو جاتا ہے۔ اجلاسات کا سلسلہ ایک نہایت برادرانہ فضا میں منعقد ہوتا ہے اور بڑی بشاشت کے ساتھ مشورے دئے جاتے ہیں، قبول کئے جاتے ہیں یا رد کئے جاتے ہیں۔

جلسہ کی سب نظامتیں جلسہ سے قبل اپنا اپنا دفتر بناتی ہیں جس کے لئے ان کو کوئی کمرہ دے دیا جاتا ہے۔ کمرہ نہ ہو تو خیمہ مہیا کر دیا جاتا ہے۔ جلسہ شروع ہونے سے چار دن پہلے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ کے انتظامات کا معائنہ فرماتے ہیں۔ اس معائنہ کے ساتھ جلسہ کے سب دفاتر چوبیس گھنٹے کے لئے کھل جاتے ہیں جن میں ہمہ وقت کارکنان موجود رہتے ہیں۔ اسی دوران مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور کارکنان انتظامی امور کی سرانجام دہی کے ساتھ مہمانوں سے مسلسل ملاقات کر کے پیش آمدہ مسائل میں ان کی مدد اور راہنمائی کرتے رہتے ہیں۔

نظام جلسہ سالانہ کے شعبہ جات

(۱)......افسر رابطہ:

جلسہ کے دوران تین بڑے انتظامات چل رہے ہوتے ہیں اور ان کے تین الگ الگ افسر ہوتے ہیں۔ افسر جلسہ سالانہ، افسر جلسہ گاہ اور افسر خدمت خلق۔ ان تینوں کے تحت چلنے والے انتظامات کو آپس میں مربوط رکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ایک افسر رابطہ مقرر فرماتے ہیں۔ بالعموم ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کو ہی حضور کی طرف سے افسر رابطہ مقرر کیا جاتا رہا ہے۔

(۲)......نائب افسران جلسہ:

افسر جلسہ اپنی صوابدید پر مناسب تعداد میں نائب افسر مقرر کر کے حضور ایدہ اللہ سے منظوری حاصل کرنے کے بعد ان نائب افسران جلسہ میں تقسیم کار کرتا ہے۔ اس تقسیم کار کے تابع نائب افسران جلسہ، افسر جلسہ سالانہ کے کام کی معاونت کرتے ہیں۔ ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ میں چار نائب افسران تھے۔

(۱)...... ایک نائب افسر جلسہ کے سپرد مہمان نوازی کے انتظامات کی نگرانی تھی۔ جہاں جہاں جماعتی عمارات میں یا کیمپنگ گراؤنڈز میں مہمان ٹھہرتے ہیں ان کے قیام و طعام اور دوسرے متعلقہ امور کی نگرانی اس نائب افسر جلسہ کے ذمہ ہوتی ہے۔ مہمان نوازی کا انتظام مختلف نظامتوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ہر ناظم کے ماتحت کئی قیامگاہیں ہوتی ہیں۔ ہر قیامگاہ کا ایک مہمان نواز ہوتا ہے جس کے ساتھ معاونین کی ٹیم ہوتی ہے۔ ان تمام انتظامات کی نگرانی اس نائب افسر جلسہ کے سپرد ہوتی ہے۔

نظامت نقل و حمل اور ٹرانسپورٹ کے جملہ انتظامات کی نگرانی بھی اسی نائب افسر جلسہ کے سپرد ہوتی ہے۔

(۲)...... دوسرے نائب افسر جلسہ سالانہ کھانے کی تیاری اور لنگروں پر نگران ہوتے ہیں۔

(۳)...... تیسرا نائب افسر جلسہ ٹیکنیکل امور کی ذیل میں آنے والی نظامتوں (مثلاً نظامت سوئی گیس، نظامت ٹیکنیکل امور) کی نگرانی کرتا ہے۔

(۴)...... چوتھا نائب افسر جلسہ دفتر جلسہ کا نگران ہوتا ہے اور افسر جلسہ سالانہ کے ساتھ مل کر بقیہ نظامتوں کی نگرانی کرتا ہے۔

جلسہ سالانہ کی مختلف نظامتیں

مختلف اہم کاموں کی انجام دہی کے لئے الگ الگ نظامتیں مقرر ہیں۔ ہر نظامت کا سربراہ ناظم کہلاتا ہے۔ مثلاً ناظم سپلائی وغیرہ۔ ان نظامتوں کا الگ الگ تعارف اور ناظمین کے فرائض اختصار کے ساتھ ذیل میں درج ہیں۔

(۱)......ناظم معائنہ:

ناظم معائنہ کا فرض ہے کہ جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات مثلاً لنگروں، قیامگاہوں، طعامگاہوں اور دیگر انتظامات کا معائنہ کریں۔ جہاں کوئی کمی یا خرابی نظر آئے اس کی اطلاع افسر جلسہ کو دیں۔ ناظم معائنہ کا کام صرف افسر جلسہ کو اطلاع دینا ہے۔ وہ از خود کسی انتظام میں کسی قسم کی مداخلت کے مجاز نہیں ہوتے۔

(۲)......ناظم تنقیح حسابات:

ناظم تنقیح حسابات کا فرض ہے کہ وہ جلسہ کے لئے خریدی گئی مختلف اجناس ان کے خرچ واستعمال اور جلسہ کے بعد بچی ہوئی اشیاء کے حسابات کو چیک کریں۔

☆......چیک کر کے اپنی رپورٹ افسر جلسہ کو پیش کر دیں۔

☆......ناظم تنقیح حسابات کو کوئی انتظامی اختیارات حاصل نہیں ہوتے۔

(۳)......ناظم طبی امداد:

ناظم طبی امداد کا فرض ہے کہ مہمانوں کی طبی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ:

☆......جہاں مہمان ٹھہرے ہوں وہاں طبی مراکز قائم کریں، مریضوں کے معائنہ کے لئے ڈاکٹر مقرر کریں اور ادویہ وغیرہ کا انتظام کریں۔

☆......مختلف جماعتوں کے احمدی ڈاکٹرز سے رابطہ کریں اور جلسہ کے دوران مہمانوں کی طبی ضروریات پوری کرنے کے لئے ان کی خدمات حاصل کریں۔

☆......ایمرجنسی کے لئے ایمبولینس کا انتظام کریں۔

نوٹ: ربوہ میں فضل عمر ہسپتال ۲۴ گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ ہسپتال کا سارا عملہ ناظم طبی امداد کی مدد کرتا ہے۔

(۴)......ناظم اشاعت:

ناظم اشاعت کا فرض ہے کہ جلسہ کے جملہ انتظامات کے سلسلہ میں:

☆......مختلف قسم کی سٹیشنری تیار کر کے ہر نظامت کو مہیا کریں۔

☆......سٹیشنری میں ہر قسم کے فارم، بروشر اور بیجز وغیرہ شامل ہیں۔

(۵)......ناظم عمومی:

ناظم عمومی کا فرض ہے کہ جلسہ کے تمام انتظامات جیسے قیامگاہوں اور لنگروں وغیرہ کے اندر حفاظتی انتظامات کریں۔ اس غرض کے لئے وہ جماعتوں سے رضاکار معاونین حاصل کر سکتے ہیں۔

(۶) ناظم معلومات و فوری امداد:

ناظم معلومات و فوری امداد کا فرض ہے کہ:

☆......مہمانوں کو ہر قسم کی معلومات مہیا کریں۔

☆......مہمانوں کو درپیش مشکلات میں ان کی فوری مدد کریں۔

☆......گمشدہ بچگان کو تلاش کر کے ان کے والدین تک پہنچائیں۔

☆......گمشدہ اشیاء کی بازیابی کے لئے مناسب کوشش کریں۔

(۷)......ناظم استقبال:

ناظم استقبال کا فرض ہے کہ:

☆......ائیرپورٹ، ریلوے سٹیشن اور بس سٹینڈ پر مہمانوں کے استقبال کا انتظام کریں اور ضروری امداد مہیا کریں۔

☆……متعلقہ محکموں سے رابطہ کر کے مہمانوں کے سفر کے لئے سپیشل ریل گاڑیوں اور بسوں وغیرہ کا انتظام کریں۔

☆……جلسہ کے لئے آنے اور واپس جانے والوں کو ان کے سفر کے بارہ میں معلومات مہیا کریں اور اس سلسلہ میں ضروری امداد فراہم کریں۔

☆……ائر پورٹ، ریلوے سٹیشن اور بس سٹینڈ پر اترنے والے مہمانوں کے لئے ان کی جائے رہائش تک پہنچنے کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام کریں نیز اسی طرح ان کی واپسی کا انتظام کریں۔

(۸)……ناظم مکانات:

ناظم مکانات کا فرض ہے کہ:

☆……مہمانوں کی قیامگاہوں کا نقشہ تیار کر کے شائع کریں۔

☆……جماعتی اداروں، خیموں اور انفرادی کمروں میں، جو جماعت کے دوست مہمانوں کے لئے پیش کریں، مہمانوں کی رہائش کا انتظام کریں۔

☆……جماعتوں اور علیحدہ انفرادی رہائش کا مطالبہ کرنے والے مہمانوں کو جلسہ سے قبل اور بعد الاٹمنٹ ان کی رہائش کے بارے میں اطلاع کریں۔

(۹)……ناظم پرالی:

ناظم پرالی کا فرض ہے کہ اجتماعی قیامگاہوں اور گھروں میں جہاں جہاں مہمان فرش پر سوتے ہیں بستروں کے نیچے بچھانے کے لئے پرالی مہیا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جلسہ پر آنے والے مہمان موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

نوٹ: Matress، دریوں اور کارپٹس یا ایسا ہی کوئی اور ملتا جلتا انتظام بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔

(۱۰)……ناظم صفائی:

ناظم صفائی کا فرض ہے کہ:

☆……وقار عمل کے ذریعہ گلیوں، جلسہ گاہ اور قیامگاہوں میں روزانہ صفائی کا انتظام کریں۔

☆……مناسب تعداد میں براہ راست یا کسی کنٹریکٹر کے ذریعہ خاکروبوں اور صفائی کرنے والوں کا انتظام کریں۔

☆……مختلف قیامگاہوں اور جگہوں کی صفائی کرنے کے لئے خاکروبوں کو مطلوبہ تعداد میں مقرر کریں۔

☆……صفائی کے انتظامات کی نگرانی کریں۔

☆……عارضی بیوت الخلاء اور غسلخانوں کی تعمیر کا انتظام کریں۔

(۱۱)……ناظم روشنی:

ناظم روشنی کا فرض ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر:

☆……لنگروں، دفاتر، جلسہ گاہ، قیامگاہوں اور راستوں وغیرہ میں روشنی کا خاطر خواہ انتظام کریں۔

☆……بجلی کے محکمہ سے حسب ضرورت بجلی کے عارضی کنکشن حاصل کریں۔

☆……روشنی کے انتظام کو احسن طور پر چلانے کے لئے مناسب طور پر الیکٹریشنز کا انتظام کریں۔

☆……اگر ضرورت ہو تو جنریٹر وغیرہ کا انتظام کریں۔

(۱۲)……ناظم تعمیر:

ناظم تعمیر کا فرض ہے کہ جلسہ سے قبل جلسہ کی ضروریات کے پیش نظر کی جانے والی تعمیرات مکمل کرائیں۔

(۱۳)……ناظم حاضری و نگرانی:

ناظم حاضری و نگرانی کا فرض ہے کہ جلسہ کے تمام انتظامات کے لئے حسب ضرورت منتظمین و معاونین مہیا کریں۔

☆……اس سلسلہ میں جماعتوں سے رابطہ کر کے رضاکاروں کی فہرستیں حاصل کریں۔

☆……جماعتوں کو تحریک کریں کہ افراد جماعت اپنی خدمات افسر جلسہ سالانہ کو پیش کریں۔

☆……تمام شعبہ جات کا مجموعی "ڈیوٹی چارٹ" تیار کر کے شائع کریں۔

☆……تمام رضاکاروں کو ان کی جائے ڈیوٹی کے متعلق اطلاع کریں۔

☆……اپنے ساتھ رضاکاروں کا ریزرو گروپ رکھیں تاکہ ہنگامی صورتحال میں جہاں بھی ضرورت پڑے رضاکار بھجوا سکیں۔

☆……تمام نظامتوں میں جملہ کارکنان کی (صبح وشام) حاضری کا ریکارڈ رکھیں۔

(۱۴) ناظم پختہ سامان و ظروف گلی:

ناظم پختہ سامان و ظروف گلی کا فرض ہے کہ جلسہ کے سٹور کو چیک کر کے جلسہ سے قبل قابل مرمت اشیاء کی مرمت کرائیں۔

☆……ضرورت کے مطابق پختہ برتنوں یا Disposable برتنوں کا انتظام کریں۔

☆……پختہ برتن اور کچے برتن (Disposable) لنگروں اور قیامگاہوں کے مہمان نوازوں کو حسب ضرورت مہیا کریں۔

☆……جلسہ کے بعد پختہ سامان واپس حاصل کرنے کا انتظام کریں۔

(۱۵)……ناظم بازار:

ناظم بازار کا فرض ہے کہ جلسہ کے موقع پر عارضی بازار لگانے کے لئے جگہ کا انتخاب کریں۔

☆……انتخاب کے بعد اس جگہ بازار اور دوکانوں کا نقشہ تیار کریں۔

☆……دلچسپی رکھنے والوں کو عارضی دکانیں الاٹ کریں۔

☆……مختلف اشیاءِ صرف کی قیمتیں مقرر کر کے نگرانی رکھیں کہ دکان دار مقررہ قیمتوں پر چیزیں فروخت کرنے کی پابندی کر رہے ہیں۔

☆……جلسہ کے اوقات میں بازار بند کروانے کا انتظام کریں۔

☆……بازار سے تعلق رکھنے والے تمام امور نظم وضبط وغیرہ کی نگرانی کریں۔

(۱۶)……ناظم سپلائی:

ناظم سپلائی کا فرض ہے کہ:

☆……جلسہ کے موقعہ پر جلسے سے کافی پہلے مہمانوں کی متوقع تعداد کا اندازہ تیار کریں۔

☆……اس متوقع تعداد کے مطابق جس مقدار میں اجناس خرید کرنا مطلوب ہو اس کا اندازہ تیار کریں۔

☆……اندازے کے مطابق اجناس (گندم، دالیں، مصالحے، آلو وغیرہ) بروقت اور مناسب مقدار میں خریدیں۔

☆……خرید کردہ اجناس کو ضرورت کے مطابق مختلف لنگروں میں رکھوائیں۔

☆……لنگروں کے لئے اور مرکزی سٹور کے لئے سٹور کیپرز مقرر کریں۔

☆……سٹور کیپر کو اجناس کے سٹور کا چارج دیں۔

☆……جلسہ کے دوران اور جلسہ کے بعد ان سٹورز کے حسابات چیک کریں۔

☆……ایک مرکزی سٹور قائم کریں جس میں ریزرو اجناس رکھیں اور دوران جلسہ کسی جگہ کسی جنس کی کمی ہونے پر مطلوبہ جنس مہیا کریں۔

☆……جلسہ سالانہ کے بعد سٹور میں بچی ہوئی اشیاء فروخت کریں۔

(۱۷)……ناظم محنت:

ناظم محنت کا فرض ہے کہ:

☆……کھانے کی تیاری اور جلسہ کے دوسرے سب کاموں کے لئے مختلف قسم کی لیبر مہیا کریں۔

☆……حصول لیبر کے لئے مختلف ٹھیکیداروں سے ٹھیکے کریں۔

☆……جلسہ کے دوران لیبر کے متعلق جملہ امور کی نگرانی کریں۔ خصوصاً یہ دیکھیں کہ ٹھیکیدار ٹھیکوں کے مطابق لیبر مہیا کرتے ہیں اور ان سے کام کروا رہے ہیں۔

(۱۸)……ناظم گوشت:

ناظم گوشت کا فرض ہے کہ:

☆……جلسہ کے موقعہ پر ہر روز جلسہ کے لنگروں کو مطلوبہ مقدار میں گوشت مہیا کریں۔

☆……جلسہ کے موقعہ پر گوشت مہیا کرنے کے لئے بعض دفعہ مارکیٹ سے جانور خریدنے کا سوال بھی ہوتا ہے اس کا انتظام کریں۔

☆……جانوروں کے ذبح کرنے اور گوشت کی کٹائی وغیرہ کا انتظام کریں۔

☆……حسب ضرورت اس سلسلہ میں ٹھیکیداروں سے ٹھیکہ کریں۔

(۱۹)……ناظم آب رسانی:

ناظم آب رسانی کا فرض ہے کہ پورا اطمینان حاصل کریں کہ:

☆……پانی کی سپلائی، سٹوریج اور لنگرخانوں، طعامگاہوں، قیامگاہوں، بیوت الخلاء اور غسلخانوں کو تسلی بخش طور پر ہو رہی ہے۔

☆……ٹیوب ویلز ٹھیک حالت میں ہیں۔

☆……حسب ضرورت واٹر ٹینکرز اور گاڑیوں کا انتظام عاریۃً اور کرایہ پر کریں۔

☆……واٹر سپلائی کے لئے مقامی میونسپلٹی کا تعاون حاصل کریں۔

☆……نگرانی رکھیں کہ آگ وغیرہ لگنے کی صورت میں کافی مقدار میں پانی میسر ہے۔

(۲۰)……ناظم ریزرو نمبر ۱:

ناظم ریزرو نمبر ۱ کا فرض ہے کہ اندرون ملک سے آنے والے غیر از جماعت معززین کے قیام کا انتظام کریں۔

(۲۱)……ناظم ریزرو نمبر ۲:

ناظم ریزرو نمبر ۲ کا فرض ہے کہ بیرون ملک سے آنے والے مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام کریں۔

☆……ان مہمانوں کے ساتھ گائیڈ اور ترجمان مہیا کرنے کا انتظام کریں۔

☆……ان مہمانوں کی دوسری ضروریات اور سہولتوں کا خیال رکھیں۔

(۲۲)……ناظم اجراء پرچی خوراک:

ناظم اجراء پرچی خوراک کا فرض ہے کہ لنگرخانوں سے کھانا حاصل کرنے کے لئے پرچی خوراک جاری کریں۔

☆……یہ پرچی "ناظم تصدیق پرچی خوراک" کی طرف سے جاری کردہ کارڈ پر اندراج کے مطابق جاری کی جاتی ہے۔

☆……صبح و شام کے کھانے کی الگ الگ پرچی جاری کی جاتی ہے۔

☆……ہر لنگر کے ساتھ اجراء پرچی کا ایک دفتر ہوتا ہے جہاں سے تصدیق پرچی خوراک کا کارڈ دکھا کر خوراک کی پرچی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۲۳)……ناظم تصدیق خوراک پرچی:

ناظم تصدیق پرچی خوراک کا فرض ہے کہ دونوں وقت (صبح/شام) اس بات کی تصدیق کریں کہ کس رہائشگاہ پر کتنے مہمان مقیم ہیں۔

☆……نظامت اجراء پرچی خوراک کے سنٹر ناظم تصدیق پرچی خوراک کی تصدیق کے مطابق پرچی خوراک جاری کرتے ہیں۔

☆……ناظم تصدیق پرچی جلسہ سے قبل ہر دفتر کو تصدیق کے یہ کارڈ مہیا کر دیتے ہیں۔

☆……ناظم تصدیق پرچی مختلف حلقوں کے لئے الگ الگ مُصَدِّق مقرر کرسکتے ہیں جو ان کی نمائندگی میں تصدیق کا کام کریں۔

(۲۴)……ناظم نقل و حمل:

ناظم نقل و حمل کا فرض ہے کہ جلسہ کے نظام کی ٹرانسپورٹ کی ضروریات پوری کریں مثلاً لنگروں سے کھانا حاصل کر کے اجتماعی قیامگاہوں میں پہنچانا۔ اجناس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا وغیرہ۔

(۲۵)……ناظم لنگر خانہ:

ناظم لنگر خانہ کا فرض ہے کہ:

☆……افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے دی گئی تعداد کے لئے دونوں وقت کھانا تیار کرائیں اور آمد پرچی

خوراک کے مطابق اس کو مقررہ وقت پر تقسیم کریں۔ لنگر خانوں کی تعداد حسب ضرورت ایک سے زیادہ ہو سکتی ہے۔

لنگر خانہ اپنی ذات میں بہت سے انتظامات کا مجموعہ ہے جن کا کسی قدر خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) انتظام آٹا گندھائی (۲) انتظام روٹی پکوائی (۳) انتظام سالن پکوائی (۴) انتظام تقسیم روٹی (۵) انتظام تقسیم سالن (۶) انتظام پہرہ گیٹ لنگر (۷) انتظام پہرہ لنگر (۸) انتظام سٹور اجناس۔

☆...... کھانے پکانے کے لئے ناظم کے آرڈر پر لنگر کا سٹور کیپر روٹی اور سالن پکانے والوں کو اجناس مہیا کرتا ہے۔

(۲۶)...... ناظم مہمان نوازی:

ناظم مہمان نوازی کا فرض ہے کہ اجتماعی قیامگاہوں میں مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام کریں ۔ ایک نظامت کے ماتحت ایک سے زیادہ قیامگاہیں ہو سکتی ہیں۔

☆...... مہمانوں کے لئے لنگر خانہ سے دونوں وقت کھانا حاصل کرنا اور دونوں وقت مہمانوں کو کھانا کھلانا۔

☆...... قیامگاہوں کے ساتھ پانی، صفائی، روشنی کے انتظامات کے سلسلہ میں متعلقہ ناظمین سے رابطہ رکھنا اور انتظامات کروانا۔

☆...... قیامگاہوں پر حفاظت کا انتظام کرنا۔

نوٹ: قیامگاہوں کے مختلف گروپس بنا کر ان کی نگرانی کے لئے مختلف علاقوں میں ایک سے زیادہ ناظم مہمان نوازی بھی مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

(۲۷)...... ناظم تربیت:

ناظم تربیت کا فرض ہے کہ جلسہ کے موقعہ پر تربیت سے متعلق امور کی نگرانی کریں۔ جیسے:

☆...... باجماعت نماز کی ادائیگی۔

☆...... حسن اخلاق کا مظاہرہ۔

☆...... ایک دوسرے کو ملنے پر السلام علیکم کہنا۔

☆...... پروگرام جلسہ میں شرکت اور تقاریر سننے کی تحریک کرنا۔

☆...... جہاں تک ممکن ہو نماز تہجد کی ادائیگی اور دعاؤں میں وقت گزارنے کی تحریک کرنا۔

(۲۸)...... ناظم ایندھن وسوئی گیس:

ناظم ایندھن و سوئی گیس کا فرض ہے کہ جلسہ کے موقعہ پر کھانا پکانے کے لئے ایندھن وغیرہ حسب ضرورت مہیا کریں۔ یہ ایندھن کہیں لکڑی کی صورت میں، کہیں کوئلہ کی صورت میں اور کہیں گیس کی شکل میں ہو سکتا ہے۔

(۲۹)...... ناظم مہمان نوازی مستورات:

ناظم مہمان نوازی مستورات کا فرض ہے کہ مستورات کی قیامگاہوں پر ساری ضروریات مہیا کریں۔

☆...... ان قیامگاہوں کے اندر تمام انتظام لجنہ اماء اللہ کی صدر کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔

☆...... قیامگاہ کے باہر ناظم مہمان نوازی مستورات نے مندرجہ ذیل امور خاص طور پر سرانجام دینے ہیں۔

(۱) دونوں وقت کھانا پہنچانا (۲) پانی مہیا کرنا (۳) روشنی کا انتظام (۴) صفائی کا انتظام (۵) رہائش کے لئے مارکیز وغیرہ لگوانا (۶) حفاظت کا انتظام (۷) زنانہ قیام گاہوں کے گیٹس پر رضاکاروں کی ڈیوٹی لگانا جو اندر سے عورتوں کی طرف سے آنے والے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے موجود رہیں۔

☆...... زنانہ قیامگاہوں کا اندرونی نظام صدر لجنہ اماء اللہ کی سربراہی میں انجام پاتا ہے۔ وہ اپنے ماتحت ناظمہ، انچارج دفتر، رپورٹر، نگران دوکانات، ناظمہ طبی امداد اور انسپکٹرس مقرر کرتی ہیں۔

☆...... صدر لجنہ، مستورات کی ہر قیامگاہ کے لئے الگ ناظمہ مقرر کرتی ہیں جس کے ماتحت اجراء پرچی، تقسیم خوراک، آب رسانی، صفائی، روشنی، سٹور اور استقبال کے لئے الگ کارکنات انچارج مقرر کرتی ہیں۔

☆...... اسی طرح زنانہ جلسہ گاہ کی الگ منتظمہ مقرر کی جاتی ہے جس کے ساتھ جملہ انتظامات کے لئے ٹیم مقرر کی جاتی ہے۔ ٹیم میں مندرجہ ذیل کاموں کی الگ الگ انچارج مقرر ہوتی ہیں۔

(۱) سٹیج سیکرٹری (۲) تقسیم سٹیج ٹکٹ (۳) رپورٹر (۴) اندرون جلسہ (۵) بیرون جلسہ (۶) تعداد شماری (۷) صفائی (۸) آب رسانی (۹) گمشدہ بچگان (۱۰) سٹال (۱۱) طبی امداد وغیرہ۔

☆...... جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ اپنا دفتر بھی کھولتی ہے جس کی ایک منتظمہ جلسہ کے ایام کے لئے مقرر کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی مصباح کا دفتر بھی کھولا جاتا ہے۔ اسی طرح لجنہ کے تحت مختلف قسم کی دستکاریوں کی نمائش کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

(۳۰)...... ناظم لنگر پرہیزی:

ناظم لنگر پرہیزی کا فرض ہے کہ:

☆...... ان مہمانوں کے لئے پرہیزی کھانا تیار کرائیں جو دوران جلسہ بیمار پڑ جائیں اور عام مہیا کی جانے والی خوراک استعمال نہ کر سکتے ہوں۔

(۳۱)...... نظامت خدمت خلق:

جلسہ کے موقعہ پر ٹریفک اور حفاظت سے متعلق جملہ امور کی انجام دہی اسی نظامت کے سپرد ہوتی ہے ۔ اس نظامت کے افسر اعلیٰ کو "افسر خدمت خلق" کہتے ہیں۔

اختتامی کلمات

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مہمانوں کی خدمت کی توفیق پانا ہر کارکن کے لئے درحقیقت بڑی خوش نصیبی ہے۔ ہمیں اس کی دل سے قدر کرنی چاہئے۔ اپنی زندگی میں جلسہ سالانہ کے دنوں میں یہ خدمت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود انجام دی ۔ گویا جو کام حضورؑ کیا کرتے تھے وہی خدمت بجا لانے کی ہمیں توفیق مل رہی ہے۔ حقیقت میں یہ خدمت خوش نصیبی اسی صورت میں ہو گی جب یہ دیکھے بغیر کہ کیا کام سپرد ہوا ہے اسے پورے خلوص، سنجیدگی، انہماک اور بھرپور صلاحیت کے ساتھ سرانجام دیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۱۰) یعنی مومنوں کی پہچان یہ ہے کہ تہی دست و تنگ حال ہونے کے باوجود ہجرت کر کے آنے والوں کو اپنے وجودوں پر ترجیح دیتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ ان میں سے تین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

ان ارشادات کا لب لباب یہ ہے کہ کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے ۔ کارکن اس بات کا خیال رکھیں کہ ہر ایک سے کشادہ پیشانی سے پیش آئیں۔ ہر ایک کو ٹھہرانے کا انتظام کریں۔ ہر ایک کے لئے کھانے کا انتظام کریں۔ کوئی بھوکا نہ رہے۔

(۱)...... ۲۵ ردسمبر ۱۹۰۳ء کو جبکہ جلسہ سالانہ کے لئے بیرونجات سے بہت سے مہمان قادیان آئے ہوئے تھے حضورؑ نے مہتمم لنگر خانہ حضرت میاں نجم الدین صاحبؓ کو بلا کر فرمایا:

"دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خدمت کرو۔ اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کرو"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۹۲)

(۲)...... مہمان کی تواضع کے متعلق آپؑ نے فرمایا:

"لنگر کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا چاہئے کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا ہے۔ سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۷۰)

(۳)...... مہمانوں کے انتظام مہمان نوازی کی نسبت ذکر ہوا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے ۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۹۲)

بالآخر مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ اختتام جلسہ سالانہ پر ایک کارکن کی ڈیوٹی ختم نہیں ہو جاتی۔ تمام انتظامات کو سمیٹنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جلسہ سے پہلے ان کی تیاری ۔ اس لئے تمام انتظامات کو سمیٹنے پر بھی بھرپور توجہ ضروری ہے ۔ اپنی ڈیوٹی کے سلسلہ میں جو سامان وغیرہ لیا گیا ہو اسے پوری احتیاط سے واپس کریں تا کہ کسی قسم کا کوئی نقصان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام کارکنوں اور رضاکاروں کے حق میں وہ دعائیں پوری فرمائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے حق میں کی ہیں۔ آمین۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں اعلیٰ زیورات
خریدنے کے لیے معروف نام

الرّحیم جیولرز حیدری اور نیو الرّحیم جیولرز حیدری

اور اب

الرّحیم
سیون سٹار جیولرز

مین کلفٹن روڈ

مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

دانشمندِ مشرق۔ مغرب میں

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی جماعت احمدیہ کی تاریخ میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ممتاز صحابی اور اخبار الحکم کے ایڈیٹر تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور آپ کی سیرت طیبہ کے بہت سے واقعات حضرت عرفانی صاحبؓ کو اپنے اخبار میں محفوظ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں آپ حضرت مصلح موعودؓ کے قافلہ میں شامل ہو کر یورپ تشریف لائے۔ اس کے بعد پھر آپ دوبارہ بھی انگلستان آئے۔ اس دوسرے سفر کے دوران آپ نے یہاں کے بعض حالات و واقعات اور ذاتی تجربات و مشاہدات پر مشتمل ایک ذاتی خط مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؓ ایڈیٹر ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز کو تحریر فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب نے اس خط کے بعض حصے جن سے آپ کی مبلغانہ سرگرمیوں پر خاص طور پر روشنی پڑتی ہے مئی ۱۹۲۶ء کے ریویو میں بعنوان "دانشمند مشرق۔ مغرب میں" کے عنوان سے شائع کر دئے۔ حضرت عرفانیؓ صاحب کی نظر سے جب یہ شمارہ گزرا تو آپؓ نے اس سلسلہ میں باقاعدگی سے کچھ مضامین ریویو آف ریلیجنز کو بھجوائے جن میں اُس وقت کے انگلستان کے حالات کے گہرے تجزیہ کے علاوہ بہت دلچسپ تبلیغی مباحثات کا بھی ذکر ہے۔ آپ کا سادہ، پر حکمت اور دلنشیں اندازِ تبلیغ آج کے داعیان الی اللہ کے لئے بھی بہت سے فائدے اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہم حضرت عرفانی صاحبؓ کے ریویو آف ریلیجنز میں شائع شدہ ان مضامین کے بعض حصے قارئین الفضل انٹرنیشنل کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قارئین ان سے کئی رنگ میں محظوظ ہونگے اور علمی اور روحانی ہر لحاظ سے فائدہ اٹھائیں گے۔ —— (مدیر)

"حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم سلسلہ احمدیہ میں اخبار نویسی کے پیشرو ہیں۔ آنے والی نسلوں میں بے شک بڑے بڑے قابل ایڈیٹر اور اخبار نویس ہونگے مگر اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّم، شیخ صاحب کو جو شرف حاصل ہے اس کو پہنچنا دشوار ہے۔ ایک چھوٹے سے گاؤں میں اخبار کا اجراء اور پھر اس کا مذاق جماعت میں پیدا کر دینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس قدسیہ کی طفیل ہے۔

شیخ صاحب ذاتی طور پر بھی عجیب و غریب انسان ہیں۔ ہمارے تو جب سے قویٰ انحطاط پذیر ہوئے اور صبح پیری نمودار ہونے لگی ہمت قاصر ہو گئی لیکن شیخ صاحب نے بوڑھے ہو کر حیات تازہ پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی ہمراہی میں لنڈن سے ہو کر آئے تو ایک روز حسب معمول اپنے بر آمدے پر ایک ٹوٹی پھوٹی آرام کرسی پر بیٹھے اپنی مشہور و معروف قلم و دوات سے لکھ رہے تھے جسے غالباً گزشتہ ۲۵ سال سے بدلنے کی نوبت نہیں آئی۔ فرمانے لگے مَیں پھر یورپ جانا چاہتا ہوں اور ایک آزاد سیاحت کروں گا خصوصاً اسلامی ممالک میں۔ مَیں اس وقت یہ بات محض تخیل کا تموج سمجھا لیکن آج کیا دیکھتا ہوں کہ سچ مچ شیخ صاحب وہاں جا پہنچے۔ گو آپ کسی اور سلسلہ میں گئے مگر ایک مخلص اور پرجوش احمدی کیونکر مشغلہ تبلیغ چھوڑ سکتا ہے، وہاں بھی آپ اس فرض سے غافل نہیں۔ چنانچہ چند پیرے آپ کے ایک پرائیویٹ مکتوب کے درج ذیل ہیں جس سے شیخ صاحب کی مبلغانہ سرگرمیوں کا کچھ علم ہو سکے گا۔ گو مجھے خوف ہے ان سطور کی اشاعت کا حق حاصل بھی ہے یا نہیں کیونکہ چٹھی کمال بے تکلفی سے مختلف حالات پر مشتمل ہے اور اس ارادہ سے لکھی ہوئی نہیں معلوم ہوتی کہ اس کا کوئی حصہ پبلک میں آئے گا۔ مگر مَیں اکیلا اس شادکامی سے بہرہ اندوز ہونا بخل خیال کرتا ہوں۔ اور اسے پریس میں دیتا ہوں"۔ (ایڈیٹر)

......☆......☆......☆......

حضرت خلیفۃ المسیح کے قدوم کا اثر

مَیں دیکھتا ہوں کہ مغربی ممالک ایک عظیم الشان انقلاب کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اور جب سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان ممالک سے ہو کر گئے ہیں ایک زبردست تحریک انقلابی جاری ہے۔ ہر قسم کے انقلاب کی رو چل رہی ہے۔ مَیں گھنٹوں اسی فکر میں ہائیڈ پارک کے اس مقام پر کھڑا ہو کر غرق رہتا ہوں جہاں آزادی تقریر اور فصاحت کا دریا بہ رہا ہے۔ مختلف پلیٹ فارم مذہبی، معاشرتی، اقتصادی، ملکی حیثیت سے انگلستان کی کایا پلٹ دینے کے لئے اپنا زور لگاتے ہیں۔ مجھے ایک عرصہ سے اپنے خاص بے ڈھنگے لباس میں دیکھنے والے بعض سنجیدہ مزاج اور ہر طبقہ کے میرے پاس آ جاتے ہیں۔ وہ مجھے کبھی کبھی مشرق کا دانشمند بھی کہہ دیتے ہیں۔ مَیں اپنی دانش و بینش کو خوب جانتا ہوں۔ غرض ان سے سلسلہ کلام عجیب و غریب ہوتا ہے اور مَیں نہیں جانتا کہ کس طرح پر عجیب و غریب خیالات مَیں ظاہر کر لیتا ہوں۔ مَیں ان سے پوچھتا ہوں کہ تم ان پلیٹ فارموں کو سن کر کیا سمجھتے ہو کہ انگلستان کیا ہوگا کم از کم اس کا آئندہ مذہب کیا ہوگا؟

اکثر کہتے ہیں کہ انگلستان کا آئندہ مذہب یہ عیسائیت تو نہیں ہو سکتی یہ تو اب بھی مذہب کے طرز پر نہیں قومیت کے رنگ میں ہے۔ اگر انگلستان نہیں، یورپ نے کوئی مذہب اختیار کیا تو وہ سیدھا سادہ مذہب ہوگا جس میں نہ عورت کا بیٹا خدا ہوگا اور نہ کسی کے خون سے کوئی نجات پانے کا اصول پیش کرے گا۔

بعض کہتے ہیں کہ انگلستان اور یورپ کی بعض دوسری قوموں کی حالت رومن امپائر کی سی ہو گئی ہے۔ کوئی اور گبن پیدا ہوگا جو اس کے فال (زوال) پر کہے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ اب ہماری نظر مشرق پر ہے۔ غرض لوگوں کے اندر ہی اندر تبدیلی اور تیاری ہو رہی ہے۔ جب اس قوم میں کسی مذہبی انقلاب کا دور آئے گا تو یکدفعہ ہو جائے گا۔

انگلستان میں شوق تبلیغ

تبلیغ کا جس قدر شوق ان لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ کاش ہم حاملان حق و صداقت میں اسکا ۱۰۰۰/۱ حصہ بھی ہوتا۔ مَیں نے مردوں اور بوڑھی عورتوں کو دیکھا ہے سخت سردی، بارش اور تیز تند ہوا میں بجلی کا چھوٹا سا لیمپ ہاتھ میں لئے ہوئے عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ وہ پیشہ ور واعظ نہیں بلکہ انفرادی طور پر اپنے فرض مذہبی کو ادا کر رہے ہیں۔ عجیب عجیب واقعات پیش آتے ہیں۔ میری کہانی بڑی دلچسپ اور مزیدار ہو گی اگر لکھنے کی توفیق ملی ورنہ اس کا لطف اٹھا کر ساتھ لے جاؤں گا۔

ایک بوڑھے عیسائی سے گفتگو

ایک نہایت سنجیدہ مزاج مُسِن عیسائی نے مجھے عیسائی پلیٹ فارموں کے گرد ہمیشہ دیکھتے ہوئے ایک روز مجھ سے نہایت محبت و اخلاص کا اظہار کیا۔ وہ بڑا پکا اور کٹر عیسائی تھا۔ اور مجھے لندن کے ایک دوسرے حصہ میں اپنے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے بڑی منت اور زور سے خواہش کی۔ مَیں نے پوچھا کہ وہاں کیا ہوگا۔ کہا کہ وہاں ہم چند لوگ مل کر جلسہ کیا کرتے ہیں اور خداوند کا کلام سناتے ہیں۔ آپ کو بھی بہت محبت ہے آپ وہاں چلیں۔ مَیں نے تجاہل عارفانہ کے طور پر پوچھا کہ کیا فائدہ ہوگا؟ کہا کہ: 'نجات کا راستہ بتائیں گے'۔ 'نجات کس طرح ملتی ہے؟ مسیح کے خون سے؟' مَیں نے کہا یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے کہ خون کو کسی گندگی کے صاف کرنے سے کوئی نسبت طبعی نہیں ہے۔ اگر سفید کپڑے پر خون کا داغ پڑ جاوے تو وہ خون آلود اور غلیظ ہو جاتا ہے۔ پھر گناہوں سے نجات اور دل کی طہارت کو اس سے کیا تعلق؟ کیا کبھی آپ نے گندگی کو دور کرنے کے لئے خون میں ہاتھ ڈالا ہے؟ مَیں نے اس کو وضاحت سے بیان کیا تو حیران ہو کر کہنے لگا تو معلوم ہوا کہ آپ کو خداوند سے محبت نہیں ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تمہارے خداوند سے ناواقف ہوں۔ جو غیر طبعی باتیں بتائے وہ ماننے اور محبت کے قابل نہیں ہوتا۔ تم مجھے پہلے یہ سمجھا دو کہ خون کو طہارت کے ساتھ طبعی تعلق ہے؟ خون آلود ہاتھوں سے تو آدمی جیل چلا جاتا ہے۔ حیران ہو کر کہنے لگا کہ پھر تم کیا کہتے ہو۔ مَیں نے کہا میرے نزدیک نجات کا نیچرل تعلق پانی کے ساتھ ہے۔ پانی ہر غلاظت کو ہر دفعہ دور اور صاف کر دیتا ہے اور یہی طبعی تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ ہر گند پانی سے دور ہوتا ہے۔ دل کی طہارت کو بھی پانی ہی صاف کرتا ہے اور یہ پانی آنکھ کے راستہ سے بہایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح کی نجات بھی اسی آنکھ کے پانی سے ہوئی۔ بِدُمُوْعٍ جَارِيَةٍ۔ اس نے دعا کی اور بچ گیا۔ یہ حقیقی توبہ کے چشمہ سے آتا ہے۔ دل کو ہلکا کرتا ہے، غم و فکر کی حالت میں بھی دو چار آنسو قلب کو ہلکا کر دیتے ہیں۔ جب انسان خدا کے حضور روتا ہے تو قلب صاف ہو جاتا ہے اور جو زنگ اور سیاہی اس پر آ جاتی ہے وہ دھل جاتا ہے۔ غرض مَیں نے اس پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ اکثر لوگ میرے مذاق کے اکٹھے ہو گئے۔ مَیں کہہ دیتا ہوں کہ تمہاری زبان پر حکومت نہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ تم بہت اچھا بولتے ہو۔ مَیں نہیں جانتا، مجھے تو شبہ معلوم ہوتا ہے مگر ہاں اتنا ہے کہ اب خیالات کسی قدر جرأت سے ظاہر کر لیتا ہوں۔ بہر حال یہ لوگ باوجود تمام قسم کی عیاشیوں کے اپنے قومی مذہبی جوش سے لبریز بھی نظر آتے ہیں اور یہ جوش ہی ان کو حقیقت کی طرف لے آئے گا۔

مذہب میں مِسٹری (Mistery) نہیں ہوتی

مَیں اٹالین پڑھ رہا ہوں وہاں بھی بڑی مزیدار گفتگوئیں ہو جاتی ہیں۔ ایک دن واحد و جمع کے قواعد کا سبق تھا۔ خدا کے واحد اور جمع کا بھی ذکر آ گیا۔ معلّمہ نے کہا کہ یہ کافروں کا عقیدہ ہے کہ ایک سے زیادہ خدا ہیں مگر گرامر کے قاعدہ کے موافق اس کی بھی جمع تو ہو گی۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو اس کی جمع کبھی نہیں بناؤں گا اور نہ پڑھوں گا۔ مَیں ایک خدا کو مانتا ہوں۔ جماعت میں ایک سناٹا سا ہو گیا۔ طالبعلم مردوں اور عورتوں نے معلّمہ کو کہا کہ ہم بھی تو ایک خدا کو مانتے ہیں۔ مَیں نے کہا تم سب غلط کہتے ہو۔ باپ، بیٹا، روح القدس کو خدا مان کر ایک کس طرح بناؤ گے، مجھ کو سمجھا دو۔ کون سمجھاتا۔ حیران سے ہو کر کہنے لگے کہ مِسٹری (Mistery) ہے۔ مَیں نے کہا مذہب میں مِسٹری نہیں ہوتی۔ مذہب دنیا میں صداقت پھیلانے کو آتا ہے اور سچے علوم دنیا کو دیتا ہے۔ مسٹریز ہمیشہ بدترین اخلاق اور منصوبوں میں ہوتی ہیں۔ جس قدر علوم دنیا میں ظاہر ہوئے ان میں کیا کوئی مسٹری ہے؟۔ تعجب ہے تم سائنس کے زمانہ میں ہو کر یہ کہتے ہوئے شرمندہ نہیں ہوتے۔ تمام ایجادات کیا ظاہر کر رہی ہیں کہ سچے علوم روز نہیں ہوتے۔ پھر اگر کوئی عقیدہ جس کو مان کر نجات ہوتی ہے بطور مسٹری دنیا میں پیش کیا جاوے تو اس سے بڑھ کر جہالت کیا ہو گی۔ غرض بہت لطف آتا ہے"۔

(ریویو آف ریلیجنز ماہ مئی ۱۹۲۶ء)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹر نیشنل احمدیت کی صداقت کا عالمی گواہ

نصیر احمد قمر

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹر نیشنل ایک عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو عطا کی ہے۔ یہ وہ واحد مسلم ٹی وی چینل ہے جو ساری دنیا میں روزانہ چوبیس گھنٹے اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کو پیش کرتا ہے۔ رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہونے والی تعلیم کے فیض سے اس ٹی وی چینل کی نشریات عالمی نشریات ہیں اور اس کے پروگرام عالمی پروگرام۔ یہاں سے وہی اسلام پیش کیا جاتا ہے جو عالمی دین ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور رحمت کا باعث ہے۔ایم ٹی اے انٹر نیشنل کے سارے پروگرام غیر جانبدار، کامل عدل وانصاف اور سچائی و راستی پر مبنی ہیں۔ان میں کسی قسم کا تصنع اور بناوٹ یا جھوٹ یا مداہنت کی کوئی آمیزش نہیں۔ہم کہہ سکتے ہیں کہ نورِ محمدیؐ کے فیض سے MTA نہ مشرقی ہے نہ مغربی بلکہ یہ ابدی صداقتوں کو پھیلانے والا اور فطرت انسانی کو اپیل کرنے والا ایک عالمی چینل ہے۔کُل عالم کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے ایم ٹی اے کو عظیم الشان خدمت کی سعادت حاصل ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ مسلمہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات ، خطابات ، درس القرآن ، مجالس سوال و جواب سب کے سب عالمی حیثیت رکھتے ہیں اور تمام دنیا آپ کی مخاطب ہوتی ہے۔عالمی خطبہ جمعہ ، عالمی جلسہ سالانہ ، عالمی بیعت ، عالمی سجدہ تشکر ، عالمی نعرے ، عالمی دعائیں ، عالمی درس القرآن ، عالمی مجالس عرفان غرضیکہ ہر چیز میں عالمی وحدت کے نظارے ایم ٹی اے پر دیکھنے میں آتے ہیں اور خلافتِ احمدیہ حقیقی معنوں میں کُل عالم کے سعید فطرت مسلمانوں کے دلوں پر حکمرانی کررہی ہے۔ ساری دنیا کے احمدی باوجود رنگ و نسل اور زبانوں کے اختلاف کے ایک ہی رنگ میں ، جو رنگِ تقویٰ ہے ، نشوو نما پارہے ہیں اور باوجود ہزار ہا میل کے فاصلوں کے ان کے دل وحدت ایمانی سے اس طرح مربوط ہیں گویا بنیان مرصوص ہوں۔

اس کُنبے میں سب کی خوشیاں سانجھی ہیں
ایک ہو خوش تو لاکھوں چہرے کھلتے ہیں
بانٹتے ہیں ہم سارے غم اک دُوجے کے
ایک کو دکھ ہو لاکھوں کے دل دُکھتے ہیں .

سارے عالم اسلام میں کوئی اور جماعت ایسی نہیں جو حقیقت میں عالمی جماعت کہلا سکے۔نہ ان کا کوئی عالمی امام ہے، نہ ان کی فکرو نظر میں وحدت ہے اور نہ عملی طور پر اتفاق واتحاد۔ بلکہ ان کی کیفیت ان پراگندہ و منتشر بھیڑوں کی سی ہے جن کا کوئی نگران نہ ہو اور خونخوار بھیڑیئے جب چاہیں اور جس بھیڑ کو چاہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیں۔

یوں تو کہنے کو دنیا بھر میں پچاس سے زائد مسلم حکومتیں موجود ہیں اور ان میں سے بعض بہت وسیع خزانوں اور وسائل کی مالک ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی عالمگیر مسلم ٹیلی ویژن قائم کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ ان ممالک میں بیسیوں ٹی وی چینل جاری ہیں لیکن کوئی ایک بھی نہیں جسے فی الواقعہ مسلم ٹی وی کہا جاسکے۔اگر یہ سعادت حاصل ہوئی ہے تو دنیوی لحاظ سے ایک نہایت کمزور اور غریب جماعت کو جس کے پاس نہ تو کوئی معدنی خزائن ہیں ، نہ تیل کی دولت ، نہ حکومت اور اقتدار۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے جو زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے۔ اور اُس نے اِس جماعت کو اس لئے قائم فرمایا ہے کہ تا ساری نوع انسانی کو دین محمد ﷺ پر جمع کرکے امت واحدہ میں تبدیل کرے۔ سو اُس نے محض اپنے فضل سے اور اپنی تقدیر خاص سے عالمگیر مسلم ٹیلی ویژن کے اجراء کی توفیق اس جماعت کو عطا فرمائی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔

قرآن وحدیث میں اور اُمّت مسلمہ کے صلحاء و بزرگان کی پیشگوئیوں میں بڑی صراحت سے ایسے اشارے موجود ہیں کہ مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ایسے سامان مہیا فرمائے گا جن سے کام لے کر وہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کریں گے۔ مثلاً بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ :"ایک منادی آسمان سے آواز دے گا جسے ایک نوجوان لڑکی پردے میں رہتے ہوئے بھی سنے گی اور اہلِ مشرق و مغرب بھی سنیں گے"۔(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۸۵ از ملا محمد باقر مجلسی۔داراحیاء التراث العربی۔بیروت)

حضرت امام باقر (وفات ۱۱۴ھ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"ہمارے امام قائم جب مبعوث ہونگے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھادے گا یہانتک کہ یوں محسوس ہوگا کہ امام قائم اور ان کے درمیان فاصلہ ایک برید (یعنی ایک سٹیشن) کے برابر رہ گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ امام ان سے بات کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور ساتھ دیکھیں گے جبکہ امام اپنی جگہ ہی ٹھہرا رہے گا"۔

(بحار الانوار جلد ۵۲۔صفحہ نمبر ۳۳۶)

حضرت امام جعفر صادق (وفات ۱۴۸ھ) کی پیشگوئیوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ مومن جو امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہوگا اور اسی طرح جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہوگا۔(بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۹۱)

حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے تحریر فرمایا کہ :"بیعت کے وقت آسمان سے ان الفاظ میں آواز آئے گی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی آواز سنو ، اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص و عام سنیں گے"۔(قیامت نامہ صفحہ نمبر ۴، شاہ رفیع الدین۔مطبع مجتبائی دہلی)

یہ اور اس قسم کی اور بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو اسلامی لٹریچر میں موجود ہیں۔اس کے علاوہ انجیل میں بھی مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے وقت وحدت اقوام اور آسمانی پیغام کی عالمی اشاعت کا تذکرہ موجود ہے۔ ان پیشگوئیوں میں آواز کے آسمان سے اترنے اور یکساں طور پر سب لوگوں کو پہنچنے اور اہل مشرق و مغرب کا اپنی اپنی جگہ پر رہتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنے کا جو تذکرہ ہے اس میں اس عالمی مواصلاتی نظام کی طرف بلیغ اشارہ ہے جو آج کی دنیا میں سیٹلائٹ کمیونیکشن ، فون ، فیکس ، انٹرنیٹ اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی صورت میں معروف و مشہور ہے۔

پھر یہی نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کو ایسے وسائل مہیا ہونے کی پیشگوئیاں پہلے بزرگان نے کیں بلکہ خود حضرت اقدس مسیح موعود اور الامام المہدی علیہ السلام کو بھی الہامات اور رؤیا و کشوف میں ایسی خبریں دی گئیں۔

آج سے سو سال قبل ۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو مسجد مبارک قادیان میں حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے عصر کی نماز سے قبل اپنے اصحاب کو ایک رؤیا سنائی جس میں ذکر فرمایا کہ :

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرے کے گول۔اور اس قدر بڑا ہے جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر اور میں اس پر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارے پر تھے۔ میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں۔اور میرے خدا کا فضل اُن سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے۔ نہ ہاتھ ، نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے اِدھر اُدھر تیر رہے ہیں"۔

(ملفوظات جلد دوم۔ جدید ایڈیشن صفحہ ۵۶۹۔۵۷۲)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی سو سال قبل کی یہ رؤیا آپ کے مقدس خلیفہ رابع کے مبارک دور میں بڑی شان کے ساتھ ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری ہوکر کُل عالم میں آپ کی صداقت کو ثابت کررہی ہے۔ ہوا کے دوش پر آپ کی شبیہ مبارک اور آپ کا مقدس پیغام ڈش انٹینا کے ذریعہ ساری زمین پر نازل ہورہا ہے اور گویا شش جہات اس آواز سے گونج رہے ہیں کہ

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیحُ جَآءَ الْمَسِیحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

کوئی کہہ سکتا ہے کہ اور بھی بعض ٹی وی چینلز ایسے ہیں جن پر "اسلامی" پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ لیکن قطع نظر اس کے کہ وہ کس حد تک اسلامی ہیں ، اور وہ اسلام کے کسی خاص محدود فرقہ کے نقطہ نظر کو ہی پیش کرنے والے ہیں ، اور وہ عالمی حیثیت بھی رکھتے ہیں یا نہیں ، اصل بات جو نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ الٰہی نوشتوں اور بزرگان سلف کی پیشگوئیوں میں ایسے ذرائع کا خاص طور پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے مہیا ہونے کا ذکر ہے اور مقصد یہ ہے کہ تا وہ اِن سے کام لے کر اسلام کی عالمگیر تبلیغ کی مہم چلائیں۔ آج روئے زمین پر مسیح موعود اور الامام المہدی ہونے کا مدعی صرف ایک ہی وجود ہے یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ آپ ہی کے متعلق یہ وعدہ ہے کہ آپ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کریں گے اور حکم و عدل بن کر اختلافات کو دور کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ پھر یہ صرف آپ ہی کا وجود گرامی ہے جس نے ان سب ایجادات کے متعلق یہ دعویٰ کیا کہ یہ سب سامان خدا تعالیٰ نے میرے لئے مہیا فرمائے ہیں اور آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ اور قوی دلائل کے ساتھ ان باتوں کو اپنی صداقت کے ثبوت میں بطور نشان پیش فرمایا۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں:

"قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے اور احادیث صحیحہ اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہوجائیں گے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ﴿وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ اور حدیث صحیح میں ہے وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا...... اسی طرح نہروں کا نکالے جانا ، چھاپے خانوں کی کثرت اور اشاعت کتب کے ذریعوں کا عام ہونا اسی قسم کے بہت سے نشان ہیں جو اس زمانے سے مخصوص تھے اور وہ پورے ہوگئے ہیں"۔

(الحکم ۱۷ر ستمبر ۱۹۰۴)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

"﴿وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ بھی میرے ہی لئے ہے...... پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کردیئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان ، کاغذ کی کثرت ، ڈاکخانوں ، تار ، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بڑھا رہی ہیں۔ کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہورہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں۔ اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہم کو نہیں ملتی"۔

(الحکم ۳۰ر نومبر ۱۹۰۲ء)

نیز فرمایا:"یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے وسائل پیدا کردیئے ہیں کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور ﴿وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کا مقابلہ ہو اور ان میں ایک ہی سچا ہوگا اور غالب آئے گا"۔ (الحکم ۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

پس مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA) انٹر نیشنل کا جماعت احمدیہ کو عطا ہونا خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے اور اس کی خاص تقدیر ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے کے متعلق اپنے یکم اپریل ۱۹۹۶ء کے خطاب میں فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا کہ 'میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' دیکھو کس شان سے پورا فرمایا ہے...... یہ نظام خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور اس الہام کی برکت ہے نہ کہ ہماری کوئی شوخی...... ہم اپنی عاجزانہ کوششیں جو اس راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی توفیق عطا ہونا ہی خدا کا بڑا انعام ہے...... یہ سارے کاروبار اللہ کی تقدیر کے کاروبار ہیں ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ﴾ کا وعدہ ہے جو اللہ نے حضرت محمدؐ رسول اللہ سے فرمایا اور فرمایا کہ ایسا کاروبار جو تیرے ہاتھ سے جاری ہو رہا ہے خدا ہی اس کا نگران ہے۔ خدا ہی اس کا ولی ہے۔ خدا ہی وکیل ہے جو تمام طاقتیں رکھتا ہے۔ ہر بات کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ کارساز ہے۔ وہی ہے جو یہ کام بنائے گا اور یہ آخری اٹل وعدہ ہے جو ہرگز مٹایا نہیں جاسکتا ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ﴾۔ تاکہ محمدؐ رسول اللہ اور آپؐ کے پیغام کو تمام دنیا کے ادیان پر غالب کر دے"۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے انٹر نیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے آغاز کے موقع پر یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو اپنے تاریخ ساز اور روح پرور خطاب میں یہ وجد آفرین اعلان بھی فرمایا تھا کہ:

"آج کے بعد انشاء اللہ ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر روشن تر دن ایم ٹی اے پر نمودار ہوگا"۔

یہ بشارت جس پُر شوکت انداز میں ہر روز پوری ہو رہی ہے آج ایک عالم اس کا گواہ ہے۔

وہ لوگ جو سیٹلائٹ ٹی وی سسٹم سے متعلق معمولی سا علم بھی رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ بہت ہی محنت طلب اور بہت ہی مہنگا کام ہے اور اس کے لئے بہت سے فنی ماہرین کی ضرورت ہے۔ بڑے بڑے تجارتی ادارے اور حکومتیں بھاری اخراجات کر کے سیٹلائٹ چینل جاری کرتی ہیں۔ لیکن ان کی غرض دولت کمانا ہوتی ہے۔ ان کے پروگرام دنیاداروں کے رجحانات کے مطابق ہوتے ہیں۔ فرضی ڈرامے، لغو بیہودہ فلمیں، ناچ گانے اور ہر قسم کے گند بھی ان ٹی وی چینلز پر دکھائے جاتے ہیں۔ کثرت سے اشتہار بازی ہوتی ہے اور اکثر ٹی وی چینلز کے پروگرام لوگوں کو خریدنے پڑتے ہیں۔ مگر یہ ایم ٹی اے ایک ایسا ٹی وی چینل ہے جو ہر قسم کی بیہودگیوں سے پاک ہے، جو نوع انسان کو پستی سے اٹھا کر انسانیت کے کمال تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اسے بااخلاق اور باخدا انسان بننے کی راہیں دکھاتا ہے۔ اور بغیر کسی دنیوی طمع کے، بغیر کسی حرص کے، بغیر کسی مالی منفعت کے، سراسر بے غرض اور بے لوث خدمت کی راہ سے گویا پکار پکار کر لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ ۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے انٹر نیشنل اپنے پروگراموں کی افادیت اور صاف ستھری اور معیاری نشریات کی وجہ سے سیٹلائٹ چینلز کی دنیا میں خاص عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا بی بی سی ٹیلی ویژن نے ایم ٹی اے پر ایک خصوصی پروگرام نشر کیا اور اس میں خاص طور پر اس امر کا ذکر کیا کہ یہ ٹیلی ویژن تجارتی بنیادوں پر نہیں بلکہ بے لوث خدمت کے جذبہ سے کام کر رہا ہے۔ اس کے تمام اخراجات احمدیہ مسلم جماعت کے افراد طوعی قربانی کے ذریعہ برداشت کرتے ہیں۔ انہیں کسی سیاسی یا سماجی تنظیم یا ادارہ یا حکومت وغیرہ سے کوئی مدد نہیں ملتی۔ مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئرمین ایم ٹی اے بورڈ نے خاکسار کو بتایا کہ گزشتہ دنوں ایک بینک کے افسران ایم ٹی اے دیکھنے آئے۔ جب انہیں بتایا گیا کہ یہاں اس میں کام کرنے والے ۹۸ فیصد افراد رضاکارانہ خدمت بجالا رہے ہیں اور ان میں ٹیکسی ڈرائیور بھی ہیں، طالب علم بھی، بزنس مین بھی اور وکیل بھی تو وہ بہت حیران ہوئے۔ انہیں یہ سب کچھ دیکھ اور سن کر یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ آج کی مادہ پرست دنیا میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو اس جوش اور جذبہ اور اخلاص اور محنت کے ساتھ بے لوث کام کرنے والے ہیں کہ باوجود باقاعدہ پروفیشنل مہارت کے نہ ہونے کے چوبیس گھنٹے عالمی ٹی وی چینل چلا سکتے ہیں۔ لیکن یہ تو ایک زندہ حقیقت ہے اور صداقت احمدیت کا روشن اعجاز۔

شاید بہت کم احباب کو علم ہوگا کہ پاکستان کا ٹیلی ویژن جو ۱۹۶۴ء میں شروع ہوا تھا اور جس کے پیچھے حکومت کی پوری طاقت اور مشینری اور تمام وسائل ہیں اس کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز ایم ٹی اے انٹر نیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے آغاز کے بھی دو دن بعد ہوا تھا۔ اور اس کے باوجود پاکستان کے ٹی وی کو انٹر نیشنل نہیں کہا جاسکتا۔

احمدیت کے مخالف مُلّاں تو حسد اور جلن کی وجہ سے ایم ٹی اے کے خلاف جو منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں مگر آسمان پر تھوکنے والے کا اپنا منہ ہی گندا ہوا کرتا ہے۔ جب ایم ٹی اے کا آغاز ہوا تو انہی دنوں کی بات ہے پاکستان کے ایک مولانا تقی عثمانی صاحب نے ٹی وی کے متعلق فتویٰ دیا کہ:

"شر کی چیز سے خیر نہیں پھیل سکتی اور یہ سنت کے بھی خلاف ہے کیونکہ اللہ کو نبیوں والا طریق پسند ہے"۔

اس پر ایک اور مولوی یوسف لدھیانوی صاحب نے گرہ لگائی کہ: "مولانا نے صحیح فرمایا ہے۔ ٹی وی، وی سی آر اور ڈش انٹینا نَجَسُ الْعَيْن ہیں۔ ان کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی توقع رکھنا خوش فہمی ہے۔ یہ شیطان کے ایجاد کردہ آلات ہیں۔ ان کے ذریعہ شیطانیت تو پھیل سکتی ہے اور پھیل رہی ہے۔ ان کے ذریعہ نیکی پھیل جائے؟ ناممکن ہے"۔

(روزنامہ جنگ کراچی یکم نومبر ۱۹۹۲ء)

مولوی صاحب نے نَجَسُ الْعَيْن کی اصطلاح بھی خوب نکالی اور دلیل بھی خوب دی کہ ان کے ذریعہ صرف شیطانیت پھیل سکتی ہے۔ شاید مولوی صاحب بھول گئے کہ لاؤڈ سپیکر، ٹیلی فون، فیکس، انٹرنیٹ، کیمرہ، ریل گاڑی، کار اور جہاز وغیرہ سب چیزیں بھی تو، ان کے کہنے کی رُو سے، "شیطان کے ایجاد کردہ آلات ہیں" لیکن مُلّاں لوگ ان سب کو بڑے شوق سے استعمال میں لاتے ہیں اور شاید اپنے مذکورہ اعتقاد کی رُو سے ہی وہ ان چیزوں کو (يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اور مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ کے مصداق) اکثر و بیشتر شیطانیت پھیلانے کے لئے ہی استعمال میں لاتے ہیں۔

جہاںتک نَجَسُ العَين کی اصطلاح کا تعلق ہے شاید اس جگہ اس حدیث نبوی کا ذکر نامناسب نہ ہوگا جس میں آنحضرت ﷺ نے کچھ نَجَسُ العَين لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔ کنزل العمال میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس (رہنمائی کی امید سے) جائیں گے تو دیکھیں گے کہ وہ تو بندر اور سؤر ہیں۔ اور ایک حدیث میں اس وقت کے علماء کا ذکر یوں ہے کہ وہ آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہوں گے۔ اسے کہتے ہیں نَجَسُ العَين۔

ہمارے سید و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر انسان میں شیطان اس طرح دوڑ رہا ہے جس طرح خون انسانی رگوں میں دوڑتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ کی رگوں میں بھی؟ فرمایا: ہاں، لیکن میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے۔

ہم بھی اُسی آقائے دوجہاں کے غلام مسیح الزمان کے ادنیٰ چاکر اور غلام ہیں۔ مولوی تقی عثمانی اور یوسف لدھیانوی اور ان کے ہمنوا مطلع رہیں کہ شیطان کے ایجاد کردہ یہ آلات ہمارے ہاں مسلمان ہو چکے ہیں اور شیطانیت پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ اسلام کے زندگی بخش اور پُر امن پیغام کی اشاعت اور ترویج کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ یہاں سے بیہودہ میوزک، رقص و سرود کی محفلیں، لچر فلمیں اور فتنہ و فساد اور دہشت گردی کی باتیں نہیں نشر کی جاتیں بلکہ یہاں تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی پاکیزہ تعلیمات کے تذکرے ہوتے ہیں اور حمد و نعت کے نغمے الاپے جاتے ہیں۔ "یہ روحانی عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا عالم ہے۔ یہ اسلام کا عالم ہے۔ خدائے واحد و یگانہ کے اس کلام کا عالم ہے جسے ہم قرآن کہتے ہیں اور اس قرآن کی برتری کے لئے، اس کی عزت اور وقار کو دنیا پر قائم کرنے کی خاطر یہ نظام جاری فرمایا گیا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹر نیشنل بڑے مستحکم قدموں کے ساتھ اور بڑی عزت اور وقار کے ساتھ کامیابیوں کی نئی منزلیں طے کرتے ہوئے وسعت پذیر ہے۔ اب جماعت کی مرکزی ویب سائٹ www.alislam.org پر بھی اس کی تمام نشریات براہ راست دیکھی اور سنی جاسکتی ہیں۔ یوں وہ تمام ممالک جہاں ڈش انٹینا کی سہولت ممکن نہیں تھی وہاں پر لوگ انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنے کمپیوٹر کی سکرین پر ایم ٹی اے کے تمام پروگرام براہ راست مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی رضاکاروں کی محنتوں سے اس کے پروگراموں میں بہت حسین تنوع اور عمدہ ریکارڈنگ اور خوبصورت پیشکش سے اس کے ظاہری حسن میں بھی نکھار آتا چلا جا رہا ہے۔

یہ درست ہے کہ ایم ٹی اے اللہ تعالیٰ کا خاص احسان اور خاص عطا ہے جو اس کی تقدیر خاص سے جماعت کو عطا ہوا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی غیر مستحق کو اپنے انعامات سے نہیں نوازتا۔ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى بھی اس کی تقدیر کا ایک حصہ ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم اپریل ۱۹۹۶ء کے خطاب میں اختصار کے ساتھ اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ وہ دن ہے جس کے انتظار میں ہم نے بہت کٹھن وقت گزارے۔ بہت محبت اور پیار اور خدا کے حضور التجاؤں کے ساتھ اس دن کی راہ میں آنکھیں بچھائیں اور دل بارہا اندیشوں میں دھڑکتا رہا۔ کیونکہ بارہا کئی قسم کے ابتلا درپیش تھے۔ کئی قسم کی ٹھوکریں راہ میں تھیں۔ لیکن ہر قدم پر، ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی تقدیر، اس کی حفاظت خاص نے ہمیں سنبھال لیا۔ اور جب کوئی راہ نہ پاتے تھے تو آسمان ہی سے وہ راہ اترتی تھی جس سے مستقبل کی امیدیں پھر جاگ اٹھتی تھیں اور آگے بڑھنے لگتی تھیں۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے مگر جماعت کی امانت ہے اور احمدیت کی تاریخ کا ایک حصہ ہے"۔

اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب کو خاص خدمت کی توفیق اور سعادت حاصل ہوئی۔ جب یہ کام ان کے سپرد ہوا تو وہ اس میدان سے کلیۃً نابلد اور ناآشنا تھے۔ خود حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"جب پہلی دفعہ میں نے ان سے بات کی تو یوں لگتا تھا جیسے دیوار سے بات کر رہا ہوں۔ کچھ بھی ان کو علم نہیں تھا کہ یہ کونسا مضمون ہے، کونسی دنیا ہے"۔

نصیر شاہ صاحب نے خاکسار کو بتایا کہ اس نظام کو جاری کرنے میں حضور ایدہ اللہ کی ذاتی توجہ،

باقی صفحہ نمبر ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

سو سال پہلے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ سے سال ۱۹۰۲ء کے بعض اہم ارشادات وواقعات

(مرتبہ: حبیب الرحمان زیروی)

ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں: ''میرٹھ سے احمد حسین شوکت نے ایک اخبار شحنہ ہند جاری کیا ہوا تھا۔ یہ شخص اپنے آپ کو مجدد السنة مشرقیہ کہا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں اس نے اپنے اخبار کا ایک ضمیمہ جاری کیا جس میں ہر قسم کے گندے مضامین مخالفت میں شائع کرتا اور اس طرح پر جماعت کی دلآزاری کرتا۔ میرٹھ کی جماعت کو خصوصیت سے تکلیف ہوتی کیونکہ وہاں ہی سے وہ گندہ پرچہ نکلتا تھا۔ ۲؍اکتوبر ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ جناب شیخ عبدالرشید صاحب جو ایک معزز زمیندار اور تاجر ہیں تشریف فرماتھے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ ضمیمہ شحنہ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش کردوں۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا:

''ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں''۔

جو لوگ اس گندے لٹریچر سے واقف نہیں وہ اس فیصلہ کی اہمیت سمجھ نہیں سکتے۔ مگر جنہوں نے اس کو دیکھا ہے وہ یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس شخص سے عدالت کے ذریعہ انتقام لیا جاتا تو عقلاً عرفاً اخلاقاً جائز ہوتا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز پسند نہ فرمایا''۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴)

......☆......☆......

ایک ہندو سادھو کی تواضع

''اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک ہندو سادھو کوٹ کپورہ سے آیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسلمانوں کے لئے تو کوئی خاص تردّد اور تکلیف نہیں ہو سکتی کیونکہ لنگر جاری تھا اور جاری ہے وہاں انتظام ہر وقت رہتا ہے لیکن ایک ہندو مہمان کے لئے خصوصیت سے انتظام کرنا پڑتا ہے اور چونکہ وہ انتظام دوسروں کے ہاں کرانا ہوتا ہے اس لئے اس کی مشکلات ظاہر ہیں۔ تاہم حضرت اقدس ہمیشہ ایسے موقعہ پر بھی پورا التزام مہمان نوازی کا فرماتے تھے۔ ۶؍اکتوبر کی شام کو اس نے حضرت اقدس سے ملاقات کی۔ آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ:

''یہ ہمارا مہمان ہے اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کردینا چاہئے۔ ایک شخص کو خاص طور پر حکم دیا کہ ایک ہندو کے گھر اس کے لئے بندوبست کیا جاوے۔ چنانچہ فوراً یہ انتظام کیا گیا''۔

(سیرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ ۱۴۲)

......☆......☆......

ایک غیر احمدی کی عیادت اور ایفائے عہد کی شان

''اگست ۱۹۰۲ء میں ایک قریشی صاحب بیمار ہو کر دارالامان میں حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح اوّلؓ سے علاج کرانے کے لئے آئے۔ انہوں نے متعدد مرتبہ حضرت کے حضور دعا کے لئے عرض کی۔ حضور نے دعا کا وعدہ فرمایا۔ ۱۰؍اگست ۱۹۰۲ء کی شام کو اس نے حضرت اقدس کی خدمت میں بتوسط حضرت حکیم الامت عرض کیا کہ مَیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر پاؤں کے متورم ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے خود اس کے مکان پر ۱۱؍اگست ۱۹۰۲ء کو جانے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ جب حسب معمول سیر کو نکلے تو خدام کے حلقہ میں اس کے مکان پر پہنچے تاکہ عیادت بھی ہو جاوے اور جو وعدہ خود آنے کا کیا تھا وہ بھی پورا ہو جائے۔ قریشی صاحب اس وقت اُس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے جہاں آج کل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نشست گاہ سے اندر جانے کی ڈیوڑھی ہے۔ یہ مکان جیون سنگھ جھیور کا کہلاتا تھا..........

حضرت اقدس اس مریض کے پاس تشریف لے گئے اور بطور عیادت استفسار مرض و دیگر حالات کرتے رہے اور آخر میں آپ نے اس کو مناسب طور پر تبلیغ فرمائی جو ان ہی ایام میں الحکم میں طبع ہو گئی تھی جیسا کہ مَیں نے اوپر کہا ہے کہ یہ واقعہ ایفاء عہد کی شان کو بھی لئے ہوئے ہے۔

(سیرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۷۱۔۱۷۲)

......☆......☆......

امریکہ سے پھول

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ 'ذکر حبیب' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''(قریباً ۱۹۰۲ء) امریکہ میں ایک لیڈی مِس روز (Miss Rose) نام تھی جس کے مضامین اُس ملک کے بعض اخباروں میں اکثر چھپا کرتے تھے۔ مَیں نے اس کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت شروع کی۔ اور اس کے خط جب آتے تھے مَیں عموماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ترجمہ کر کے سنایا کرتا تھا۔ اور ہماری مجلسوں میں اُسے مِس گلابو کہا جاتا تھا۔ ایک دفعہ مِس گلابو نے اپنے خط کے اندر پھولوں کی پتیاں رکھ دیں۔ حضرت صاحب نے انہیں دیکھ کر فرمایا: ''یہ پھول محفوظ رکھو کیونکہ یہ بھی يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔ یہ پھول اب تک میرے پاس محفوظ ہیں''۔

......☆......☆......

ایک یہودی عالم کی شہادت

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

ستمبر ۱۹۰۲ء میں ایک یہودی عالم عابد نام عاجز کی تحریک و تبلیغ سے قادیان آیا۔ اُسے حضرت مسیح ناصری کی قبر کشمیر کا نقشہ دکھایا گیا تو اس کی طرز بناوٹ پر غور کرتے ہوئے اس نے یہ رائے ظاہر کی کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل کی قبروں کے نمونہ پر ہے۔ یہ ایک شہادت ہے جو بنی اسرائیل کے ایک عالم نے دی۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس کو کشتیٔ نوح کے ساتھ منظم کیا جائے۔ یہ شہادت بہت مؤثر ثابت ہوگی۔ اور انشاء اللہ اس سے مفید نتائج پیدا ہونگے۔ ایک عام تحریک ہوگی۔ چنانچہ وہ عبارت کشتیٔ نوح میں درج ہے۔ اس کا حصہ عبرانی عاجز راقم نے کاپی پر لکھا تھا''۔

(ذکر حبیب صفحہ ۹۹)

......☆......☆......

سچی طلب ضروری ہے

حضرت مفتی صاحبؓ اپنی ڈائری سے ۱۹۰۲ء کے حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ارشادات درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''جو لوگ یہاں آکر رہتے ہیں ان میں بھی اگر سچی طلب اور سچی متابعت نہ ہو تو دیر تک رہنا بھی بے فائدہ ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ حق کو قبول کرے اور خداتعالیٰ کو سب باتوں پر مقدم کرلے.........

ایک بھاری پنڈ (گٹھڑی) اٹھائے ہوئے تم تنگ دروازے سے داخل نہیں ہو سکتے۔ پہلے اس پنڈ کو پھینکو، پھر اندر داخل ہو جاؤ۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ سچی توبہ کرے۔ خدا کے کلام کو سامنے رکھو۔ پاک چشمے سے پانی پیو۔ رزق کے واسطے بیفائدہ ٹکریں نہ مارو۔ رِزْقُكُمْ فِي السَّمَآءِ''۔

(ذکر حبیب صفحہ ۲۴۰)

......☆......☆......

روزہ کے خاص برکات ہوتے ہیں

فرمایا: ''مَیں بچپن سے روزے رکھنے کا عادی ہوں۔ ایک دفعہ بچپن میں روزہ رکھا، بیمار ہو گیا۔ مگر اس کے بعد ۲۹ روزے پورے رکھے، تکلیف نہ ہوئی۔ تب میرے لئے خوشی کی عید تھی۔ روزے کے خاص برکات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہر میوے میں جدا ذائقہ ہے ایسا ہی ہر عبادت میں جدا لذت ہے۔ ان عبادات میں روحانیت ہے جس کو انسان بیان نہیں کر سکتا۔ اگر شوق ہو، تو آلام اور تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ چاہئے کہ عبادت میں انسان کی روح نہایت درجہ رقیق ہو کر پانی کی طرح بہ کر خدا سے جا ملے''۔ (ذکر حبیب صفحہ ۲۲۳۔۲۲۴)

......☆......☆......

جماعت کی ترقی

فرمایا: ''ہماری جماعت کو چاہئے کہ نیکی میں فرشتوں کی طرح ہو جائے۔ خدا نے ان کے لئے ترقی کے بہت سامان رکھے ہیں۔ اور وعدہ کیا ہے کہ ﴿جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾۔ سب سے بہتر یہ جماعت ہے جس نے ہم کو دیکھا اور ہماری باتوں کو سنا۔ خدا کی طرف رجوع کر کے کوئی شخص ذلیل نہیں ہوتا۔ بدکاروں کی گالیاں تمہارے لئے کسی ذلت کا موجب نہیں۔ جو شخص سچے دل سے خدا کی طرف آتا ہے وہی حقیقی عزت حاصل کرتا ہے''۔

......☆......☆......

اَئِمَّةُ الْكُفْر آخر میں پکڑے جاتے ہیں

۱۷؍اپریل ۱۹۰۲ء بعد نماز مغرب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''طاعون کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اکثر غریب مرتے ہیں اور امراء اور ہمارے بڑے بڑے مخالف ابھی تک بچے ہوئے ہیں۔ لیکن سنت اللہ یہی ہے کہ ائمۃ الکفر آخر میں پکڑے جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے وقت جس قدر عذاب پہلے نازل ہوا ان سب میں فرعون بچا رہا۔ قرآن شریف میں بھی آتا ہے ﴿اِنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا﴾ یعنی ابتداء عوام سے ہوتی ہے اور پھر خواص پکڑے جاتے ہیں۔ اور بعض کے بچانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہوتی ہے کہ انہوں نے آخر میں توبہ کرنی ہوتی ہے۔ یا ان کی اولاد میں سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے''۔

(ذکر حبیب صفحہ ۲۹۳)

......☆......☆......

ہندو اسلام کی طرف متوجہ ہونگے

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طوفان وباء میں یہ ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کی طرف توجہ کرے گی۔ چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے آکر ہم سے کہا تھا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس رہا کریں گے۔ اور نیز دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں اور ایک دفعہ الہام ہوا ''ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری استتی گیتا میں موجود ہے''۔ رودر کے معنی نذیر اور گوپال کے معنے بشیر کے ہیں''۔ (ذکر حبیب صفحہ ۲۹۴)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

www.alislam.org

(ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ۔ سیکرٹری سمعی وبصری جماعت احمدیہ امریکہ)

یہ جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائٹ ہے جو جنوری ۲۰۰۱ء سے انٹرنیٹ پر قائم ہے۔ اس سائٹ کی ذمہ داری جماعت احمدیہ امریکہ کے سپرد ہے۔ مکرم امیر صاحب امریکہ کے زیرہدایت شعبہ سمعی و بصری جماعت احمدیہ امریکہ کے تحت رضاکارانہ خدمتِ دین کرنے والوں کی ایک ٹیم بڑی مستعدی سے اس ویب سائٹ کے سلسلہ میں مفوضہ امور انجام دے رہی ہے۔

اس ویب سائٹ کے مقاصد میں دنیا کو اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی بخشا اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری مواد کی فراہمی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اہم مفید اور اعلیٰ درجہ کے مواد کے لحاظ سے یہ ویب سائٹ تمام اسلامی ویب سائٹس میں منفرد و ممتاز حیثیت رکھتی ہے اور لوگ بڑی کثرت کے ساتھ حقیقی اسلام کی تعلیمات سے آگاہی کے لئے اس کی طرف رجوع کررہے ہیں۔ مثال کے طور پر ۲۰رمارچ ۲۰۰۲ء سے ۲۵راپریل ۲۰۰۲ء تک کے صرف ایک ماہ کے عرصہ میں ۳ء۲ ملین افراد نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

اس ویب سائٹ کے کئی حصے ہیں۔ آڈیو، وڈیو حصہ میں ایم ٹی اے کی براہ راست (Live) نشریات کے علاوہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطبات بھی مہیا ہیں۔

Ask Islam کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ساتھ سوالات وجوابات دیکھے / سنے جاسکتے ہیں۔ اسے مزید وسعت دی جارہی ہے اور جلد ہی انشاءاللہ "لقاء مع العرب" پروگرام میں پوچھے جانے والے سوال اور ان کے جوابات بھی اس پر مہیا ہونگے۔ اس کے علاوہ حضور انور کے فرمودہ خطبات، لقاء مع العرب اور سوال وجواب کی On Line کیٹلاگ بھی مہیا کی جائے گی۔

MTA کی نشریات کا ہفتہ وار پروگرام بھی آپ اس پر ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

اسی سائٹ کے ایک اور سیکشن میں مختلف اہم موضوعات مثلاً وفات مسیح اور ختم نبوت وغیرہ پر سوال وجواب بھی مہیا ہیں۔

زبانوں کے حصہ میں بنیادی زبان انگریزی ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت تک عربی، اردو، چینی، فرانسیسی، سپینش، رشین، سواحیلی میں بھی نہایت اہم اور مفید مواد میسر ہے۔

عربی رسالہ ماہنامہ التقویٰ اور ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کے علاوہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (اردو) کا انٹرنیٹ ایڈیشن بھی اس سائٹ پر ڈالا گیا ہے۔ جس میں احادیث نبوی، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خطبات جمعہ حضور انور ایدہ اللہ اور آپ کے خطابات، اہم مضامین، نظمیں، حاصلِ مطالعہ، الفضل ڈائجسٹ وغیرہ ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

اردو حصہ میں اس کے علاوہ بھی بہت سا نہایت مفید اور قیمتی مواد میسر ہے۔

قرآن کریم والے حصہ میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کے علاوہ مختلف زبانوں میں سورۃ فاتحہ کے تراجم ڈالے گئے ہیں اور جلد ہی انشاءاللہ One vol. Short Comentary (انگریزی) جو حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کی مرتبہ ہے وہ بھی On Line مہیا ہوگی۔

اہم شخصیات والے حصہ میں حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب، نوبل انعام یافتہ احمدی مسلمان سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ اور احمدی شہداء کی تصاویر و مختصر تعارف ڈالے گئے ہیں۔

بک سٹور والے سیکشن میں جو اکتوبر ۲۰۰۱ء سے کام کررہا ہے۔ آپ مختلف جماعتی کتب کے لئے آرڈر دے سکتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ آرڈر دے کر کتب منگوا رہے ہیں۔

حال ہی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جملہ کتب، مجموعہ اشتہارات اور ملفوظات کی جلدوں پر مشتمل روحانی خزائن کو دو عدد CDs پر برائے فروخت مہیا کیا گیا ہے۔ اور بڑی کثرت سے لوگ یہ خرید رہے ہیں۔ اس کی قیمت صرف ۲۰ر امریکن ڈالر ہے۔

یہ صرف اس ویب سائٹ کی ایک جھلک ہے اس سائٹ کو بہتر، دلکش اور User Friendly بنانے کے لئے بہت سے رضاکار دنیا بھر میں کام کررہے ہیں۔

ہماری خواہش ہے کہ دنیا کی تمام اہم زبانوں میں ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اس سائٹ پر پیش کریں۔ اس پر کام ہورہا ہے اور امید ہے کہ جلد ہی کئی مزید زبانوں میں اہم اسلامی لٹریچر اس سائٹ پر مہیا ہوگا اور یوں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت کی اس ویب سائٹ کو مفید و نتیجہ خیز خدمت کی توفیق ملے گی۔ کئی ایسے ممالک جہاں ہمیں تبلیغ کی آزادی حاصل نہیں ہے ان ملکوں کے لوگ اپنے گھر میں بیٹھ کر اس ویب سائٹ سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ اس پہلو سے اس کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔

احباب جماعت سے ان سب کارکنان کے لئے جو کسی بھی حیثیت میں اس سائٹ کو بہتر و مؤثر بنانے کے لئے خدمت کی توفیق پارہے ہیں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ نیز یہ کہ آپ خود بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اس کے متعلق بتائیں تاکہ اس کا دائرہ فیض تیزی سے بڑھتا اور پھیلتا چلا جائے۔

اس ویب سائٹ کو مزید بہتر، مفید اور خوبصورت و دلکش بنانے کے لئے اگر آپ کوئی تجویز دینا چاہیں تو ہمیں اپنی قیمتی آراء اور مشوروں سے ضرور نوازیں۔

خدا کرے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی دعاؤں و راہنمائی کی برکت سے اس ویب سائٹ کو عالمگیر غلبہٴ اسلام کی آسمانی مہم میں شاندار اور مثمر بثمرات حسنہ خدمات کی سعادت حاصل ہو۔

بقیہ: رسالہ "ریویو آف ریلیجنز"
دعوتِ اسلام کا صدسالہ عالمی سفیر
از صفحہ نمبر ۱۴

(سابق مولوی رحیم بخش صاحب)، حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب، حضرت ملک غلام فرید صاحب، قاضی محمد اسلم صاحب، حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی، خالد شیلڈرک، ڈاکٹر چوہدری میجر محمد شاہنواز خان صاحب، حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب مہر سنگھ بی۔اے، مبارک احمد صاحب فیولنگ، خانصاحب فرزند علی صاحب مجاہد انگلستان، صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ایم۔اے مجاہد امریکہ، مسٹر عبداللہ آرسکاٹ، صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز، چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی، حضرت چوہدری نعمت اللہ خان صاحب گوہر بی۔اے، چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ، حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، ڈاکٹر بدرالدین صاحب بورنیو، حکیم مولوی فضل الرحمٰن صاحب مجاہد نائجیریا، نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن، حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب، حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس خالد احمدیت، سیٹھ علی احمد الہ دین صاحب سکندر آباد، گیانی عباداللہ صاحب (سکھ لٹریچر کے سکالر)، چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔ اے۔ ایل۔ بی مجاہد سوئٹزرلینڈ، ظہور الدین صاحب بٹ وکیل، چوہدری محمد شریف صاحب باجوہ، مولانا نذیر احمد صاحب مبشر مجاہد گولڈ کوسٹ (غانا)، چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے، نائب ناظر تعلیم، حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ کپورتھلہ، مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی مجاہد نائجیریا و سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ۔

اس دور میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کی بلند پایہ اور معرکہ آراء تحریرات کے تراجم وسیع پیمانہ پر اشاعت پذیر ہوئے۔ بیرونی ممالک مثلاً جرمنی، ہالینڈ اور امریکہ سے مرکز احمدیت میں آنے والے سیاحوں کے بیانات وتاثرات، نومسلموں کے واقعات قبول اسلام، مسلمانان عالم کے مسائل مثلاً فلسطین وکشمیر، بیرونی مشنوں کی رپورٹیں نہایت باقاعدگی کے ساتھ زیب اشاعت ہوئیں۔ علاوہ ازیں میگزین خاص اہتمام اور کثرت سے اہم شخصیات اور تاریخی واقعات کی تصاویر سے مزین ہو کر ایک حسین مرقع بن گیا جس نے اس کی معنوی شان و عظمت کو دوبالا کردیا۔

جہاں حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات و تحریرات نے دنیا بھر کے افکار وخیالات پر گہرے اثرات ڈالے وہاں سلسلہ احمدیہ کے اہل قلم اور ریسرچ سکالر حضرات کے تحقیقی مضامین سے اسلام کے اس عالمی ترجمان کو دینی اعتبار سے ایک مستند انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس حقیقت کا حقیقی تصور تو رسالہ کے مضامین کا مطالعہ کرنے سے ہی ممکن ہے تاہم بطور نمونہ اس دور کے چند گرانقدر مقالوں اور علمی و دینی و تاریخی شہ پاروں کے چند عنوانات ملاحظہ ہوں:۔

اسلام میں خدا کا تصور، اسلامی عبادات، علم تعبیر رؤیا، ضرورت مذہب، اسلام کی تاریخ قدیم، اسلام کا نظام ازدواج، علم تصوف، حیات بعدالموت، نجات، ملائکہ، اسلامی نظام خلافت، اسلام اور صنف نازک، اسلام اور دیگر مذاہب، ذبیح حضرت اسماعیل تھے، سیرت خاتم النبیینؐ، حضرت بلالؓ، حضرت اسامہؓ، حضرت زیدؓ، کیا اسلام تلوار سے پھیلا؟، اسلام اور عالمی تعلقات، اسلامی پردہ، اسلام اور لیگ آف نیشنز، سائنس اور مذہب، تصوف اسلامی، عدم موالات اور اسلام، انسانیت کا محسن اعظم، اسلام اور انشورنس، اسکندریہ کی لائبریری، اسلام پیامبر امن و صلح، زبان عربی کے کمالات ومحاسن، اسلام کا قانون وراثت، اسلام اور شراب، عیسائیت کی اسلام کے خلاف بے بنیاد تعبیریں، حضرت مسیح کی بن باپ ولادت کا فلسفہ، حضرت مسیح کی صلیبی موت سے نجات، حواری تھوما کی قبر، پولوس اور مسیح، قبر مسیح، مسیح کی آمد ثانی، واقعہ صلیب اور جدید سائنس، تعارف بائبل، سوویت روس میں مذہب، سلسلہ احمدیہ کا تعارف، ذکر حبیب (مسیح موعود)، حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے، جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلم فرقے، حضرت مسیح موعود کا علمی اعجاز، سورج چاند گرہن کا آفاقی اور موعود نشان، حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور برٹش ایمپائر، سری کرشن مہاراج، وید، بدھ مت، گوروگرنتھ کی تدوین۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2-SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

جماعت احمدیہ کے خلاف ملاؤں کا طوفان بدتمیزی

احمدی مردوں کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا گیا

مسجد احمدیہ کا قیمتی سامان لوٹ لیا گیا۔ میناروں کو زمین بوس کرنے کے بعد مسجد کو نذر آتش کر دیا گیا

سید والا ضلع شیخوپورہ (پاکستان) میں احمدی مسلمانوں پر ظلم وستم کی درد انگیز داستان

(رشید احمد چوہدری - پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ)

۲۶ر اگست ۲۰۰۱ء، اتوار کا روز تھا، دنیا بھر کے احمدی مسلمان اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹر نیشنل جلسہ سالانہ جرمنی میں دئے جانے والے آخری خطاب کو سننے کے لئے بیتاب تھے۔ پاکستان میں بھی ہر چھوٹی بڑی جماعت اس انتظام میں مصروف تھی کہ حضور پرنور کے اس خطاب کو اجتماعی طور پر ایم۔ ٹی۔ اے کی وساطت سے سنا جاسکے۔ پاکستانی وقت کے مطابق خطاب شروع ہونے کا وقت آٹھ بجے شام کے لگ بھگ تھا۔ اسی لئے احباب جماعت اپنے اپنے کاموں سے فارغ ہو کر احمدیہ مساجد یا دیگر جگہوں پر وقت سے پہلے اکٹھا ہونا شروع ہو گئے تھے۔

دیگر جماعتوں کی طرح ضلع شیخوپورہ کی ایک نہایت چھوٹی سی جماعت "سید والہ" کے احباب مرد وزن بھی اپنی مسجد میں جمع تھے۔ خدا خدا کر کے انتظار کا وقت ختم ہوا اور ٹی وی سکرین پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر نمودار ہوئی۔ اپنے آقا کو اپنے سامنے دیکھ کر احباب جماعت خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ ان کے دل خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز تھے کہ ایم ٹی اے نے ہزاروں میل کی مسافت کو یک لحہ طے کر کے حضور پرنور کو ان کے قریب کر دیا۔ بعض کی آنکھوں سے شدت جذبات کی وجہ سے آنسو رواں تھے۔

ابھی جرمنی کے جلسہ کی آخری نشست کی کارروائی شروع ہوئے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ شیطان نے اپنے چیلوں کو تحریک کی۔ قصبہ کے چند بد طینت مولویوں کو خبر ہو گئی اور وہ علاقہ کے تھانہ میں پہنچے اور پولیس کو شکایت کی کہ ان کے گاؤں کے احمدی اپنی مسجد میں جمع ہو کر دینی پروگرام کر رہے ہیں۔ یہ بڑا ظلم ہو گیا ہے۔ ہمارے مذہبی جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ لپکئے، دوڑئے، ان کو پکڑئے اور پروگرام کو بند کروائیے۔ اگر پولیس نے ایسا نہ کیا تو ہم خود زبردستی یہ سب کچھ کریں گے۔

پاکستانی پولیس جو عام طور پر مجرموں کو پکڑنے میں اتنی سرگرم دکھائی نہیں دیتی وہ احمدی مسلمانوں کو نیکی کا کام کرنے کی وجہ سے ہراساں کرنے اور گرفتار کرنے میں بڑی مستعد اور چست ثابت ہوئی۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ہی مسجد کے باہر پولیس پہنچی اور پہرہ پر کھڑے احمدی خدام سے کہا کہ کسی ذمہ دار شخص کو باہر بلاؤ۔

جماعت احمدیہ کے صدر نے اپنے ایک قابل اعتماد ساتھی کو باہر بھجوایا تا کہ معلوم کر سکے کہ پولیس کے آنے کا مقصد کیا ہے۔ جب وہ باہر گئے تو دیکھا کہ ایک سب انسپکٹر پولیس مع چار سپاہیوں کے کھڑا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر کیا کر رہے ہیں۔ کیا آپ کے پاس اجتماع کرنے کا اجازت نامہ ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ ہماری جماعت کا انٹر نیشنل جلسہ سالانہ جرمنی میں منعقد ہو رہا ہے جس میں امام جماعت احمدیہ بھی خطاب فرمائیں گے۔ ہم اسے بذریعہ سیٹلائٹ اپنے ٹی وی پر دیکھ رہے ہیں۔ اس کے لئے کسی اجازت نامہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم کوئی جلسہ نہیں کر رہے، نہ کوئی سٹیج ہے اور نہ کوئی مقرر اور ٹی وی دیکھنے کے لئے تو کسی اجازت نامہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس پر اس پولیس افسر نے کہا کہ آپ ٹی وی بند کر دیں یا پھر ہمارے ساتھ تھانہ چلیں۔

> ٹی وی دیکھنے کے لئے آپ کے پاس اجازت نامہ نہیں ہے اس لئے ٹی وی بند کر دیں یا پھر تھانہ چلیں۔ (پولیس)

چنانچہ ان کے ساتھ جماعت کا ایک وفد تھانہ روانہ ہوا۔ راستے میں پولیس نے جماعت کے مخالف چند ملاؤں کو بھی ساتھ لے لیا۔ تھانہ کے انچارج نے احمدیوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے۔ انہیں بھی بتایا گیا کہ جرمنی میں جماعت کا بین الاقوامی جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور ہم بذریعہ سیٹلائٹ اس کی کارروائی دیکھ رہے ہیں اور ہم اپنی مسجد کے اندر بیٹھے ہیں۔

اس کے بعد انچارج تھانہ نے مُلّاؤں سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو۔ اس وقت وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندگان بھی تھے اور سپاہ صحابہ کے اراکین بھی۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ قادیانی ہیں، یہ نہ تو مسجد بنا سکتے ہیں نہ مینار، نہ کوئی اجتماع کر سکتے ہیں۔ نہ ہی کسی کو السلام علیکم کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کلمہ پڑھ سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ کیونکہ ان کے نزدیک رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ یہ لوگ جنرل ضیاء الحق کے آرڈیننس کے مطابق کوئی اجتماع نہیں کر سکتے۔ نہ کوئی پروگرام کر سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں حتی کہ نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔ غرضیکہ احمدیوں کے خلاف اسی قسم کے دیگر سنگین جھوٹے الزامات بھی لگائے۔

> یہ لوگ نہ کوئی پروگرام کر سکتے ہیں، نہ سُن سکتے ہیں حتی کہ نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔
> (مجلس تحفظ ختم نبوت)

مُلّاؤں کی تقریریں سننے کے ساتھ ہی انچارج تھانہ کا رویہ احباب جماعت کے ساتھ بہت تلخ ہو گیا۔ اس کا لہجہ بگڑا اور وہ حاکمانہ طور پر انہیں کہنے لگا کہ کیا آپ کے پاس سیٹلائٹ کے ذریعہ خطاب سننے کا اجازت نامہ ہے؟۔ جب انہیں بتایا گیا کہ ٹی وی پر پروگرام دیکھنے کے لئے کسی اجازت نامہ کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ اور بگڑا اور کہنے لگا کہ آپ لوگ اقلیت ہیں۔ آپ کا ایسے پروگرام ایک جگہ پر بیٹھ کر دیکھنا اور سننا قانون کے مطابق جرم ہے۔ مَیں آپ کو ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ مَیں امن وامان کو خراب ہوتے برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے امن وامان قائم رکھنا آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

> قادیانی نہ مسجد بنا سکتے ہیں، نہ مینار، نہ کوئی اجتماع کر سکتے ہیں، نہ السلام علیکم کہہ سکتے ہیں، نہ کلمہ پڑھ سکتے ہیں۔ (مجلس تحفظ ختم نبوت)

پھر اس نے فیصلہ دیا کہ اگر آپ نے پروگرام دیکھنا ہی ہے تو اپنی عبادتگاہ کی بجائے اپنے گھروں میں دیکھیں۔ اس کے بعد افراد جماعت سے ایک تحریر لکھوائی کہ اپنی عبادتگاہ میں اکٹھے ہو کر یہ پروگرام نہیں دیکھیں گے اور اس طرح قانون کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ اس تحریر پر جماعت احمدیہ کے مخالفین کے دستخط بھی کروائے۔ یہ ساری کارروائی کرنے کے بعد جماعت کا وفد واپس اپنی مسجد میں پہنچا۔ احباب جماعت کو حالات سے آگاہ کیا اور یہ طے پایا کہ مرد حضرات مکرم میاں منور احمد صاحب بھٹی کے گھر اور مستورات مکرم بشارت احمد صاحب بھٹی کے گھر جمع ہو کر خطاب سنیں۔ اس طرح مسجد کو خالی کر کے تالہ لگا دیا گیا۔

ابھی خطاب شروع ہوئے تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ شیطان صفت مولویوں نے اپنی مسجدوں سے جماعت احمدیہ کے خلاف دشنام طرازی کا سلسلہ شروع کر دیا اور اعلان ہونے لگا کہ قادیانیوں نے ہمیں گالیاں دی ہیں، مسلمانوں کو غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ پھر یہ بھی پتہ چلا کہ بہت سارے لوگ دیوبندی مسجد کے باہر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ مسجد ان گھروں کے قریب واقع تھی جن میں جماعت احمدیہ کے افراد بیٹھے جلسہ کی کارروائی سن رہے تھے۔ حالات کے پیش نظر ڈیوٹی پر کھڑے خدام کو اندر بلا لیا گیا اور گھروں کے دروازے بند کر دئے گئے۔

> آپ لوگ اقلیت ہیں آپ کا ایسے بیٹھ کر اپنا پروگرام دیکھنا اور سننا قانون کے مطابق جرم ہے۔ مَیں آپ کو ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا۔ (انچارج تھانہ)

تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ احمدی گھروں کے قریب ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا ہے جس میں بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ سب شامل ہیں۔ جلوس میں شامل افراد کے پاس ڈنڈے، کلہاڑیاں، آتشیں اسلحہ اور مٹی کا تیل تھا۔ اس طرح ہلڑ بازی، نعرہ بازی اور گندی گالیاں شرع ہو گئیں اور ان گھروں کا جہاں احمدی خطاب سن رہے تھے محاصرہ کر لیا گیا۔ ان کے ساتھ پولیس کی بھاری تعداد بھی وہاں پہنچ گئی۔

یہ جلوس اب پانچ چھ ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ارد گرد دیہات کے لوگ بھی پہنچ رہے تھے۔ خطرہ کو بھانپتے ہوئے امیر صاحب ضلع شیخوپورہ اور دیگر جماعتی عہدیداروں کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ جماعت کا ایک وفد ڈی ایس پی ضلع شیخوپورہ کو ملا اور حالات سے آگاہ کیا۔

جن گھروں میں احمدی جمع تھے وہ بند گلی میں تھے اور ان کے ہمسائے نہایت شریف لوگ تھے۔ وہ باہر نکل کر گلی میں کھڑے ہو گئے اور بڑی ہمت سے جلوس کو گلی میں داخل ہونے سے روکے رکھا۔ جلوس کے شرکاء نے انہیں بھی گالیاں دینی شروع کر دیں اور دھمکیاں دینے لگے مگر ان ہمسایوں نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا اور اپنی جگہوں پر جمے رہے۔

تھوڑی دیر کے بعد قریبی مسجد سے یہ اعلان شروع ہوئے کہ سب لوگ مین بازار کے چوک میں جمع ہو جائیں وہاں سے لائحہ عمل کا اعلان ہو گا۔ چنانچہ جلوس کے بہت سے لوگ تو اس طرف چلے گئے مگر تھوڑے وہاں موجود رہے۔

پھر معلوم ہوا کہ جلوس کے لوگوں نے مسجد احمدیہ کا رخ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ مسجد پر حملہ آور ہوئے اور میناروں کو گرانا شروع کر دیا اور مسجد کا قیمتی سامان لوٹا۔

اسی دوران مشتعل جلوس نے مین بازار میں احمدی دوکانوں کو بھی لوٹنے اور آگ لگانے کی کوشش کی مگر ایک پٹھان چوکیدار کی بہادری کی وجہ سے وہ اپنے ارادے میں ناکام رہے۔

احمدی گھروں کے باہر بھی پولیس کھڑی تھی وہ انہیں ہراساں کر رہی تھی اور بار بار دروازے پر دستک دے کر مطالبہ کر رہی تھی کہ احمدی اپنی گرفتاری دے دیں۔ پولیس کے ساتھ چند مُلّاں بھی تھے اور جلوس پیچھے کچھ فاصلے پر۔ اب پولیس کا دباؤ بڑھنے لگا کہ دروازے کھولو اور گرفتاری دو۔ جلوس کے لوگ ارد گرد کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں آتشیں اسلحہ اور مٹی کے تیل کے کنستر تھے اور وہ "لوٹ لو، لوٹ لو" کے نعرے لگا رہے تھے۔

مکرم منور احمد صاحب بھٹی کے گھر کے اندر تقریباً نوے کے لگ بھگ مستورات اور بچے جمع تھے۔

ان سب نے اس موقع پر بہت حوصلہ سے کام لیا اور خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعاؤں میں مصروف رہے کہ خداتعالیٰ غیب سے حفاظت کے سامان پیدا فرمائے اور اس مشکل وقت میں انہیں ہر طرح سے محفوظ رکھے۔

احمدی شعائر اسلامی کو استعمال نہ کریں تو ہم ان کے حقوق کی خود حفاظت کریں گے اور قانون کا احترام کریں گے۔ (صدر مجلس ختم نبوت ننکانہ)

ادھر جس گھر میں مرد جمع تھے وہاں بھی بار بار پولیس کہہ رہی تھی کہ گرفتاری دیں۔ ٹیلیفون کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایس پی صاحب خود موقع پر آ رہے ہیں۔ اس لئے احمدیوں نے پولیس والوں سے کہا کہ ایس پی صاحب کو آنے دو تو ہم گرفتاری دیدیں گے۔ پولیس کا موقف تھا کہ وہ احمدیوں کی حفاظت کے لئے انہیں گرفتار کرنا چاہتی ہے۔ اس صورتحال کا مقابلہ کرتے کرتے رات کا پونے ایک بج چکا تھا۔ ایس پی صاحب کے ساتھ ڈی ایس پی، دو سب انسپکٹر اور تین سپاہی دروازہ کھلوا کر احمدیوں کو ملے اور کہا کہ تمام مرد حضرات فوری گرفتاری دے دیں تاکہ اس طرح علاقہ میں امن وامان قائم کیا جاسکے۔ چنانچہ رات سوا ایک بجے سب احباب جماعت کو گرفتار کر کے تھانہ پہنچا دیا گیا۔ بعد میں سارے گھر کی تلاشی لی گئی۔ ایک ہمسایہ نے چند احمدیوں کو اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔ ملاں لوگ پولیس کو لے کر اس کے گھر بھی پہنچے اور زبردستی دروازہ کھلوا کر ان کو بھی گرفتار کرلیا۔ اسکے بعد پولیس نے اس گھر کی طرف رخ کیا جہاں مستورات جمع تھیں۔ وہاں جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ یہاں بھی بعض احمدی مرد چھپے ہوئے ہیں ان کو باہر نکالو۔ اگر وہ خود باہر نہیں آئیں گے تو ہم خود اندر جا کر انہیں پکڑ لیں گے۔ دو اطفال ان کو نظر آئے تو ان کو بھی گرفتار کرنے کے لئے اصرار کیا۔

اسی اثنا میں پولیس کا ایک سب انسپکٹر ملحقہ مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور کود کر مستورات والے مکان کی چھت پر آنے لگا۔ بعض احمدی مستورات کی اس پر نظر پڑ گئی تو انہوں نے اسے للکارا اور وہ الٹے پاؤں واپس بھاگ گیا۔

جلوس ساڑھے چار بجے تک باہر گلی میں کھڑا رہا۔ پولیس والے بار بار دروازہ کھولنے کے لئے تنگ کرتے رہے۔ گھر کے اندر بارہ سال تک کے بچوں کے علاوہ کوئی مرد نہیں تھا۔ پولیس اصرار کر رہی تھی کہ اس نے سارے گھر کی تلاشی لینی ہے اس لئے دروازہ کھول دیں۔ ہمسایوں نے پھر ایک دفعہ اپنی ہمسائیگی کا حق ادا کیا اور فون کیا کہ آپ ہرگز دروازہ نہ کھولیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

اس وقت تک پولیس ۲۸ مردوں کو گرفتار کر کے تھانہ لے جاچکی تھی اور ان سب کو ایک چھوٹے سے کمرہ میں بند کر کے باہر تالا لگا دیا گیا تھا۔ اس تنگ جگہ پر تمام احمدیوں نے انتہائی صبر سے بیٹھ کر ساری رات بسر کی اور دعاؤں میں لگے رہے کہ خداتعالیٰ ان شریر مولویوں اور ان کے چیلوں کی شرارتوں سے انہیں محفوظ رکھے۔

جلوس کی قیادت نام نہاد سُنّی اتحاد کے لوکل عہدیدار، مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیدار، دیوبندی مسلک کے اراکین، اہل حدیث کے لیڈر وغیرہ کر رہے تھے۔ یہ جلوس بھی مسجد احمدیہ کی طرف گیا اور وہاں سے کافی سامان، بجلی کے پنکھے، ہینڈ پمپ، دروازے، کھڑکیاں، روشن دان وغیرہ کو لوٹا گیا۔ اس کے بعد لائبریری کی کتب اور قرآن مجید کے نسخوں کو ایک جگہ ڈھیر لگا کر نذر آتش کر دیا گیا اور پوری مسجد کی عمارت کو زمین بوس کر دیا گیا اور بعد میں آگ لگادی گئی۔ اس موقع پر پولیس کی بھاری نفری موجود تھی جو محض خاموش تماشائی بنی رہی۔ اس دوران بھی جلوس نعرہ بازی کرتا رہا اور یہ نعرہ بازی کا سلسلہ اگلے دن شام چار بجے تک جاری رہا۔

مسجد احمدیہ سے ملحقہ گھر میں ایک احمدی رہتے تھے ان کو پکڑ کر زدوکوب کیا گیا اور اُن کا سارا سامان لوٹ لیا گیا۔ وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر ان کے چنگل سے نکلے۔ مسجد سے دوسری طرف بھی ایک مکان جماعت احمدیہ کی ملکیت تھا جو ایک سرکاری محکمہ نے کرایہ پر لے رکھا تھا۔ اس کے فرنیچر کو بھی لوٹ لیا گیا اور سرکاری ریکارڈ کو آگ لگادی گئی، نیز مکان کو مسمار کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس محکمہ کے افراد نے اس واقعہ کی رپورٹ پولیس میں درج کرانا چاہی تو پولیس نے رپورٹ درج کرنے سے انکار کر دیا۔

ان دہشت گردانہ کارروائیوں کے بعد بھی مُلّاؤں کو چین نہ آیا اور انہوں نے بھرپور کوشش کی اور پولیس پر دباؤ ڈالا کہ احمدیوں کے خلاف مذہبی جذبات مجروح کرنے کے جرم میں قانونی کارروائی کی جائے اور مقدمہ درج کیا جائے۔

ان تمام واقعات کی خبریں ملکی اخبارات میں شائع ہوئیں۔ نیز بی بی سی ریڈیو پر بھی نشر کی گئیں۔

احمدیوں کے ایک وفد نے حکام بالا سے رابطہ کیا اور شکایت کی کہ احمدی جن پر ظلم ہوا ہے انہیں تو قید میں رکھا ہوا ہے اور مجرم دندناتے پھر رہے ہیں، یہ کیا ہو رہا ہے۔ چنانچہ حالات کا جائزہ لینے کے لئے لاہور سے ایک بریگیڈئر اور چند فوجی افسران قصبہ میں آئے۔ ان کے ساتھ پولیس کے اعلیٰ افسران، ایس پی، ڈی ایس پی، بھی موجود تھے۔ جب یہ افسران مسمار شدہ احمدیہ مسجد کا معائنہ کر رہے تھے اس وقت بھی قریبی

احمدی مسجد نہیں بنا سکتے، نہ ہی اکٹھے ہو کر عبادت کر سکتے ہیں۔ (صدر مجلس ختم نبوت ننکانہ)

دیوبندی مسجد سے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز اعلان ہو رہے تھے۔ ان افسران سے ملنے کے لئے سپاہ صحابہ کے لیڈر، مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیڈر اور چند ایک اور سرکردہ لوگ تھانہ میں موجود تھے۔ ان افسران نے پہلے ان کا موٴقف سنا۔ پھر احمدیوں کو بلایا اور ان سے واقعات کی تفصیل سنی اور ان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔

بریگیڈئر صاحب نے پولیس افسران سے پوچھا کہ ان لوگوں کو کس جرم میں گرفتار کیا ہوا ہے تو ایس پی نے انہیں بتایا کہ ہم نے احمدیوں کو تحفظ دینے کے لئے گرفتار کیا ہوا ہے۔ بعد ازاں بریگیڈئر صاحب کو بتایا گیا کہ فریقین آپس میں صلح کر چکے ہیں اور شام تک معاہدہ کو ضبط تحریر میں لانے اور فریقین کے معاہدہ پر دستخط کرنے کے بعد احمدیوں کو رہا کر دیا جائے گا۔ بریگیڈئر صاحب یہ سن کر مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے مولویوں کے ساتھ نماز ادا کی اور پھر فریقین کو آمنے سامنے کر کے نصیحتیں کیں کہ آپس میں صلح صفائی سے رہنا چاہئے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کا لوکل صدر آگے بڑھ بڑھ کر جماعت احمدیہ کے خلاف باتیں کرتا تھا۔ اس سے بریگیڈئر صاحب نے پوچھا کہ تم کہتے ہو کہ احمدی اقلیت ہیں کیا تمہیں علم ہے کہ اسلام اقلیتوں کو کیا حقوق دیتا ہے۔ وہ اس بات کا جواب نہ دے سکا بلکہ کہنے لگا کہ احمدیوں سے پوچھو کہ انہیں ہماری طرف سے کبھی کوئی پریشانی ہوئی ہے۔ اس پر بریگیڈئر صاحب نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ آپ لوگوں نے جماعت احمدیہ کی عبادتگاہ کو مسمار کر دیا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی پریشانی ہے جو آپ ان لوگوں کو دینا چاہتے ہیں۔ پھر کہا کہ ہندوستان میں جب بابری مسجد کو شہید کیا جا رہا تھا تو آپ لوگوں کے کیا جذبات تھے۔ عجیب بات ہے وہی ظلم آپ یہاں کر رہے ہیں اور پھر بھی شرم

آپ کے جتنے بھی مرد حضرات ہیں گرفتاری دے دیں۔ ہم آپ کی جان کی حفاظت کے لئے آپ کو گرفتار کر رہے ہیں۔ (پولیس سپرنٹنڈنٹ)

محسوس نہیں کرتے۔ اس کے بعد وہ یہ کہہ کر کہ فریقین کی آپس میں صلح کرائیں اور احمدیوں کو جانی و مالی تحفظ دلائیں، واپس چلے گئے۔

ایس پی صاحب نے مولوی صاحبان کو شام سات بجے کا وقت دیا اور کہا کہ اس وقت آئیں اور صلح نامہ پر دستخط کریں اور وہ بھی ڈی ایس پی کی ڈیوٹی لگا کر واپس چلے گئے۔ شام سات بجے احمدیوں کا وفد جب تھانہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحبان تو وہاں نہیں آئے بلکہ انہوں نے پیغام بھجوایا ہے کہ ابھی ہم مشورہ کر رہے ہیں، عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد آئیں گے۔ بالآخر رات ساڑھے دس بجے مولویوں کی ایک بس تھانہ آئی اور مولویوں نے ڈی ایس پی سے کہا کہ ہم نے تو صلح کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ ڈی ایس پی صاحب سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ مجبور ہو کر ڈی ایس پی نے انہیں اگلے دن مغرب کے بعد آنے کو کہا اور وہ چلے گئے مگر احمدیوں کو گھروں میں جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ اس طرح انہیں مزید ایک رات اینٹوں کے فرش پر سو کر گزارنا پڑی۔

اگلے دن یعنی ۲۸؍اگست کو مُلّاں دُور دراز سے ختم نبوت کے کئی اور لیڈر اور وکلاء صاحبان کو بلا کر لائے اور دیوبندیوں کی مسجد میں پھر ان کا اجتماع ہوا۔ وقت مقررہ پر وہ جلوس کی شکل میں تھانہ جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور احمدی گھروں کے پاس اور بازار میں احمدیوں کے خلاف مغلظات بکتے رہے اور اشتعال انگیز نعرے لگاتے رہے۔ پولیس بھی وہاں پہنچی مگر اس دفعہ بھی وہ خاموش تماشائی بنی رہی۔

اس کارروائی کے بعد وہ بس میں بیٹھ کر اور چار کاروں میں سوار ہو کر جلوس کی شکل میں رات گیارہ بجے کے قریب تھانہ پہنچے۔ ڈی ایس پی نے ان کا استقبال کیا اور وہ تھانے میں جماعت احمدیہ کے خلاف تقریر کرنے لگے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف شدید گندی زبان استعمال کی۔ معلوم ہوتا تھا کہ پولیس اور مُلّاؤں کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ تقاریر کرنے کے بعد مُلّاؤں نے یہ مطالبہ کیا کہ احمدی اسلامی شعائر کا استعمال نہ کریں۔ جس طرح پاکستان میں دیگر مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اسی طرح رہیں تو ہم خود ان کے حقوق کی حفاظت کریں گے اور قانون کا احترام کریں گے۔ احمدی مسجدیں نہیں بنا سکتے اور نہ ہی اکٹھے ہو کر عبادت کر سکتے ہیں۔ اگر یہ ایسا کریں گے تو ہم ان کے سر پھوڑ دیں گے۔

بعد میں پولیس نے چیدہ چیدہ مولویوں کی دعوت کی اور کھانے کے بعد وہ سب لوگ چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ڈی ایس پی نے جماعت کے وفد کو بلایا اور کہا کہ آپ مہذب لوگ ہیں، بہت احتیاط سے کام لیں اور ان لوگوں سے پرہیز کیا کریں۔ اس کے بعد احمدیوں کو اپنے گھروں کو جانے کی اجازت دی گئی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ پاکستان کے احمدیوں کو اپنی شبانہ روز دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر و استقامت عطا فرمائے۔ دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور شر انگیز فتنہ پرور مُلّاؤں اور ان کے ہمنواؤں کو عبرت کا نشان بنائے۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے

مہمانوں اور میزبانوں کے لئے

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف اوقات میں فرمودہ ہدایات کا انتخاب

مرتبہ: ظہور احمد۔ لندن

(دوسری و آخری قسط)

مہمانوں کے لئے ہدایات

جہاں تک آنے والے ہیں ان کا تعلق محض خدا سے ہے، اللہ کی خاطر آئے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ خدا کی خاطر ان کو آنا چاہئے۔ اور دوسری ساری اغراض کو ایک طرف رکھ دینا چاہئے۔ بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ آنے والے کچھ اور نیتیں بھی ساتھ رکھتے ہیں جن میں سے ایک نیت یہاں پناہ ڈھونڈنا یا یہاں نہیں تو یہاں کے بہانے بعض دوسری جگہ پناہ ڈھونڈنا ہے۔ پناہ ڈھونڈنا ان کا ایک حق ہے لیکن جلسے کو اس کے لئے استعمال کرنا ان کا حق نہیں ہے بلکہ جماعتی لحاظ سے یہ ایک بہت خطرناک جرم ہے۔ کیونکہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی بجائے دنیا کو دین پر مقدم کیا اور تمام مخلصین کو جو پاکستان میں محض جلسے کے لئے ترستے رہتے ہیں ان کو جلسوں سے محروم کر دیا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس غرض سے یہاں آئے اور کسی اور غرض کے لئے ٹھہر جائے۔ ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو کسی اور ملک میں جانے کے بہانے یہاں سے فائدہ اٹھائے اور پھر جاکر کہہ دے کہ ہم نے تو ملک چھوڑ دیا ہے۔ خدانخواستہ اگر ایک آدمی بھی ایسا نکلا جس نے جلسے سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور دنیاداری کو اپنا لیا تو اس کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ساری عمر اس کی معافی کی درخواست زیر غور نہیں آئے گی۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ جماعت سے نکالا گیا ہے اور اسی حالت میں وہ مرے گا۔

❁ منتظمین جلسہ کی اطاعت:

منتظمین جلسہ کی اطاعت ضروری ہے۔ ایسی اطاعت کریں کہ جس کی اطاعت کی جائے وہ خوش ہو جائے۔ وہ دیکھے کہ اس کو کوئی فضیلت نہیں ہے پھر بھی خدا کی خاطر آپ اس کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ یہ ہے وہ اطاعت جو احمدیت کی سچی اطاعت کی روح ہے۔

❁ راستوں کے حقوق:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کو بھی ایمان کا ادنیٰ شعبہ قرار دیا ہے کہ رستوں کا حق ادا کرو۔ ایک تو یہ کہ جو بازار یا دکانیں وغیرہ ہیں ان کے اردگرد جمگھٹ لگا کر کھڑا نہ ہوا کریں۔ جو چیز خریدی، لیں اور الگ کھلی جگہ جاکر اس کو کھائیں پئیں۔ بعض لوگ کبابی کی دکان پر کھڑے ہیں تو ہر کباب کے اترنے کا انتظار ہو رہا ہے اور پیچھے لائنیں لگی ہوئی ہیں وہ جگہ ہی نہیں چھوڑتے۔ اپنی چیز مرضی کی لیں اور الگ ہو جائیں اور اگر اتنا الگ الگ گرم کباب کھانے کا شوق ہے تو گھر میں بنائیں، بازار کا حق بہر حال ادا کریں۔

اور دوسرا جمگھٹا لگا کر دکانوں پر کھڑا ہونا ہی معیوب نہیں بلکہ گروہ در گروہ ٹولیوں کی صورت میں قہقہے لگاتے، شور مچاتے ہوئے پھرنا بھی ناواجب بلکہ بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے۔ اور یہ بھی رستوں کے حق کے خلاف ہے۔ اگر ٹولیوں میں پھرنا ہے تو خاموشی سے پھریں، آہستہ باتیں کرتے ہوئے پھریں، ہرگز اپنی آوازوں کو بلند نہ کریں اور ہرگز کسی کی دلشکنی کا موجب نہ بنیں خواہ ارادۃً یا غیر ارادی طور پر ہو۔

تکلیف دہ چیزوں کا رستے سے اٹھانا۔ یہ بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک ادنیٰ شعبہ ہے اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے مثلاً کیل کانٹا وغیرہ یا کیلے کا چھلکا تو یہ انتظار نہ کریں کہ جن لوگوں کی ڈیوٹی ہے اس کام پر وہی اس کو دور کریں گے۔ ایسی چیز کو تو فوراً دور کرنا چاہئے اور اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ خود یہ چیزیں نہ پھیلائیں۔ اگر تکلیف دہ چیزیں اٹھانے کا حکم ہے تو پھیلانا تو اور بھی بری بات ہے۔ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنی جیبوں میں ایک چھوٹا سا پلاسٹک کا تھیلا (Bag) رکھ لیا کریں۔ اس سے جیب پھولتی بھی نہیں معمولی سا ہوتا ہے کہیں آپ نے کوئی چیز پھینکنی ہو، کچھ کھا رہے ہوں اس کا Waste، کیلے کا چھلکا مثلاً یہ اگر آپ نے کہیں ڈالنا ہو تو اپنی جیب سے تھیلا نکالا اس میں ڈال دیا اور جب کوئی ڈسٹ بن (Dust Bin) آئے تو اس کو اس میں پھینک دیا۔

❁ رزق کی قدر کریں:

کھانا ضائع نہ ہو۔ ہمیشہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ نصیحت ہے کہ خدا کے رزق کی قدر کریں۔ پانی کی بھی اور کھانے کی بھی۔

❁ مہمان نوازی کا عرصہ:

جہاں تک مہمان نوازی کے ایام کا تعلق ہے تین دن کی روایت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہمانی تین دن کی ہوا کرتی ہے اس کے بعد اجازت سے ٹھہرو۔ اور مہمانی کے بعد جو تعلق ہے میزبان اور مہمان کا اسے صدقہ فرمایا۔ لیکن نظام جماعت میں آنا جو ہے وہ اور رنگ رکھتا ہے۔ یہ ہرگز اس قسم کا معاملہ نہیں کہ تین دن کے بعد صدقہ شروع ہو جائے۔ جماعت نے پندرہ دن کی ذمہ داری قبول کی ہے کیونکہ بہت دور دور سے لوگ تشریف لاتے ہیں اور یہاں آتے ہی تین دن ہاتھ لگا کر واپس جانا ان کے لئے ممکن ہی نہیں۔

جو گھر کے عزیز رشتہ دار ہوں ان پر تین دن یا پندرہ دن کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ رشتے دار رشتے داروں کے پاس آتے رہتے ہیں ان کا آپس کا ایک سلوک ہے جو روایتاً چلتا ہے۔ بعض رشتے دار، بعض رشتے داروں کو اپنے گھر مہینوں رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے جانے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ ایسی باتیں ہیں جن کو الگ الگ لکھا نہیں جا سکتا، الگ الگ بیان نہیں کیا جا سکتا مگر آپس کے تعلقات ہیں جو خود بخود اس بات کو واضح کرتے ہیں۔ تو ایسے آنے والے رشتہ دار اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھیں، تین دن اور پندرہ دن سے۔ مگر یہ سمجھ کر کہ کوئی رشتہ دار ہے آپ اس کے گھر ٹھہر جائیں اور میرے اس خطبے کا حوالہ دے کر کہیں اب ہمیں چھٹی ہے جتنی دیر مرضی ٹھہریں تو وہ غلط اور جھوٹا حوالہ ہوگا۔ یہ آپس کے تعلقات کا معاملہ ہے جس کو انگریزی میں Reciprocal کہتے ہیں، Reciprocal ہوتا ہے یعنی دونوں طرف سے ایک ہی قسم کا معاملہ ہو تو وہی مناسب ہے۔

جو انفرادی طور پر کہیں ٹھہرے ہیں ان کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ چند دن کے بعد پھر جماعتی انتظام میں منتقل ہو جائیں۔ کیونکہ جو مقامی دوست ہیں سوائے اس کے کہ ان کی رشتہ داریاں ہوں، ان کی دوستیاں ہوں، پرانے سلسلے چل رہے ہوں آپس میں ایک دوسرے کے ہاں ٹھہرنے کے، ان کے سوا جو اجنبی مہمان ہیں ان کو چند دن کے بعد از خود ہی جماعتی نظام میں منتقل ہو جانا چاہئے تاکہ مقامی دوستوں پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

❁ اپنے نفس کی حفاظت کریں:

آنے والے خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ خواہ مخواہ ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔ یہ جلسہ ایمان کو بڑھانے کے لئے منایا جا رہا ہے اس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ کئی ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو ٹھوکر کا سامان کرتے والے ہیں مگر اپنے نفس کی حفاظت کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ چنانچہ قرآن کریم ایسے لوگوں کی مثالیں دیتا ہے کہ قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ اے خدا ان لوگوں نے ہمیں ٹھوکر لگائی، اس نے ہمیں ٹھوکر لگائی، فلاں کی وجہ سے ہم اس غلطی میں مبتلا ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان کو یہ جواب دے گا یا فرشتے اس کی طرف سے ان کو جواب دیں گے کہ تم نے ٹھوکر کھائی کیوں؟ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی﴾ کوئی جان بھی کسی جان کی ذمہ دار قرار نہیں دی جائے گی۔

❁ کسی سے قرض کا مطالبہ نہ کریں:

یہاں جتنے لوگ آپ کی میزبانی کریں گے ان سے قرض نہ مانگیں، ان کو چھوڑ کر آپس میں بھی ایک دوسرے سے ایسا مطالبہ نہ کریں۔ کیونکہ جن کو یہ عادت ہے میں جانتا ہوں کہ ان کو نہ دینے کی عادت بھی ہوتی ہے لیکن اسکے باوجود واقعی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ میں نے اس سے پہلے اس بات کا انتظام کیا تھا کہ جن کو واقعی ضرورت ہو وہ نظام جماعت سے رابطہ کریں۔ امیر صاحب سے بات کریں یا مجھے لکھیں۔ بتائیں کہ کیا ضرورت پیش آگئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ سچی ضرورت کو ضرور پورا کیا گیا ہے۔ تو کیوں اپنے آپ کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں یا دوسروں کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں۔ لین دین کے معاملے میں صاف ہو جائیں۔

❁ تکلیف کو صبر سے برداشت کریں:

اگر محدود جگہ اور محدود کھانے پینے کی سہولت کی وجہ سے حسب منشاء کسی کا انتظام نہ ہو تو خوشی سے برداشت کریں۔ یہ بھی للّٰہی صبر ہے اور اس کی اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں جزا دے گا۔ چند دن کی بات ہے یہ گزر جائیں گے پھر خیریت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹیں گے اور امید رکھتا ہوں کہ اس جلسے کے تذکرے بھی ساتھ واپس لے کے جائیں گے۔

اور اگر انتظامات میں کوئی کمزوری دیکھیں تو آپس میں تذکرہ نہ کیا کریں متعلقہ منتظم کو توجہ دلانا ضروری ہے۔ اور یہ آپ کا احسان ہوگا کہ آپ بروقت متعلقہ منتظم کو توجہ دلا دیں۔

❁ تکلف سے ہرگز کام نہ لیں:

ایک دفعہ ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عاشق صادق تھے۔ اپنی اس پیرانہ سالی میں چند دنوں کے لئے گورداسپور آئے۔ انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ جاکر کیا کریں گے۔ یہاں رہئے اکٹھے چلیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو اس کا انتظام کر دیا جائے گا۔

پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی ضرورت کا علم اہل عملہ کو نہ ہو اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو بلا تکلف کہہ دے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔

پس آنے والے مہمانوں کو میں حضور کی یہ نصیحت اس لئے سنا رہا ہوں کہ اس خیال سے کہ تکلیف نہ ہو، اپنی ضرورت کی جس کی ان کو عادت ہو، جماعت کے سامنے اس کا ذکر کر دیا کریں اور ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تنبیہ کی ہے کہ اگر وہ اس کو تکلف سے چھپائیں گے تو یہ گنہگاری ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔

❁ واپسی پر سفر کی دعا ضرور ملحوظ رکھیں:

حضرت ابن عمر نے اپنے باپ عمر سے بیان کیا ہے رضی اللہ عنہما۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سفر کے ارادے سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تھے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا۔ "سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّالَہٗ مُقْرِنِیْنَ" حالانکہ ہم میں اسے قابو رکھنے کی طاقت نہیں تھی ہم اپنے رب کی طرف ہی جانے والے ہیں۔ اے ہمارے خدا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔ تُو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہوں۔ اے ہمارے خدا تو ہی ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دُوری کو لپیٹ دے۔ رستے میں کوئی تکلیف نہ ہو کہ سفر لمبا محسوس ہو۔ آتی دفعہ تو آپ کو یہ دعا یاد نہیں تھی لیکن جاتی دفعہ تو یاد ہو گی۔ اسلئے جاتی دفعہ کی تکلیفوں سے بچنے کے لئے بھی یہ دعا کریں۔ تو محض گھر والوں کے لئے اچھی تبدیلیوں کی نہیں بلکہ اپنے اہل وطن کے لئے بھی اچھی تبدیلیوں کی دعا کرتے ہوئے جائیں۔

......☆......☆......

میزبانوں کو ہدایات

جہاں تک آنے والوں کا تعلق ہے ہر دوسرے پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ ہمارے مہمان ہیں اور اس لئے مہمان ہیں کہ وہ اللہ کے مہمان ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور ہم ہر پہلو سے ان کی عزت کرتے ہیں اور عزت کریں گے۔

❁ حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی:

سید حبیب اللہ صاحب کو مخاطب کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آگیا ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر فرمایا کہ: قطع نظر اس کے کہ میں علیل ہوں یا نہ ہوں میں بھی ہمیشہ یہ پوری کوشش کرتا ہوں کہ آنے والے مہمانوں کی خاطر ان کے لئے ملاقات کا وقت نکالوں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: "اگر کوئی مہمان آوے اور سب وشتم تک بھی اس کی نوبت پہنچے، تو تم کو چاہئے کہ چپ کر رہو۔ جس حال میں کہ وہ ہمارے حالات سے واقف نہیں ہے نہ ہمارے مریدوں میں داخل ہے تو کیا حق ہے کہ ہم اس سے وہ ادب چاہیں جو ایک مرید کو کرنا چاہئے"۔

بعض دفعہ جلسے کے دنوں میں موسم بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اس خراب موسم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا توقع رکھتے ہیں۔ فرمایا: "آج کل موسم بھی خراب ہے اور جس قدر لوگ آئے ہوئے ہیں یہ سب مہمان ہیں اور مہمان کا احترام ہونا چاہئے"۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی مہمان کا فرق نہیں کیا گیا۔ مسلم غیر مسلم کا فرق نہیں کیا گیا۔

آپؑ کی ہدایت تھی کہ کھانے وغیرہ کا انتظام عمدہ ہو اگر کوئی دودھ مانگے تو دودھ دو، چائے مانگے تو چائے دو۔ ایک موقع پر آپ نے میاں نجم الدین جو مہتمم لنگر خانہ تھے ان کو بلا کر فرمایا، "دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو"۔ خواہ پہچانو یا نہ پہچانو، ہو سکتا ہے کہ کسی قوم کا کوئی معزز شخص بھی ہو۔ ہر ایک سے ایسا سلوک کرو گویا ہر ایک شخص صاحب اکرام ہے۔

مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنے قلم سے ذکر کیا جو ان کی کتاب "تائید حق" میں چھپا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بُری عادت تھی امر تسر میں تو مجھے پان ملا مگر بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امر تسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نامعلوم کس وقت میری اس بُری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا"۔ یہ تھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی زیادہ کثرت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی آپ اکثر مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے مردانہ حصہ میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے دوران میں ہر قسم کی بے تکلفانہ گفتگو جاری رہتی گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا دستر خوان بھی بچھ جاتا تھا۔ ایسے موقعوں پر آپ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی خیال رکھتے تھے۔ بعض اوقات اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دستر خوان پر نہیں ہوتا تھا تو خود کھانا کھاتے کھاتے اٹھ کر اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لا کر ایسے مہمان کے سامنے رکھ دیتے۔

ایک روایت الحکم میں ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی منشی عبد الحق صاحب جب تک یہاں رہے حضرت کی مہمان نوازی کے معترف رہے اور اس کا ان کے قلب پر خاصا اثر تھا۔ میں نے ان ایام میں دیکھا کہ حضرت قریباً روزانہ منشی عبد الحق صاحب کو سیر سے واپس لوٹتے وقت یہ فرماتے کہ آپ مہمان ہیں آپ کو جس چیز کی تکلیف ہو مجھے بے تکلف کہیں کیونکہ میں تو اندر رہتا ہوں اور نہیں معلوم ہوتا کہ کسی کو کیا ضرورت ہے۔ آج کل مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے بعض اوقات خادم بھی غفلت کر سکتے ہیں۔ آپ اگر زبانی کہنا پسند نہ کریں تو مجھے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ مہمان نوازی تو میرا فرض ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: اب کسی کو یہ خیال گزرے کہ میں تو آرام سے الگ رہتا ہوں اور سارے لوگ مہمان نوازی میں جتے ہوئے ہیں۔ اب یہ زمانہ بدل چکا ہے۔ ہزاروں لاکھوں مہمان سلسلہ کے آتے رہے ہیں۔ قادیان میں بھی یہاں بھی ہزارہا آتے ہیں، انڈونیشیا میں بھی۔ مگر میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ ہر آنے والے کے لئے اٹھ کر خود پیش کروں اور اس طرح خدمت کروں مگر اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرنے کی بیحد کوشش کیا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے ہمارے گھر بہت کثرت سے مہمان آکر مجلس لگایا کرتے تھے اور غالباً حضرت مرزا صاحب (مکرم مرزا عبد الحق صاحب مراد ہیں۔ مرتب) بھی کبھی ان کی مجلس میں شامل ہوتے ہوں۔ اس وقت جہاں تک ممکن تھا ان کے لئے خود اندر سے چیزیں لا کر کھانا پیش کیا کرتا تھا، مشروب پیش کیا کرتا تھا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ بیوی کی طبیعت خراب تھی یا نوکرانی گھر پہ نہ ہوتی تو میں خود ان کے لئے روٹی پکاتا اور وہ روٹی لے کر ان کے سامنے پیش کیا کرتا تھا۔ یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اب میرے اور حالات ہیں اب آپ سب لوگ جو خدمت کر رہے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام ہیں اور میری نمائندگی میں ہی ایسا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

❁ میزبانی کے ساتھ جلسہ بھی سنیں:

انگلستان کے احمدیوں کو چاہئے کہ وہ ذوق شوق کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوں۔ بغیر کسی عذر کے کوئی غیر حاضر نہ رہے۔ بعض لوگ تین دن کی بجائے صرف دو دن یا آخری دن کے لئے آجاتے ہیں اور ان کے آنے کا مقصد صرف میل ملاقات ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی برکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے تینوں دن حاضر رہیں اور ہر لحاظ سے مستفید ہوں۔ جو میزبان ہیں ان کو اپنے گھر اپنے دل کی فراخی کی طرح کھلے کرنے چاہئیں اور خدمت کرنی چاہئے لیکن جلسے سے محروم نہ رہیں کیونکہ مہمانی کا مقصد یہ تو نہیں کہ ان کو کھانا کھلایا جائے۔ اصل مہمانی کا مقصد ہے کہ روحانی مائدہ دیا جائے اور روحانی کھانا خود بھی کھائیں اور ان کو بھی کھلائیں۔

❁ شعبہ مہمان نوازی کا فرض:

جہاں تک جماعت کے دوستوں کا تعلق ہے جو انگلستان میں رہتے ہیں یا مختلف مہمان نوازی کے شعبوں میں خصوصیت کے ساتھ متعلق ہیں ان کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مہمانوں کے دل نازک ہوا کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنے رشتہ داروں یا عزیزوں کے گھر ٹھہریں گے اور وہ دیر سے ان کو جانتے ہیں، ان کا معاملہ الگ ہے لیکن کچھ ایسے بھی جو محض خدا کی خاطر آئے، کسی کو جانتے نہیں، ان کی مہمان نوازی شعبے نے کرنی ہے۔ اور وہ ذاتی مہمان نوازی نہیں مگر اللہ کی خاطر ہے۔

❁ توفیق کے مطابق مہمان نوازی کریں:

بعض لوگ دھوکے میں کہ نیکی پر خرچ کرو جتنے مرضی قرضے اٹھاؤ سب جائز ہے وہ ضرورت سے بڑھ کر خرچ کر دیں۔ ایسے نیک نیت لوگ جو حقیقت میں غلطی خوردہ ہیں، ان کے لئے نصیحت ہے کہ ایسا نہ کرنا ورنہ یہ شیطانی کام ہو گا جو تمہیں نقصان پہنچائے گا۔

پس مہمان نوازی میں توفیق ضروری ہے۔ ایسی توفیق جو کھینچ کر لمبی تو کی جا سکتی ہے مگر اس کی حدود سے باہر نہیں نکلا جا سکتا۔ تو مہمان کے لئے اس حد تک آپ اپنی وسعتوں کو بڑھائیں کہ آپ کی مہمان نوازی کی وسعت تو بڑھے لیکن اپنی ذات پر بے شک تنگی آئے۔ لیکن ایسی وسعت نہ کریں جیسے دکھاوے والے دنیا کو دکھانے کی خاطر خرچ کیا کرتے ہیں اور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کر دیتے ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کی مہمان نوازی اسی رنگ کی ہو گی۔

❁ نازک مزاج لوگوں سے دلداری:

ایک بات جو جلسے کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ جلسے پر بہت سے لوگ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نازک مزاج بن کر آتے ہیں اور اس میں کچھ ان کا حق بھی شامل ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اتنی دور سے آئے ہیں، محض خدا کی خاطر آئے ہیں اس لئے ہمارا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض دفعہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر میزبان کا یہ کام نہیں ہے کہ ناراض ہو۔

❁ اعلیٰ اخلاق سے بد انتظامی کا خاتمہ:

اگر انتظامی طور پر کچھ مشکلات پیش آتی ہیں تو اخلاق فاضلہ کو بڑھ جانا چاہئے نہ کہ کم ہونا

چاہئے۔غالب کہتا ہے ؎

بہرہ ہوں میں تو چاہئے دونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر

کہ میں بہرا ہوں لیکن اے بولنے والے دو دفعہ کہہ دیا کرو اونچی بولا کرو۔ سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر۔ میں دوبارہ بات کہے بغیر سن نہیں سکتا۔ تو قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات ہے کہ ایک عام انسان ایک عام آواز میں کسی سے مخاطب ہو اور وہ نہ سنے۔ لیکن اس کا دوبارہ کہنا اور زور سے کہنا یہ قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات نہیں۔ یہ دستور کے مطابق بات ہے۔ پس اگر کسی موقعہ پر کسی دوسری طرف سے بدانتظامی ہو تو اعلیٰ اخلاق سے آپ اس بدانتظامی کا قلع قمع کر سکتے ہیں یا اس کو زائل کر کے ایک نظام جماعت کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ تو انتظام کو کہاں برقرار رکھنا ہے، کہاں اعلیٰ انتظام کی خاطر جو اخلاقی نظام ہے، جو جماعت کی اولین ذمہ داری ہے وہاں نظام کی چھوٹی چیزوں کو قربان کرنا ہے یہ حکمت کا بھی معاملہ ہے اور اخلاقِ فاضلہ کا بھی ہے۔

مہمان نوازی میں سنت ابراہیمی کو رواج دیا جائے

جو مہمان حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہوئے وہ دراصل فرشتے تھے لیکن انسانی روپ میں، اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہچانا نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مُکْرَمِیْن مہمان تھے، بہت معزز مہمان تھے باوجود اس کے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہچانا نہیں مگر اتنا کہا کہ ہیں اجنبی اور اس پہلو سے اجنبی ہوتے ہوئے بھی ان کی مہمانی کا پورا حق ادا کیا۔ جلسے پر بہت سے جانے پہچانے بھی آئیں گے اور بہت سے اجنبی بھی ہونگے۔ جو اجنبی ہوں ان کا بھی ایک حق ہے اور جو کوئی کسی کے گھر آتا ہے اور گھروں کے علاوہ جو جماعت کا مہمان بن کر جلسے پر آتا ہے اس کے حضور کچھ پیش کرنا بغیر یہ پوچھے کہ آپ کھا چکے ہیں یا نہیں کھا چکے، یہ سنت ابراہیمی ہے۔

❁ مہمان نوازی کا عظیم اجر:

مسند احمد کی روایت ہے جو حضرت شُرَیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہوئی ہے۔ آپؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ 'اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' یہ بہت گہرا مضمون ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کی بھی ایک مہمان نوازی ہونی ہے۔ جو اللہ نے کرنی ہے۔ تو جو اللہ کے بندوں سے اعلیٰ مہمان نوازی کا برتاؤ کرے وہ یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ میرا اللہ بھی میری اعلیٰ مہمانی فرمائے گا۔

❁ مہمان سے خندہ پیشانی کا سلوک:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔ تو یہ بھی مہمان نوازی کی قسمیں ہیں خواہ آپ کا براہ راست مہمان ہو یا نہ ہو اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ اور سارے جلسے پر یہ ماحول ہو کہ ہر شخص مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے ہر ایک کا استقبال کر رہا ہو۔

❁ مہمان کی حیثیت کے مطابق عزت و تکریم:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی عزت و تکریم کرو۔ یہ میں نے اس لئے بیان کرنا ضروری سمجھا ہے کہ ہمارے بہت سے ایسے مہمان ہیں جو جماعت سے تعلق نہیں رکھتے اور مختلف دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے ہیں۔ ان کا جو الگ انتظام ہوتا ہے اور غیر معمولی توجہ دی جاتی ہے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بعض مہمانوں کو تو عام مہمانوں میں شامل کیا گیا ہے بعض سے خاص سلوک ہو رہا ہے۔ یہ خاص سلوک حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق ہوتا ہے اور یہ حدیث اس پہ گواہ ہے۔

❁ متفرق ہدایات:

یہ بھی ایک سنت ہے کہ مہمانوں کو نماز کے لئے بیدار کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپؐ آتے تو لوگوں کو نماز کے لئے اٹھاتے۔

اگر کسی مہمان کو اپنی کار وغیرہ میں بٹھائیں تو ہرگز کرایہ کے طور پر نہ ایسا کریں ان سے کسی قسم کے کرایہ کا مطالبہ جائز نہیں۔ مہمانوں کی خدمت اپنا شعار بنائیں اور محبت، خلوص و قربانی کے جذبہ سے ان کی خدمت کریں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّافِیْ ۔ لَاشَافِیَ اِلَّا اَنْتَ ۔ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ

ہومیو پیتھی طریق علاج کے ذریعہ

خدمت خلق اور حیرت انگیز شفا کے

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

نمبر ۱۷

آپ کے تجربہ میں بھی ایسے غیر معمولی شفا کے ایمان افروز واقعات ہوں تو اپنے ملک کے امیر صاحب یا مبلغ سلسلہ کی تصدیق اور توسط سے ہمیں بھجوائیں تا کہ وہ بھی الفضل کے ذریعہ ریکارڈ میں محفوظ ہو جائیں۔(مدیر)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ، محنت اور دعاؤں کے نتیجہ میں دنیا بھر میں احمدیوں کے ذریعہ ہومیو پیتھی طریق علاج ہزاروں مریضوں کی شفا کا موجب بن رہا ہے۔ بالخصوص دعوت الی اللہ کے نیک مقاصد میں یہ ذریعہ بہت ممد ثابت ہو رہا ہے اور حیرت انگیز طور پر شفا کے غیر معمولی واقعات رونما ہو رہے ہیں جو غیروں کو نمایاں طور پر یہ احساس دلاتے ہیں کہ شافی مطلق اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ۔

مکرم وسیم احمد صاحب ظفر ریجنل مشنری آئیوری کوسٹ بیان کرتے ہیں کہ:

گانیوا (Gagnoa) شہر میں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک پورا محلّہ آغوش احمدیت میں آیا ہے خاکسار کو ریجنل مشنری باسط احمد صاحب کے تعاون سے تین دن کا ہومیو پیتھی میڈیکل کیمپ لگانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ شافی خدا نے تین دن کے اندر اندر شفاء کے حیرت انگیز نمونے دکھائے۔

☆......اسی محلّہ کی بڑی مسجد کے امام صاحب کو گھٹنوں میں تکلیف کی بڑی پرانی شکایت تھی اور تکلیف اس قدر تھی کہ سیڑھیاں چڑھنا، اترنا، گاڑی میں سوار ہونا بڑا تکلیف دہ تھا۔ خاکسار نے ان کو Arnica اور Bryonia ۱۰۰۰ طاقت میں بنا کر دی۔ اس نسخہ سے ان کو حیرت انگیز طور پر شفا ہوئی اور انہوں نے پورے شہر میں اس بات کا اظہار کرنا شروع کر دیا کہ احمدیت نہ صرف روحانی بلکہ خدا کے فضل سے جسمانی بیماریوں کا بھی علاج کرتی ہے اور خدا نے احمدیوں کے ہاتھوں میں شفا رکھی ہے۔

☆......اسی طرح اسی محلّہ میں میڈیکل کیمپ کے دوران ایک مریضہ لائی گئی۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس کے پیٹ میں زخم ہیں اور ایک ہفتہ سے مریضہ نہ تو سوئی ہے اور نہ کچھ کھایا ہے اور شدید متلی ہوتی ہے۔ وہاں انتظار کے دوران ہی اس کو درد کا دورہ پڑا۔ ساتھ ہی متلی بھی تھی۔ مریضہ کی آنکھیں اُبل رہی تھیں۔ خاکسار نے فوراً حالت کے پیش نظر Acconite کی ایک خوراک دی تو مریضہ کی حالت سنبھلنے لگی۔ بعد میں اُس کو ہومیو دواؤں کا ایک مرکب بنا کر دیا۔ اگلے روز مریضہ کی والدہ اور بھائی شکریہ ادا کرنے آئے کہ آج تقریباً ایک ہفتہ بعد مریضہ نے کھانا کھایا ہے اور سکون کی نیند سوئی ہے۔ بعد میں اطلاع ملی کہ اُس دوائی سے اُس کی تکلیف تقریباً دور ہو گئی ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

☆......اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے دائو ریجن کے ایک گاؤں میں میڈیکل کیمپ لگانے کی توفیق ملی۔ ایک روز ایک نوجوان ابو بکر نامی عشاء کے بعد آیا اور کہنے لگا کہ میری بیگم کو شدید ہیضہ ہو گیا ہے۔ قے کے ساتھ پاخانے بھی شدید ہیں اور حالت بگڑ رہی ہے۔ خاکسار نے اس کو ہیضہ کے علاج کے لئے ہومیو ادویہ کا ایک مرکب بنا کر دیا لیکن اس نے گھر جا کر دوائی ایک طرف رکھ دی۔ رات دس بجے پتہ چلا کہ اس مریضہ کو گاڑی میں قریبی شہر کی ڈسپنسری لے گئے ہیں۔ وہاں مریضہ کو ڈرپس اور انجکشن لگے لیکن حالت نہ سنبھلی۔ صبح تین بجے واپس آ گئے۔ گھر پہنچنے پر اس کو ہومیو پیتھی دوائی نظر آئی۔ اس نے آخری حربہ کے طور پر مریضہ کو اس کی ایک خوراک دی۔ حالت معمولی سی سنبھلی۔ اس نے معمولی وقفہ سے دو تین خوراکیں دیں۔ صبح فجر کی نماز تک مریضہ خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہو گئی۔ فجر کی نماز پر اُس نے خاکسار کو سارا قصہ سنایا اور شکریہ ادا کیا اور سب کے سامنے ہومیو دوائی کی تعریف کی۔ اُس دن کیمپ پر اس کثرت سے مریض آئے کہ ہمارے پاس دوائیاں کم پڑ گئیں۔ ان کے مطالبہ پر ایک ہفتہ بعد دوبارہ کیمپ لگایا۔ ان میں مریضوں کی کثیر تعداد غیر از جماعت کی تھی۔

☆......☆......☆

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Mobile:07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

KMAS TRAVEL
وہ تمام احباب جو امسال جلسہ سالانہ لندن پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ
Calais/Dover/Calais روٹ پر جانے کے لئے
فیری کے سستے ٹکٹ کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔ نیز ہوائی جہاز کے سستے ٹکٹ بھی دستیاب ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ، فرانس اور Swiss کے احباب بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔
KMAS TRAVEL
DIESEL Str - 20, 64293 DARMSTADT (Germany)
Phono:0049-6151- 8700646 - 6150 - 866391
HANDY: 0170-5534658

بقیہ: (خطبہ جمعہ ۲۷؍ نومبر ۱۹۹۲ء)
از صفحہ نمبر ۲

حتی المقدور کوشش کرنی ہوگی۔

یہ بوجھ دو طریق پر ہلکا ہوتا ہے۔ اول یہ کہ حوصلے کے ساتھ، صبر کے ساتھ انسان اس کوشش میں لگ جائے کہ کام خواہ کتنا بڑا ہو مَیں نے ہی کرنا ہے اور وہ تھوڑا تھوڑا لے کر حسب توفیق اس کام کو کرنا شروع کردے۔ ہر روز اگر انسان کچھ کام کر کے سوئے، کچھ ذمہ داریاں ادا کر کے سوئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک طمانیت نصیب ہوتی ہے۔ جو نیند ایک تھکے ہوئے مزدور کو آتی ہے وہ ایک عیاش امیر کو نہیں آسکتی جس کو پتہ ہی نہیں کہ بدن تھکتا کیسے ہے، کیسے محنت کی جاتی ہے۔ جو روٹی کا مزہ ایک بھوکے کو آتا ہے وہ ایک ایسے عیاش کو کیسے آسکتا ہے جس نے اپنے معدے کو ٹھونس ٹھونس کر ستیاناس کیا ہوا ہے۔ کوئی طلب نہیں اس کو، چورنیں کھانی پڑتی ہیں تاکہ بھوک کا مزہ پیدا ہو۔

لیکن جو قدرتی مزہ بھوک کا ہے وہ چیز ہی اور ہے۔ بھوک کی حالت میں جن لوگوں نے تجربہ کیا ہے، ہمیں کئی دفعہ ایسے تجربے ہوئے ہیں کہ سفر کی حالت میں، شکار کی حالت میں، شدید بھوک کے وقت روٹی کا ایک ٹکڑا اور پیاز اور نمک مرچ وہ مزا دے جاتے ہیں کہ بڑی سے بڑی دعوت بھی وہ مزا نہیں۔ دیتی تو نیند کا مزا بھی وہی ہے جو کمائی جائے وہی نیند لطف دیتی ہے خواہ وہ تھوڑی ہو، بڑا دل کو سکون بخشتی ہے۔

پس ہر عہدیدار کو اس خیال سے محنت کرنی چاہئے کہ میری ذمہ داری ہے اور کوئی دن مجھ پر ایسا نہ گزرے کہ مَیں اس ذمہ داری کے کسی حصے کو ادا نہ کر رہا ہوں۔ اس لگن سے جب عہدیدار کام شروع کردیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر کام آسان ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک دن کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا پھر دوسرے دن کا بوجھ ہلکا ہو گا پھر تیسرے دن کا بوجھ ہلکا ہوگا اور رات کو جب تہجد کے لئے اٹھے گا تو یہ دعا کرے گا ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ. وَاعْفُ عَنَّا . وَاغْفِرْلَنَا . وَارْحَمْنَا . اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ کہ اے خدا! ہم نے تیرے لئے بوجھ اٹھائے ہیں۔ ہم پر جو تو بوجھ ڈالتا ہے ایسے بوجھ نہ ہوں جن کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ اس

مضمون کو، دل سے دعا کرنے کے نتیجے میں انسان سمجھ سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں سمجھ سکتا۔ وہ شخص جس نے دن بھر محنت کی ہو اور پھر رات کو یہ دعا کرتا ہے اس پر اس دعا کا حقیقی مضمون روشن ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھ رہا ہوتا کہ خدا مجھ پر ایسی ذمہ داری ڈال دے گا جس کی مجھ میں طاقت ہی نہیں ہے۔ وہ اس رنگ میں اس دعا کا مفہوم سمجھتا ہے کہ اے خدا میرے بوجھ تُو نے ہلکے کرنے ہیں۔ مجھ میں تو کوئی طاقت نہیں ہے۔ جو تو نے بوجھ ڈالا ہے اس کی طاقت بھی عطا کر۔ یہ مراد ہے اس دعا سے۔

﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ﴾ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو مَیں کام نہیں کرتا وہ میرے سر سے ٹالتا چلا جا۔ اگر یہ مطلب ہو تو ہر انسان دنیا کا سب سے نکما انسان بن کر مرے گا کیونکہ انسان کو عادت ہے کام ٹالنے کی۔ مراد یہ ہے کہ اے خدا مَیں نے کر کے دیکھا ہے، مَیں نے جان ماری ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ مجھ میں طاقت نہیں ہے پس تُو تو طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالنے والا نہیں ہے، میری طاقت بڑھا۔ یہ اس دعا کا مفہوم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پھر طاقت بڑھاتا چلا جاتا ہے اور میرا ساری زندگی کا تجربہ ہے کہ کبھی بھی یہ دعا نامقبول نہیں ہوتی، رَدّ نہیں کی جاتی۔ اگر اس کے مضمون کا حق ادا کرتے ہوئے، اس کو سمجھتے ہوئے آپ یہ دعا کرتے ہیں خدا ضرور سنتا ہے اور ضرور آپ کو طاقت عطا فرماتا ہے، آپ کو مددگار مہیا کرتا ہے، دنیا کے حالات میں تبدیلیاں پیدا کرتا ہے، آپ کی وہ دلی خواہشات جو اس کی خاطر دل میں پیدا ہوئی ہیں ان کو پورا کرنے کی کوشش فرماتا ہے۔

پس ایک عہدیدار جب اپنی امانت کا حق ادا کرنا چاہے تو یہ دو ہی رستے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنی امانت کو سمجھے کہ ہے کیا۔ اس کا احاطہ کرے اس کی تفاصیل کا اس کو علم ہونا چاہئے اور پھر وہ ہر اس چیز پر ہاتھ ڈالے جس کی اس میں طاقت ہے خواہ تدریجاً ڈالے، مگر چھوڑے نہ رکھے۔ ایک پہلو بھی اس کی امانت کا ایسا نہ ہو جسے وہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے۔ ایک دم نہیں اٹھتی تو رفتہ رفتہ اٹھائے لیکن اٹھائے ضرور اور جب کوئی امانت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے، اس کا بوجھ محسوس ہوتا ہو، اس وقت دعا کرے کیونکہ بغیر بوجھ محسوس کئے جو دعا کی جاتی ہے کہ اے خدا ہمارے بوجھ ٹال دے، ہمیں طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ دے یونہی فرضی اور خیالی باتیں ہیں۔ اس دعا کا حقیقت سے اور خدا کی قبولیت سے کوئی تعلق قائم نہیں ہوتا۔ جب بھوکا روٹی مانگتا ہے اس کی آواز اور ہوتی ہے اور بغیر بھوک کے آپ روٹی طلب کریں اس آواز میں فرق ہوگا، زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تبھی خدا تعالیٰ نے دعا کے ساتھ مضطر کی شرط لگا دی ہے کہ جب مَیں مُضطر کی آواز سنتا ہوں تو اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ تو ایک عہدیدار کا اضطرار یہ ہے کہ وہ کام پر ہاتھ ڈالے، اس کا بوجھ محسوس کرے، جانتا ہو کہ اکیلا اس سے یہ کام ہونا نہیں ہے اور کوشش ضرور کرے تب وہ خدا کے حضور عاجزانہ گرے اور کہے اے خدا! تُو طاقت عطا فرماتا چلا جا۔ جب اس طرح محسوس کر کے دعا کی جائے گی تو وہ غیب سے ایسے ہاتھ کو دیکھے گا جو غیب کا ہاتھ نہیں رہے گا بلکہ ظاہر ہوگا اور اس کے بوجھ اٹھائے گا اور اس کے بوجھوں کو ہلکا کردے گا اور وہ اپنے کاموں کو پہلے سے زیادہ بڑھ کر روانی اور عمدگی کے ساتھ اور سلاست کے ساتھ ادا کرنے کی اہلیت اختیار کرتا چلا جائے گا۔

ابھی اس کی اور بھی مثالیں دینے والی ہیں اور بھی بعض عہدے ہیں جن کے متعلق مَیں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تو انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں اب اس مضمون کو جاری رکھوں گا۔ اس عرصے میں جس حد تک آواز عہدیداروں تک پہنچی ہے جو اس کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں وہ ابھی سے اس کی طرف توجہ شروع کردیں تاکہ مجھے یہاں بیٹھے دکھائی دینے لگے کہ خدا کے فضل سے کاموں کے انداز میں پاکیزہ تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

اگر سیکرٹری اشاعت نے کام کرنا ہے تو اسے آغاز ہی سے اپنی ذمہ داریوں کی ہر تفصیل کو سمجھنا ہوگا۔

تیرے دیدار کی امید کا سامان ہوا

شہر سرسبز میں برسات کا موسم آیا
ایسا لگتا ہے طلسمات کا موسم آیا

ہاں وہی بات کہ جو وقت کا پابند نہیں
آج لگتا ہے کہ اس بات کا موسم آیا

تیرے دیدار کی امید کا سامان ہوا
پھر مری ذات میں جذبات کا موسم آیا

پھر زمانے نے محبت کو سمجھنا چاہا
پھر مرے سیدؑ و ساداتؑ کا موسم آیا

جب بھی زخموں میں مہکنے کی تمنا جاگی
ہر طرف تیرے خیالات کا موسم آیا

شاید اُس جسم کو پھر چوم کے آئی ہے ہوا
ہرطرف جس سے کرامات کا موسم آیا

جگمگاتے ہوئے پردیس میں بھی تیری قسم
یاد ہم کو ترے دن رات کا موسم آیا

(آصف محمود باسط)

MTA + DIGITAL CHANNELS skydigital

You can now watch MTA on 13°E and on Sky 28.2°E in UK and Europe.
We supply and install all makes, for fixed or motorised systems across UK and Europe.
Installation engineer's phone numbers as listed:

UK ENGINEER LIST		EUROPE ENGINEER LIST	
London:	0208 480 8836	France:	01 60 19 22 85
London:	07900 254520	Germany:	08 25 71 694
London:	07939 054424	Germany:	06 07 16 21 35
London:	07956 849391	Italy:	02-35 57 570
London:	07961 397839	Spain:	09 33 87 82 77
High Wycombe:	01494 447355	Holland:	02 91 73 94
Luton:	01582 484847	Norway:	06 79 06 835
Birmingham:	0121 771 0215	Denmark:	04 37 17 194
Manchester:	0161 224 6434	Sweden:	08 53 19 23 42
Sheffield:	0114 296 2966	Switzerland:	01 38 15 710
W.Yorkshire:	07971 532417		
Edingburgh:	0131 229 3536		
Glasgow:	0141 445 5586		

PRIME TV
B4U
SONY
BANGLA TV
ARY DIGITAL
ZEE TV

MAIL ORDER
SMS, Unit 1A Bridge Road
Camberley, Surrey. GU15 2QR. UK
Tel: 01276 20916 Fax: 01276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
EXPORT

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت اور رسائل بھجوانے کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ (براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں):-

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اخبار "الفضل انٹرنیشنل" کا انٹرنیٹ ایڈیشن جماعت کی مرکزی ویب سائٹ "alislam.org" پر مہیا ہے۔ "الفضل ڈائجسٹ" (سالِ اوّل) کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مسیح موعودؑ کے اصحابؓ کا ذوقِ عبادت

ماہنامہ "خالد" ربوہ دسمبر ۲۰۰۱ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں مکرم سہیل ثاقب بسرا صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اصحابؓ کے ذوقِ عبادت کا نقشہ کھینچا ہے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے لئے آخری عمر میں چلنا پھرنا بھی مشکل ہوگیا تھا لیکن آپؓ نماز باجماعت کے اس قدر پابند تھے کہ دارالعلوم سے پیدل چل کر مسجد مبارک آتے لیکن نماز باجماعت میں کبھی ناغہ نہ کرتے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک خادم حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے التزام نماز کے بارہ میں فرماتے ہیں: "مَیں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرض الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میت کی طرح ہوگیا تھا، التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بیہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا تھا۔ مَیں جانتا ہوں کہ انسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نمازیں ادا کرتا ہے اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اس کو نماز سے روک نہیں سکتیں، وہ بے شک خدا تعالیٰ پر ایک سچا ایمان رکھتا ہے"۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۵۴۰)

حضرت خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحبؓ کے بارہ میں فرمایا: "نماز کے عاشق تھے، خصوصاً نماز باجماعت کے قیام کیلئے آپ کا جذبہ اور جدوجہد امتیازی شان کے حامل تھے۔ بڑی باقاعدگی سے پانچ وقت مسجد میں جانے والے۔ جب دل کی بیماری سے صاحب فراش ہوگئے تو اذان کی آواز کو ہی اس محبت سے سنتے تھے، جیسے محبت کرنے والے اپنے محبوب کی آواز کو۔ جب ذرا چلنے پھرنے کی سکت پیدا ہوئی تو بسا اوقات گھر کے لڑکوں میں سے ہی کسی کو پکڑ کر آگے کر لیتے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے جذبہ کی تسکین کر لیتے"۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے بارہ میں حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے مولوی صاحبؓ کی رفاقت میں نماز کے لئے مسجد مبارک میں جانے کا موقع ملا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو نماز ختم ہوچکی تھی۔ چنانچہ آپ مجھے اپنے ہمراہ لئے مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے لیکن وہاں بھی اتفاق سے نماز ختم ہوچکی تھی۔ اب آپؓ مجھے ساتھ لے کر مسجد فضل کی طرف چل پڑے۔ وہاں نماز کھڑی تھی چنانچہ ہم نے نماز باجماعت ادا کی۔

حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں مجھے اکثر یہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نماز عشاء کے بعد کافی دیر تک نوافل میں انہماک اور توجہ کے ساتھ مشغول رہتے۔ بہت لمبا سجدہ کرتے اور نماز کو کافی طول دینے کی وجہ سے اکثر بھول جاتے کہ دو رکعات پڑھ چکے ہیں یا ایک۔

محترم مولوی محمد شریف صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ پانچوں نمازیں مسجد مبارک میں ادا فرماتے تھے۔ مینہہ ہو یا آندھی ہو، اندھیری رات ہو، سخت دھوپ ہو، جلسہ ہو جلوس ہو، مشاعرہ ہو، مناظرہ ہو، عام تعطیل ہو یا خاص، آپ نماز کھڑی ہونے سے بہت پہلے اپنے مقررہ وقت پر اپنی مقررہ جگہ پر موجود ہوتے تھے۔ آپؓ کی نمازوں کے خشوع و خضوع کو وہی لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جو اس کوچہ یار ازل سے کچھ آشنائی رکھتے ہوں۔

مکرم مولوی سلیم اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ کی صاحبزادی حلیمہ بیگم نزع کی حالت میں تھیں کہ اذان ہوگئی۔ آپؓ نے بچی کا ماتھا چوما اور سر پر ہاتھ پھیرا اور سپرد خدا کر کے مسجد چلے گئے۔ نماز کے بعد جلدی سے اٹھ کر واپس آنے لگے تو کسی نے اس جلدی کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ نزع کی حالت میں بچی کو چھوڑ کر آیا تھا، اب فوت ہوچکی ہوگی۔ اُس کے کفن دفن کا انتظام کرنا ہے۔ چنانچہ دوسرے دوست بھی گھر تک آئے تو بچی وفات پاچکی تھی۔

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحبؓ قادیانی قبول احمدیت سے قبل ہندو تھے۔ جب اسلام قبول کرلیا تو آپؓ کے والد دھوکہ دے کر آپؓ کو قادیان سے گھر لے گئے اور وہاں سختیوں کی انتہا کردی۔ نماز سے بھی روکا گیا۔ ایسے میں بعض اوقات آپؓ کو کئی کئی نمازیں ملا کر پڑھنا پڑتیں یا اشاروں میں نماز ادا کرنا پڑتی۔ کبھی کسی بہانہ سے کھیتوں میں جاتے اور نماز ادا کرتے۔

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ نماز اور استغفار میری والدہ حضرت حسین بی بی صاحبہؓ کی غذا تھی۔ جن دنوں سحری کے وقت جسمانی تکلیف کے باعث اٹھنے سے قاصر رہتیں تو اس کی کمی نماز چاشت کے نوافل سے پوری کرنے کی کوشش فرماتیں۔

حضرت منشی امام الدین صاحبؓ کا گاؤں بٹالہ سے چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپؓ اور آپ کی بیوی ہر جمعہ کے روز صبح گاؤں سے پیدل چلتے۔ نماز جمعہ باقاعدگی سے قادیان میں ادا کرتے اور شام تک واپس اپنے گھر پہنچ جاتے۔

حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کو ایک لمبا عرصہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہنے کی توفیق ملی۔ آپؓ، نابینا ہونے کے باوجود، سب سے پہلے مسجد پہنچتے، اذان کہتے اور پھر ایسی جگہ پہلی صف میں کھڑے ہوتے کہ حضرت صاحبؑ کے ساتھ ہی جگہ ہو۔ ٹھیک وقت پر مسجد کی طرف آنے سے اُن کا وجود دوسروں کے لئے ایک خطا نہ کرنے والی گھڑی جیسا تھا۔ نماز کی باجماعت پابندی کے علاوہ نوافل اور تہجد بھی التزام سے پڑھتے تھے۔

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خنساءؓ عرب کی وہ مشہور شاعرہ ہیں جنہیں اسلام کی بے مثال خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ قبیلہ مُضَر کے خاندان سُلَیم سے تعلق تھا اور نجد کی رہنے والی تھیں۔ اصل نام تماضر تھا۔ عمرو بن الشرید بن ریاح کی بیٹی تھیں۔ والد اور دو بھائی بنوسُلَیم کے سردار تھے۔ آپؓ کے مختصر حالات روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶/نومبر ۲۰۰۱ء میں مکرم غلام مصباح صاحب کے مضمون کی زینت ہیں۔

ابتداء میں خنساءؓ کبھی کبھار شعر کہتی تھیں لیکن جب آپؓ کے دونوں بھائی ایک قبائلی جنگ میں قتل ہوگئے تو اس حادثے کے بعد آپؓ نے دونوں بھائیوں کی یاد میں کئی مرثیے کہے اور انہی مرثیوں کی وجہ سے آپؓ بہت مشہور ہوئیں۔ آپ کے اشعار میں سوز، کسک اور درد ہے۔ اکثر علماء و ناقدین کا اتفاق ہے کہ اسلام سے قبل اور اسلام کے بعد خنساء سے بڑھ کر کوئی شاعرہ نہ تھی اور نہ اس کے بعد پیدا ہوئی۔ اگرچہ بعض لوگ لیلیٰ کو فضیلت دیتے ہیں لیکن مرثیہ گوئی میں خنساء کے بلند مقام کو ضرور مانتے ہیں۔ عربی کے بہت سے مشہور شعراء نے آپؓ کو عظیم ترین شاعرہ تسلیم کیا ہے۔

جب اسلام کا ظہور ہوا تو خنساء اپنی قوم کے وفد کے ساتھ شامل ہو کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اسلام قبول کرلیا۔ آنحضور کو آپؓ کی شاعری بہت پسند تھی۔ آپؐ سے سنانے کی فرمائش کرتے اور داد دیتے تھے۔

حضرت خنساء کی ساری زندگی دکھوں میں اسلام کی خدمت کرتے ہوئے گزری۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو آپؓ اپنے چاروں بیٹوں کو لے کر میدان جنگ میں آئیں اور اُنہیں مخاطب کرکے کہا کہ تمہارے باپ نے اپنی زندگی میں ہی ساری جائیداد تباہ کردی تھی، اُس نے میرے ساتھ کوئی حسن سلوک بھی نہیں کیا تھا۔ مَیں نے اپنی ساری زندگی نیکی سے گزاردی۔ میرے تم پر بہت حقوق ہیں۔ کل جب کفر و اسلام میں مقابلہ ہو تو تم استقلال سے دشمن کا مقابلہ کرنا۔

اس جنگ کے دوران بھی حضرت خنساء اپنے بیٹوں کو میدان میں جمے رہنے پر ابھارتی رہیں۔ آپؓ کے چاروں بیٹے میدان جنگ میں شہید ہوگئے لیکن آپؓ کے منہ سے آہ تک نہ نکلی بلکہ خدا تعالیٰ کا شکر کیا۔ آپؓ نے حضرت معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴/نومبر ۲۰۰۱ء میں شامل اشاعت مکرم محمود الحسن صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

عشق ایثار تک نہیں پہنچا
تُو ابھی دار تک نہیں پہنچا
تیرا ایمان ہے ترے دل میں
تیرے کردار تک نہیں پہنچا
دل تو پہنچا دیا ہے لیکن مَیں
اپنے دلدار تک نہیں پہنچا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲/نومبر ۲۰۰۱ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپؓ کے بیٹے مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے اباجان سے پوچھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو جو الہامات آپؓ کے متعلق ہوئے ہیں، اُن میں آپؓ کو مختلف القابات سے نوازا گیا ہے، ان القابات میں سے آپؓ کو کونسا زیادہ اچھا لگتا ہے۔ آپؓ نے بلاتوقف جواب دیا: "طفلی"۔ حقیقت یہ ہے کہ خاکساری وانکساری ہی آپؓ کا اوڑھنا بچھونا رہا۔

مجھے بے شمار مواقع یاد ہیں جب کوئی دردمند آپؓ سے مشورہ کے لئے حاضر ہوتا۔ آپؓ اُس کی سسکیاں لیتے وجود کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دیتے اور ہر طرح سے اُس کی دلجوئی کرتے کہ وہ پُرسکون کیفیت میں سلام کرکے یوں رخصت ہوتا جیسے آپ نے اُس کے درد کو جذب کرلیا ہو۔

ایک بار مَیں نے پوچھا کہ حضرت مصلح موعودؓ اور آپؓ کی عمروں میں زیادہ فرق نہیں ہے مگر اُن کا آپؓ پر رعب بہت ہے۔ یہ کیفیت خلافت کے بعد ہوئی یا بچپن سے ہی اسی طرح ہے؟ فرمایا:

Some children are born to rule

یعنی بعض بچے پیدائشی قائدانہ صلاحیت رکھتے ہیں اور حضورؓ میں یہ صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی۔ خلافت کا اپنا رعب اور دبدبہ ہوتا ہے اور پیدائشی

صلاحیت اس کے علاوہ رہتی ہے۔

ایک بار مَیں نے اباجان سے پوچھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی نظم میں سب بچوں کیلئے دعا کی ہے "دے ان کو دین و دولت"۔ لیکن سوائے چچا ابا کے اَور کسی کے پاس دولت نہیں ہے، خاص طور پر آپؓ کے پاس نہیں ہے۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ غریب وہ ہوتا ہے جس کی ضرورتیں پوری نہ ہوتی ہوں۔ اوّل تو میری ضرورتیں ہی محدود ہیں جو تمام اللہ تعالیٰ پوری کردیتا ہے۔ اگر تمہارا اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت صاحب کے پاس کار ہے اور میرے پاس نہیں ہے تو کار حضرت صاحب کی ضرورت ہے۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ دین کے علاوہ ایک دنیاوی حیثیت سے بھی مقام دیتا ہے۔ دوسرے حضرت صاحب اپنی فیملی کے ساتھ ہر سال گرمیوں میں پہاڑ پر چلے جاتے ہیں اور مَیں نہیں جاتا۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔ حضرت صاحب کو گرمی زیادہ لگتی ہے اور اُن کی صحت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ ہر سال پہاڑ پر جائیں۔ یہ صرف اُن کی صحت کا ہی سوال نہیں، قوم کو ضرورت ہوتی ہے کہ اُس کا لیڈر صحتمند ہو۔ جہاں تک میرا سوال ہے تو میرا دل ہی نہیں چاہتا کہ مَیں قادیان چھوڑ کر باہر جاؤں۔ اس طرح مجھے تو نہیں لگتا کہ مَیں غریب ہوں۔

❀ ❀ ❀

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍نومبر ۲۰۰۱ء کی زینت، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی یاد میں کہی ہوئی مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

گو بڑا رتبہ تھا دربارِ خلافت میں مگر
ہر قدم تیرا رہا حدِ ادب کے اندر
بارہا دورِ پُرآشوب سے گھبراتا تھا دل
تُو جو دیتا تھا تسلّی تو سنبھل جاتا تھا دل
قافلہ اب بھی رہِ بیم و رجا پر ہے رواں
آج بھی راہ نما ہیں تیرے قدموں کے نشاں
چاند گو ڈوب گیا چاندنی باقی ہے ابھی
بجھ گئی شمع مگر روشنی باقی ہے ابھی

❀ ❀ ❀

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸؍دسمبر ۲۰۰۱ء میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی سیرت کے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے مکرم عبدالمنان ناہید صاحب رقمطراز ہیں کہ میرے نانا حضرت منشی محمد اسماعیل صاحبؓ سیالکوٹی کی روایت ہے کہ حضرت میاں صاحبؓ انہیں زبانی یا تحریراً دعا کے لئے کہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت میاں صاحبؓ نے دعا کے لئے رقعہ لکھا تو حضرت منشی صاحبؓ نے آپؓ کے دفتر میں جاکر عرض کیا کہ میاں! یہ خط تو آپ نے ذاتی کام کے سلسلہ میں دعا کے لئے لکھا ہے لیکن اس کے لئے انجمن کا پیڈ استعمال کیا ہے۔ اس پر حضرت میاں صاحبؓ نے فرمایا کہ مجھے اکثر کام کی زیادتی کی وجہ سے انجمن کے مقرر کردہ اوقات کار کے بعد بھی دفتر میں بیٹھنا پڑتا ہے اور مَیں اپنی ذاتی ڈاک سے بھی یہیں فارغ ہوجاتا ہوں۔ اس غرض کے لئے مَیں نے انجمن سے ایک پیڈ خریدا ہوا ہے جس کی قیمت چار آنے انجمن کے اکاؤنٹ میں جمع کروانے کی رسید یہ ہے (اور حضرت میاں صاحبؓ نے رسید حضرت منشی صاحبؓ کے سامنے رکھ دی)۔

❀ ❀ ❀

ایک مسجد کی تعمیر کی تاریخ

۱۹۶۰ء کے موسم گرما میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے بطور ناظم ارشاد وقف جدید، کشمیر کے بعض علاقوں کا دورہ کیا۔ جب آپ بھابھڑہ تشریف لائے تو ایک احمدی دوست نے برلب سڑک مسجد کے لئے جگہ پیش کی اور احباب کی خواہش پر حضور نے ایک پتھر کے ٹکڑے پر سنگ بنیاد کے لئے دعا کی جو محفوظ کرلیا گیا۔ پھر بڑے مشکل حالات میں احباب جماعت نے سخت محنت کر کے مسجد کی تعمیر کی۔ مگر پانی کی بہت دقّت تھی۔ چشمہ بہت دُور تھا۔ مسجد کے قریب ہی دریائے پونچھ بہتا تھا لیکن وہ بہت نیچے تھا کہ پانی لینا ممکن نہیں تھا۔

پھر ایک روز شدید بارش ہوئی۔ پہاڑی علاقہ میں پہاڑی نالے پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑوں کو بھی اِدھر اُدھر پھینک دیتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا نالہ تھا۔ اس بارش میں ایک بڑا پتھر اوپر سے لڑھکتا ہوا آیا اور مسجد کے ساتھ ایک بہت بڑی چٹان پر اس زور کے ساتھ لگا کہ اُس چٹان سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ اسی چشمہ سے آج مسجد کی پانی کی تمام ضرورتیں پوری ہورہی ہیں جو حضور انور ایدہ اللہ کی روحانی عظمت کا بہت بڑا نشان ہے۔

یہ واقعہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳؍دسمبر ۲۰۰۱ء میں مکرم عبدالغفور خادم صاحب کے قلم سے مرقوم ہے جو بھابڑہ میں بطور معلم خدمات سرانجام دینے کی توفیق پاتے رہے ہیں۔

❀ ❀ ❀

محترم سید یوسف سہیل شوق صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴؍نومبر ۲۰۰۱ء میں محترم سید یوسف سہیل شوق صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ آپ کو مسلسل ۲۲ سال تک ادارہ الفضل میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ ۲۶؍نومبر ۱۹۵۰ء کو ننکانہ صاحب میں محترم ڈاکٹر سید محمد احمدی صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت سید محمد حسین شاہ صاحبؓ دفتر تحریک جدید قادیان کے سیکرٹری اور حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادگان کے مختار عام رہ چکے تھے۔

محترم سہیل شوق صاحب نے ۱۹۷۷ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔اے صحافت کا امتحان پاس کیا اور پھر لاہور کے بعض اخبارات میں کام کرنے کے بعد روزنامہ "حیات" کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر اپریل ۱۹۷۹ء میں آپ نے زندگی وقف کردی اور بطور نائب ایڈیٹر روزنامہ "الفضل" خدمات سلسلہ کا آغاز کیا۔ ماہنامہ "خالد" کے مدیر بھی رہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ میں مہتمم امور طلباء کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے سیکرٹری اشاعت بھی مقرر ہوئے۔ اپنے محلّہ میں بھی بطور سیکرٹری دعوت الی اللہ اور زعیم انصاراللہ خدمت کی توفیق پائی۔

بحیثیت نائب مدیر الفضل، محترم شوق صاحب نے بہت سے اہم پروگراموں کی رپورٹنگ کی اور لاتعداد مضامین لکھے۔ MTA پر بھی کئی پروگرام پیش کئے۔ بچوں کے لئے کتب بھی لکھیں۔ آپ کو زندگی کے آخری لحات تک وقف کے تقاضے نبھانے کی توفیق ملی۔ ۲۳؍نومبر ۲۰۰۱ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آپ کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ ربوہ کے گردونواح اور دُور دُور کے علاقوں میں بھی کئی دورے کئے اور بیعتیں حاصل کیں۔ اس سلسلہ میں اپنی موٹر سائیکل اور گاڑی بھی وقف کر رکھی تھی۔ ہر وقت ہر کسی کی مدد کرنے پر آمادہ رہتے تھے۔ شعر و شاعری میں بھی کمال حاصل تھا۔ بہت عمدہ مقرر تھے۔ لمبا عرصہ "الفضل بورڈ" کے سیکرٹری کے طور پر خدمات بجالائے۔ باقاعدہ وقف کرنے سے قبل مختلف شہروں میں خدام الاحمدیہ کے مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پائی۔ احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن لاہور کے سیکرٹری بھی رہے۔

روزنامہ "الفضل" ۷؍دسمبر ۲۰۰۱ء میں مکرم عبدالسمیع خانصاحب ایڈیٹر الفضل بیان کرتے ہیں کہ محترم شوق صاحب کے پاس جب کبھی کوئی سائل اپنا کوئی بھی مسئلہ لے کر آتا تو آپ سارے کام چھوڑ کر اس مسئلہ کے حل کی طرف توجہ کرتے لیکن دفتری کام بھی نہایت عمدگی سے بروقت مکمل کرتے۔ مجھے جب ایڈیٹر مقرر کیا گیا تو میرا صحافتی تجربہ نہ ہونے کے برابر تھا اور اخبار کی بنیادی اصطلاحات سے بھی واقفیت نہ تھی۔ محترم شوق صاحب نے عمر اور تجربہ میں مجھ سے بہت زیادہ ہونے کے باوجود کبھی مجھے اس کا احساس نہیں دلایا بلکہ اپنا اختلاف بڑے ادب اور دیانتداری کے ساتھ پیش کرتے۔ بے شمار قارئین آپ کی رپورٹنگ کے معیار کو بے حد سراہتے تھے۔ آپ کے سینکڑوں مضامین نام کے بغیر شائع ہوئے۔ ربوہ کی ہر علمی تقریب کا آپ لازمی حصہ ہوا کرتے تھے۔

❀ ❀ ❀

ایک عبرت انگیز واقعہ

ماہنامہ "ربوہ" سویڈن دسمبر ۲۰۰۱ء میں مکرم داؤد احمد نوید صاحب یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں ہم وحدت کالونی لاہور میں رہا کرتے تھے۔ گھر کے سامنے ایک مسجد تھی جس کا مولوی اس لئے ہمارے خلاف تھا کہ علاقہ کے بہت سے بچے میری والدہ محترمہ سے قرآن کریم پڑھنے آتے تھے جس سے مولوی صاحب کی روزی پر ناگوار اثر پڑتا تھا۔ جب جماعت احمدیہ کو حکومت نے غیر مسلم قرار دیا تو مولوی صاحب نے علی الاعلان لوگوں پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ وہ بچوں کو قرآن کریم پڑھنے کے لئے اُس کے پاس بھیجیں۔ بچوں کے والدین نے ایک روز تنگ آکر ہمارے والد محترم حکیم محمد احمد بھٹہ صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ آپ اُس مولوی کے پاس چلیں اور اُسے سمجھائیں۔ میرے والد لوگوں کے ہمراہ مسجد میں چلے گئے تو مولوی صاحب کے پاس سوائے گالیوں کے کوئی دلیل نہ تھی۔ اُس نے حضور علیہ السلام کے بارہ میں بہت ہرزہ سرائی کی اور کہنے لگا کہ اُس نے تو مرزا صاحب کا کبھی کوئی معجزہ نہیں دیکھا۔ والد صاحب نے بحث سے بچتے ہوئے اُسے کہا کہ وہ بہت جلد مسیح موعودؑ کا معجزہ دیکھ لے گا۔

مسجد کے سامنے ایک بڑا گراؤنڈ تھا جسے ہتھیانے کی مولوی صاحب ایک عرصہ سے کوشش کر رہے تھے۔ مذکورہ بالا واقعہ کے اگلے روز ہی صبح کے وقت، ایک بچے کو جو گراؤنڈ میں کھیل رہا تھا، مولوی صاحب نے وہاں کھیلنے سے منع کیا۔ جب بچہ باز نہ آیا تو مولوی صاحب نے اُسے دو تین تھپڑ لگادیئے۔ وہ بچہ روتا ہوا اپنے گھر گیا تو اُس کے خاندان کے چار پانچ نوجوان غصہ میں بھرے ہوئے مسجد پہنچے اور مولوی صاحب کی پٹائی کرتے ہوئے انہیں بچے کے پاس گھر تک لائے اور مجبور کیا کہ مولوی صاحب بچے سے معافی مانگیں۔ مولوی صاحب جتنی دیر پس و پیش کرتے رہے انہیں اتنی ہی مار کھانی پڑی۔ آخر بچے سے معافی مانگنے پر ہی جان خلاصی ہوئی۔ لیکن وہ سیدھے تھانہ پہنچے اور وہاں میرے والد صاحب اور ہم دو بھائیوں کے خلاف پرچہ درج کروادیا کہ اس واقعہ کے ذمہ دار ہم ہیں اور یہ کہ یہ تماشا ہم اپنی چھت پر سے دیکھ کر خوش ہورہے تھے اور آوازیں کس رہے تھے کہ دیکھ لیا مسیح موعود کا معجزہ۔ حالانکہ اس وقت والد صاحب دفتر میں تھے اور ہم دونوں بھائی سکول میں۔

مولوی صاحب کی شکایت پر تھانہ سے ایک سپاہی ہمارے گھر آیا اور ہمیں تھانہ پہنچنے کا پیغام دیا۔ اس پر والد صاحب اُس بچہ کے خاندان کے پاس گئے کہ تھانہ سے یہ پیغام آیا ہے۔ چونکہ علاقہ کے اکثر بچے ہمارے ہاں قرآن کریم کا سبق لینے آیا کرتے تھے اس لئے سارے علاقہ میں ہمارے گھرانہ کی کافی عزت کی جاتی تھی۔ اُس بچہ کے خاندان والوں نے کہا کہ ہمیں تھانہ جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر وہ خود ہی تھانہ گئے اور ساری حقیقت تھانیدار کو بتائی۔ چنانچہ مولوی صاحب اپنے ہی جھوٹ سے مزید ذلیل ہوتے چلے گئے اور پھر بہت جلد اپنی تبدیلی کسی دوسری مسجد میں کروالی۔

❀ ❀ ❀

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲؍ستمبر ۲۰۰۱ء میں شامل اشاعت مکرم سلیمان میر صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

جو چاہتے ہو کہ زندگی کی
ہر ایک مشکل کو ٹال رکھنا
محبتوں کا خیال رکھنا
عقیدتوں کو سنبھال رکھنا
امام عالم کو ڈھال رکھنا
امید اپنی بحال رکھنا

❀ ❀ ❀

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
26/07/2002 - 08/08/2002

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

JALSA SALANA UK 2002

To all viewers,.
Please note that MTA International will be running a special Jalsa Salana schedule from:

26th – 29th July 2002

There will Insha'Allah be live broadcasts from Islamabad and the schedule will feature:

- **Addresses of Hadhrat Khalifatul Masih IV**
- **Proceedings of Jalsa Salana**
- **Live Interviews**
- **Live News**
- **International Jalsas**

Tune in and sample this most unique atmosphere!!

Tuesday 30th July 2002

00.05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01.00	Children's Corner: Waqifeen-e-Nau
01.30	Ilmi Khitabaat: by Qazi Mohammad Nazir Sb. J/S Rabwah 1966
02.40	Medical Matters: Mother & Child Health Care. Programme No.1
03.05	Around the Globe: A documentary in English about "Maryland's historic Eastern Shore". Part 1.
04.05	Lajna Magazine: Programme No.22
05.00	Mulaaqaat: With Bengali speaking friends. Rec.16.07.2002
06.05	Tilaawat, MTA News
06.30	Liqaa Ma'al Arab: Session No.198 Rec.10.08.96
07.40	MTA Sports: All Pakistan sports rally Table tennis doubles final match.
08.10	Spotlight: Urdu speech – Topic The rights and responsibilities of husband and wife" J/S Lahore 1996
08.45	Dars-ul-Qur'an: By Hazoor Rec.11.01.97 – Session No.1
10.20	Indonesian Service: Various Items
11.20	Medical Matters: ®
12.05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
12.50	Question & Answer Session: With English speaking friends.
14.00	Bangla Shomprochar: Various Items
15.05	Mulaqaat: With German speakers Rec.03.07.02
16.05	French Service: Various Items
17.00	German Service: Various Items
18.05	Liqaa Ma'al Arab: Session No.198 ®
19.15	Arabic Service: Various Items
20.15	Waqfeen-e-Nau: ®
20.50	Ilmi Khitabaat: Jalsa Salana 1966 ®
21.50	Around The Globe: Maryland ®
22.50	From The Archives: F/S Rec.17.04.98 By Hadhrat Khalifatul Masih IV

Wednesday 31st July 2002

00.05	Tilaawat, History of Ahmadiyyat, News
01.00	Children's Corner: Guldastah No.43
01.40	Reply To Allegations: By Hazoor
02.15	Seerat-un-Nabi (SAW): Discussion Prog.
02.45	Hamari Ka'enat:'Telescopes & rockets' Presented by Syed Tahir Ahmad Sb.
03.10	Urdu Class: Lesson No.437 Rec.28.11.98
04.35	Safar Hum Nay Kiya: Documentary 'From Rabwah to Margazar'.
05.00	Children's Mulaqaat: With Hazoor
06.05	Tilaawat, MTA News
06.30	Liqaa Ma'al Arab: Session No.199 Rec.11.09.96
07.30	Swahili Service: F/S Rec.21.11.97
08.50	Reply To Allegations: By Huzoor ®
09.30	Seerat-Un-Nabi (saw): Speech by Malik Abdul Rehman Sb.
10.15	Indonesian Service: Various Items
11.15	Safar Hum Nay Kiya: ®
12.05	Tilaawat, History of Ahmadiyyat, News
13.00	Urdu Class: Lesson No.437 ®
14.15	Bangla Shomprachar: Various Items
15.20	Children's Mulaaqaat:®
16.20	Recontre Aves Les Franscophones: Rec. 21.05.01
17.20	German Service: Various Items
18.25	Liqaa Ma'al Arab: Session No.199 ®
19.25	Arabic Service: Various Items
20.25	Guldastah: No.43 ®
21.05	Reply To Allegations: By Huzoor ®
21.50	Hamari Ka'enaat: ®
22.15	Children's Mulaaqaat: ®
23.15	Seerat-un-Nabi (saw): Speech ®

Thursday 1st August 2002

00.05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
00.55	Children's Corner: Waqifeen-e-Nau
01.30	Q/A Session with Hazoor: in Holland Rec. 24.09.95
02.30	MTA Lifestyle: Al Maa'idah How to Prepare a variety of snacks.
03.15	Canadian Horizon: Children's Class
04.25	Computers For Everyone: 'DOS and external commands'.
05.00	Tarjumatul Qur'an Class: Class No.264
06.05	Tilaawat, MTA News
06.20	Liqaa Ma'al Arab: Session No.200 Rec: 12.09.96
07.35	Sindhi Service: F/S Rec. 04.07.97
08.45	Q/A Session with Hazoor: in Holland ®
09.45	Spotlight: Speech by Imam Rashed Sb. Topic 'Tarbiyyat-e-Aulaad'
10.15	Indonesian Service: Various Items
11.15	MTA Travel: Documentary 'Behind the scenes at Fazl Mosque'
12.05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
12.50	Majlis Irfaan: With Hazoor
13.55	Bangla Shomprachar: Various Items
14.55	Tarjumatul Qur'an Class: No.264 ®
16.00	French Service.
17.00	German Service.
18.05	Liqaa Ma'al Arab: ®
19.05	Arabic Service:
20.05	Waqifeen-e-Nau Programme: ®
20.30	Q/A Session with Hazoor: in Holland ®
21.30	MTA Lifestyle: Al Maa'idah ®
22.20	Tarjumatul Qur'an Class: No.264 ®
23.25	MTA Travel: Fazl Mosque, London ®

Tuesday 6th August 2002

00.05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
01.00	Children's Corner: Waqifeen-e-Nau
01.30	Ilmi Khitaabaat: Urdu Speech
02.40	Medical Matters
03.05	Around The Globe: A Documentary
04.05	Lajna Magazine
05.00	Bengali Mulaqat: With Huzoor
06.05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
06.30	Liqaa Ma'al Arab:
07.40	MTA Sports: All Pakistan Sports Rally
08.10	Spotlight: Urdu Speech
08.45	Dars-ul-Qur'an: Lesson No.2 Rec.12.01.96
10.20	Indonesian Service:
11.20	Medical Matters: ®
12.05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
12.50	Q/A Session: With English Guests
14.00	Bangla Shomprachar:
15.05	German Mulaqaat: Rec. 03.07.02
16.05	French Service.
17.00	German Service.
18.05	Liqaa Ma'al Arab: ®
19.15	Arabic Service:
20.15	Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau®
20.50	Ilmi Khitabaat: ®
21.50	Around the Globe ®
22.50	From The Archives: F/S Rec. 24.04.98

Friday 2nd – Monday 5th August 2002

MTA will Insha'Allah be repeating the proceedings of Jalsa Salana UK during these days. Schedules are therefore subject to change.

Wednesday 7th August 2002

00.05	Tilaawat, History of Ahmadiyyat, News
01.00	Children's Corner: Guldastah
01.40	Reply to Allegations: With Hazoor
02.30	Hamari Ka'enaat: By Syed Tahir Ahmad, 'Telescopes & rockets'
03.05	Urdu Class: Lesson No.439 Rec: 04.12.98
04.30	Safar Hum Ney Kiya: 'Miandum'
05.00	Children's Mulaaqaat: With Hazoor
06.05	Tilaawat, News
06.30	Liqaa Ma'al Arab: Session No.204
07.30	Swahili Service: F/S By Huzoor
08.45	Reply to Allegations: ®
10.15	Indonesian Service:
11.15	Safar Hum Nay Kiya: 'Miandum' ®
12.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
12.50	Urdu Class: Lesson No.439 ®
14.00	Bangla Shomprachar:
15.05	Children's Mulaqaat: ®
16.05	French Mulaqaat: Rec.21.05.01
17.05	German Service:
18.10	Liqaa Ma'al Arab: ®
19.10	Arabic Service:
20.10	Guldastah: ®
20.45	Reply to Allegations: ®
21.30	Hamari Ka'enaat: ®
21.55	Children's Mulaqaat: ®
23.10	Seerat-un-Nabi (saw): Discussion

Thursday 8th August 2002

00.05	Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
00.55	Children's Corner: Waqifeen-e-Nau
01.25	Q/A Session: Rec.10.03.96
02.30	MTA Lifestyle: Al'Maa'idah
03.15	Canadian Horizon: Class No.31
04.15	Computers for Everyone:'DOS System'
05.00	Tarjumatul Qur'an Class: Class No.265 Rec: 02.09.98
06.05	Tilaawat, News
06.30	Liqaa Ma'al Arab: Session No.205 Rec: 25.09.96
07.35	Sindhi Service: F/S Rec. 11.07.97
08.35	Q/A Session: ®
09.50	Spotlight: Speech by Imam Rasheed Sb
10.15	Indonesian Service:
11.15	MTA Travel: A Visit to Italy
11.30	Children's Corner: Waqifeen-e-Nau ®
12.05	Tilawaat, Dars-e-Hadith, News
12.55	Majlis Irfaan: With Hazoor
14.00	Bangla Shomprachar:
15.00	Tarjumatul Qur'an Class: No.265 ®
16.00	French Service.
17.00	German Service.
18.05	Liqaa Ma'al Arab: Session No.205 ®
19.05	Arabic Service.
20.05	Children's Corner: Waqifeen-e-Nau ®
20.35	Q/A Session: With Hazoor ®
21.55	MTA Lifestyle: Al Maa'dah ®
22.35	Tarjumatul Qur'an Class: No.265 ®
23.35	MTA Travel: A visit to Rome ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8875 1285
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 | Friday, July 26, & August 2, 2002 | Issue No. 30 - 31

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے بارہ میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی پیشگوئی اور وصیت

آنحضرت ﷺ نے موجودہ زمانہ کے فتنوں کی حیرت انگیز تفصیلات پر ہی روشنی نہیں ڈالی بلکہ امت مسلمہ کے عالمی عروج کی خبر دیتے ہوئے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ مسلمانان عالم کی نشأۃ ثانیہ امام مہدی کے ذریعہ قائم ہونے والے نظام خلافت سے وابستہ کی گئی ہے۔ چنانچہ حذیفہؓ بن یمان کی حدیث میں آنحضورؐ کی یہ پیشگوئی موجود ہے کہ "ثُمَّ تَكُونُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ"۔ یعنی اس کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ منصۂ شہود پر آئے گی۔
"مجدد مذہب حنفیہ" اور گیارھویں صدی ہجری کے شہرہ آفاق مفکر اسلام حضرت امام علی بن سلطان ہروی قاری (مدفون مکہ معظمہ) نے اس کی شرح میں صدیوں قبل یہ لکھا کہ 'خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام مسیح ومہدی کے مبارک زمانہ میں عمل میں آئے گا'۔

(دیکھیں: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الفتن جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

اس انقلاب آفرین پیشگوئی کے علاوہ رسول کائنات ﷺ نے آخری زمانہ کے ہر مسلمان کو پیغام دیا کہ: "فَاِنْ رَئَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ فَالْزِمْهُ وَاِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۰۳ حدیث حذیفہ بن یمان۔مطبوعہ بیروت)

یعنی تمہارا فرض ہے کہ جب تم زمین میں کسی خلیفۃ اللہ کو دیکھو تو اس کے ساتھ پوری طرح وابستہ ہو جاؤ خواہ تمہارے جسم کو لہو لہان کر دیا جائے اور تمہاری جائیداد لوٹ لی جائے۔

آنحضرت ﷺ نے اس نہایت پر حکمت پیغام میں "خَلِيْفَةُ اللّٰه" کا لفظ استعمال کر کے واضح فرمادیا ہے کہ خلیفۃ اللہ ملاّ، صحافی یا سیاسی ادارے نہیں بلکہ عرش کا خدا ہی بنائے گا۔ نیز خلافت پر ایمان لانے والوں کو قبل از وقت انتباہ کر دیا کہ اس زمانہ میں جو خوش نصیب نظام خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی سعادت پائیں گے انہیں جانی اور مالی قربانیوں کے نذرانے پیش کرنے ہونگے اور بالکل یہی کیفیت جماعت احمدیہ کی ہے جو مخبر صادق کی پیشگوئی کے عین مطابق ۲۷/ مئی ۱۹۰۸ء سے خلافت علی منہاج النبوۃ کی برکتوں سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ ثانی المصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

عاشقوں کا شوق قربانی تو دیکھ
خون کی اس راہ میں ارزانی تو دیکھ
ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روح ایمانی تو دیکھ

❀❀......❀❀

دعاؤں کی قبولیت کا نشان خلیفۂ برحق کا معیار

سیدنا مصلح موعودؓ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد ۱۲/اپریل ۱۹۱۴ء کو برصغیر کے احمدی مندوبین کی ایک منتخب کانفرنس قادیان میں کی اور اسے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

" اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"۔

(منصب خلافت صفحہ ۳۲ مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

اس ضمن میں ۱۹۳۹ء کے جلسہ خلافت سلور جوبلی کے موقع پر یہ دلچسپ واقعہ بھی سنایا کہ:
"میں ایک دفعہ چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں"۔

(خلافت راشدہ صفحہ ۱۹۴۔ تقریر حضرت مصلح موعودؓ ۲۸،۲۹/دسمبر ۱۹۳۹ء ۔ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ۔دسمبر ۱۹۶۱ء)

❀❀......❀❀

خلافت رابعہ میں متضرعانہ دعاؤں کے انقلابی اثرات

ہمارے موجودہ مقدس امام عالی مقام خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا مبارک دور خلافت قبولیت دعا کے نشانوں سے اس طرح لبریز ہے جس طرح سات سمندر پانی کے قطرات سے پر ہیں۔ عہد خلافت رابعہ میں آپ کی پہلی پر جلال نظم کا عنوان ہی "مرد حق کی دعا" ہے۔ نظم کے ابتدائی دو اشعار ملاحظہ ہوں اور پھر غور فرمائیں کہ کس طرح اس کا لفظ لفظ ۱۷/اگست ۱۹۸۸ء کو فرعون وقت کی آتشی ہلاکت سے پورا ہوا۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا رُت بدل جائے گی
تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی جس نے توڑا تھا سر کبر نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیر نمرودیت آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

اس معجز نما شعری کلام میں (ایم ٹی اے کے ذریعہ) دنیا بھر میں پیغام احمدیت کے ذریعہ گونجنے کی کس واضح شکل میں بشارت دی گئی ہے۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا، پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا، دو قدم دور دو تین پل جائے گی

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب "الوصیت" (۲۴/دسمبر ۱۹۰۵ء) میں یہ خوشخبری دی کہ قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ (صفحہ ۶)۔ نیز خلافت احمدیہ کے شاندار نصب العین اور مستقبل کا ذکر درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے ......سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی، اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"۔(صفحہ ۱۶)

❀❀......❀❀

ادارہ او۔آئی۔سی کو درجۂ خلافت دینے کا مضحکہ خیز نظریہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت احمدیہ کی برکت سے کُل عالم نہایت تیزی سے دین حق کی تجلیات سے منور ہو رہا ہے۔ سعید روحوں کی کروڑوں پر مشتمل فوجیں سالانہ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو رہی ہیں۔ کتاب اللہ کے غیر ملکی زبانوں میں تراجم نے ہر ملک میں زبردست انقلاب برپا کر دیا ہے اور ایم ٹی اے کی برکت سے ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ کے ایمان افروز نظارے دنیا کا ہر ملک اور ہر خطہ بچشم خود دیکھ رہا ہے مگر خدا کے قائم کردہ اس آسمانی نظام سے برگشتہ لوگ اپنی ذلت و رسوائی اور مجرم ہونے کا اعتراف بھی کر رہے ہیں مگر خدائی سکیم سے فیضیاب ہونے کی بجائے خود ساختہ "نظام خلافت" کی بحالی کی ایک صدی سے نت نئی مضحکہ خیز تجویزیں پیش کر رہے ہیں اور عجیب و غریب نظریات ایجاد کر رہے ہیں۔ مثلاً پاکستان کے ایک فاضل ادیب چوہدری رحمت علی صاحب نے حال ہی میں مسلمانان عالم کی زبوں حالی کا دردانگیز نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"مسلمانوں کو اس کائنات کے مالک نے زمین پر دے مارا تو کیوں.......... مسلمانوں سے ایسی کیا خطا ہو گئی کہ اب معتوب و مغضوب یہودیوں سے ان کی ٹھکائی ہو رہی ہے ......کیا یہ سخت گناہ گار اور مجرم نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نہ مان کر یقیناً یہ مجرم ہیں اور اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مغضوب و مردود قوم کے حوالے کر رکھا ہے"۔

پھر لکھا ہے: "نظام خلافت کو تباہ کرنے پر تو پوری قوم مجرم ہے۔ مسلمانان عالم آج دنیا میں ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں تو اسی لئے کہ انہوں نے دین حق سے روگردانی کر رکھی ہے۔ حیف درحیف کس قدر نادان اور اپنے دشمن خود بنے ہوئے ہیں۔ حل اس کا ایک ہی ہے کہ نظام خلافت کو بحال کر کے پوری امت ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائے ......او۔ آئی۔ سی کے ادارے کو خلافت کا درجہ دے کر کسی ایک شخص کے ہاتھ میں پوری امت کی باگ ڈور تھما دی جائے جو موزوں تو ہو۔

تمام مسلم ممالک کو صوبوں کی حیثیت دے کر اسلام کی ایک ایسی مملکت واحدہ ہو۔ یہی حل ہے ہماری تمام مشکلات و مسائل کا"۔

(روزنامہ "دن" لاہور۔ ۲۱/مئی ۲۰۰۲ء صفحہ ۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، مصلح موعودؓ نے ۲۸/دسمبر ۱۹۴۶ء کے جلسہ سالانہ کے دوران مسلمان عالم کو ان کی بے راہ روی کے خوفناک نتائج پر انتباہ کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں فرمادیا تھا کہ۔

جو چال چلے ٹیڑھی جو بات کہی الٹی
بیماری اگر آئی تم اس کو شفا سمجھے
کیوں قعر مذلت میں گرتے نہ چلے جاتے
تم بُوم کے سائے کو جب ظل ہما سمجھے
غفلت تری اے مسلم کب تک چلی جائے گی
یا فرض کو تُو سمجھے یا تجھ سے خدا سمجھے

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔